افضال احمد شمسی

اسلام کو چھپاؤ

ورنہ

بغاوت پھیل جائے گی

مکتبہ البیان ۔ لاہور

آفتاب احمد شمسی

اسلام کو چھپاؤ

ورنہ

بغاوت پھیل جائے گی

مکتبۃ البیان ۔ لاہور

marfat.com

یہ کتاب یا اس کا کوئی بھی مضمون ناشر یا مصنّف کی اجازت کے بغیر کوئی بھی شخص یا ادارہ دوبارہ شائع کرسکتا ہے ۔

ایسی کسی مجوزہ اشاعت کی اطلاع مصنّف کیلئے باعثِ ممنونیت ہوگی ۔

نام کتاب ——— اِسلام کو چھپاؤ ورنہ بغاوت پھیل جائیگی

مصنف ——— آفتاب احمد شمسی

تعداد ——— ایک ہزار

بار اوّل ——— ۸۴ء

مطبع ——— ایچ فاروق ایسوسی ایٹس

شاہراہِ قائدِ اعظم لاہور

ناشر ——— مکتبۃ البیان، ۱۷۹-بی ابوبکر بلاک

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

marfat.com

والدِ محترم

اور

والدہ محترمہ

کے نام

marfat.com

فہرست

۱ :	عکس	۱
۲ :	خود سے اجنبی	۴
۳ :	روشن اندھیرے	۸
۴ :	میرا مستقبل	۱۰
۵ :	دیکھا ہے جو کچھ ہم نے	۱۷
۶ :	اِنسان عظیم ہے	۲۵
۷ :	یا اللہ	۳۲
۸ :	میں ہیرو ہوں	۳۷
۹ :	خدارا خود غرض بنیئے	۴۲
۱۰ :	زندگی کے نام	۴۸
۱۱ :	کھیت اور قبرستان	۵۳
۱۲ :	آؤ لوڈو کھیلیں	۵۵
۱۳ :	عبدالرحمٰن شہید ہسپتال	۶۱
۱۴ :	ایک کہانی	۶۵
۱۵ :	ملک اور صوبہ	۶۷
۱۶ :	مذہب	۶۸
۱۷ :	علم اور عبادت	۶۹
۱۸ :	قلم	۷۰
۱۹ :	زبان	۷۱
۲۰ :	معیشت	۷۲
۲۱ :	اقتدارِ اعلیٰ	۷۳

marfat.com

۲۲ : ظالم اور مظلوم ۷۵
۲۳ : داؤد ہلز میرا ہے ۷۷
۲۴ : عورت آزاد ہے ۸۰
۲۵ : دایاں بازو ، بایاں بازو ۸۷
۲۶ : اگر میں خدا ہوتا ۹۳
۲۷ : غلاموں سے نجات ۱۰۱
۲۸ : تجربہ ۱۰۶
۲۹ : زمانے کی قسم ۱۱۳
۳۰ : اسلام کو چھپاؤ ورنہ بغاوت پھیل جائیگی ۱۱۸
۳۱ : کیا آپ کو معلوم ہے ۱۴۰
۳۲ : خداوندانِ مذہب کے نام ۱۴۴
۳۳ : اسلام کی حقیقت ۱۵۱
۳۴ : محمدؐ ۱۵۹
۳۵ : کیا مسلمانوں کی ترقی ممکن ہے ۱۷۲
۳۶ : میں آپ کے پاؤں پڑتا ہوں ۱۸۲
۳۷ : سائنس یا عرفان ۱۸۹
۳۸ : ابراہیم کے نام ۱۹۹
۳۹ : اشتہار ۲۰۴
۴۰ : کانٹے پر کلی آنے تک ۲۰۸
۴۱ : دوست کون ۲۱۶
۴۲ : مگر اسلامی ۲۲۴
۴۳ : دیوانے کے خواب ۲۲۵
۴۴ : ؟ ؟ ؟ ۲۲۶
۴۵ : کس سے دل کی بات کروں ۲۴۳

marfat.com

پیش گفتار

کیا زندگی ایک حقیقت ہے؟ بزرگوں کو کہتے سنا کہ موت حقیقت ہے۔ لوگ زندگی گذارتے ہیں، سنوارتے ہیں یا اسے دیکھتے ہیں۔ ختمی مرتبت ﷺ نے فرمایا: "دنیا میں ایسے رہو جیسے پردیسی یا رہگذر" زندگی کیا ہے؟ کون سمجھے اور سمجھائے؟ ع

جوئے شیر و تیشہ و سنگ گراں ہے زندگی۔

اسے فلسفہ و تصوف اور مذہب و معاشرت کی اصطلاحوں میں دیکھا جا سکتا ہے اور ذاتی تجربہ و مشاہدہ کی روشنی میں بیان کیا جا سکتا ہے؟ ہاں یہ ممکن ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ زندگی گذارنے والی اس بھیڑ میں اس کا حقیقی شعور رکھنے والوں اور اپنی ذات کا عرفان حاصل کرنے والوں کی تعداد حد درجہ محدود رہے۔

میں جب شمسی صاحب سے ملا تو انہیں اپنے معاشرے کے ایک فرد کی حیثیت سے معمول کے مطابق مصروفِ عمل دیکھا مگر جب ان کی تحریر پڑھی تو انہیں بحرِ حیات کے اندر غواصی کرتے پایا۔ زندگی کی ماہیت، اس کی ناپیدا کنار وسعت، اس کے مخفی خزانے، زندگی کا احساسات، اس کے مختلف روپ، متنوع مظاہر، خصائص اور اس کے محرکات، اس کے عز و شرف اور ذلتیں اور رنگ برنگی صورتیں ابھر کر سامنے آئیں۔ وہ جس لطیف پیرائے میں ہمیں آئینہ دکھاتے ہیں وہ معمول کی سرگرمی نہیں قدرت کی خصوصی ودیعت کا کرشمہ ہے۔ اول سے آخر تک پڑھ جائیے کہیں بوریت محسوس نہ ہوگی۔ دلنشینی اور دلکشی میں کہیں کمی نہیں آئے گی بلکہ خود آگہی و جمعیت شناسی کا خاص احساس پیدا ہوگا۔

ظاہرداری نے حقیقتِ باطنی کو چھپا رکھا ہے۔ معاشرے نے اپنے تضادات کو کتنے حسین ناموں سے دلفریب بنایا ہے۔ مذہب، سیاست، تجارت، معیشت اور انسانیت نفع بخشی و فیض رسانی کے کتنے عمدہ معیارات بنا رکھے ہیں۔ "غلاموں سے نجات" کو پڑھئے، "ایک نظر" اسلام کو چھپاؤ ورنہ "بغاوت، سپیل جانگلی" کو دیکھئے۔ آپ "کہانی" کو پڑھیں۔ "دایاں بازو، بایاں بازو" اور "ظالم و مظلوم" کو ملاحظہ فرمائیں۔ زندگی کے انوکھے روپ آنکھوں کے سامنے متحرک نظر آئیں گے۔ مصنف کے اسلوبِ تحریر کا اچھوتا پن و شستگی نثر آیتِ قرآنی سے اختتامیہ مرتب کرنے کی بات لاجواب ہے۔ مصنف نے "مذہب" کے تحت جو کچھ لکھا ہے اسے ملاحظہ فرمائیے اور سادگی و خلوص سے لطف اندوز ہوئیے

میں مسلمان ہوں

میری نماز دیوبندی، بریلوی، شیعہ، حنفی، حنبلی، مالکی، شافعی اور اہلحدیث سب کے پیچھے ہو جاتی ہے

marfat.com

جس شخص سے میں نے کلمہ توحید سنا ہے اس سے یہ بھی سنا کہ " اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا (آل عمران)۔

اگر میں اس پر عمل نہیں کرتا تو کلمۂ توحید کا پیغام بھی خود بخود مشکوک ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ بھی اس زبان سے ادا ہو جاتا ہے۔

اس کتاب میں حق کا پرچار ہے، لیکن میں اسے تبلیغ اس لیے نہیں کہتا کہ یہ لفظ معاشرے کی زبان کا حصہ بن گیا ہے۔ میں اسے تخلیقی ادب کا نام بھی نہیں دیتا کہ زندگی کی سچائیوں کو بے نقاب کرنے میں ناکام ہو گیا ہے۔ تو پھر کیا ہے؟ میں اسے کوئی نام بھی تو نہیں دے سکتا۔ صرف اتنا کہتا ہوں کہ زندگی کی حقیقتوں کو بیان کرنے کا شمسی انداز ہے۔ اللہ تعالیٰ آفتاب کی ضوفشانیوں میں برکت دے۔

ناچیز

خالد علوی

صدر اکیڈمک سٹاف یونین
جامعہ پنجاب لاہور

marfat.com

آفتاب احمد شمسی صاحب مفکّر بھی ہیں، شاعر بھی، ادیب بھی ہیں، نقاد بھی۔ انہیں دو ٹوک بات کرنے کا سلیقہ آتا ہے۔ باتیں وہ مفکرانہ، شاعرانہ اور ادیبانہ انداز میں کرتے ہیں۔ ان کی تحریریں پہلودار ہیں اور معنویت اور حسن وجمال سے بھرپور ہیں اور ان دونوں پہلوؤں کے حسین اور متوازن امتزاج ہی میں ان کی بڑائی ہے۔

وہ انسان کی عظمت کے قائل ہیں، اس کی بے اندازہ قوتوں کا گہرا شعور رکھتے ہیں۔ زندگی میں اس کے عظیم کارناموں کو انہوں نے شدت سے محسوس کیا ہے، ان کو سراہا ہے اور اس طرح انسان کی عظمت کے گن گائے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اس بات کا بھی گہرا شعور رکھتے ہیں کہ انسان تاریخ میں اپنے مقام اور منصب سے نیچے بھی گرا ہے، اور جب بھی ایسا ہوا ہے، انسانیت کی توہین ہوئی ہے۔ اس نے انسانی قدروں کو مجروح کر دیا ہے اور انسانی تاریخ اسی صورتِ حال کی وجہ سے خون میں لت پت نظر آتی ہے۔

آفتاب صاحب کی ادیبانہ تحریریں انہیں حالات کی ترجمان اور عکاس ہیں اور ان تحریروں میں انہوں نے جو انداز پیدا کر دیا ہے، اس کی بدولت ادبِ لطیف کی تحریک جو عرصہ ہوا ختم ہو چکی، ایک دفعہ پھر زندگی سے ہمکنار نظر آتی ہے۔

عبادت بریلوی
۲۰-۳-۸۳

marfat.com

اسلام کو چھپاؤ

ورنہ

بغاوت پھیل جائے گی

ایسا ماحول بے جان عقائد، مُردہ رسُوم ، فرقہ پرستانہ آرزوؤں اور مفاد پرستانہ گروہ بندیوں کو پیغمبرانہ راہِ حق پرستی ماننے ، متحد ہونے کو کفر جاننے اور فرقہ پرستانہ منافرت کے اظہار کو دینی حمیت کا تقاضا جاننے کا نتیجہ ہے۔

شرک فی النبوۃ نے وفاداریوں کو تقسیم کرکے اتحاد کو ناممکن بنا دیا ہے۔

کتاب و سنت کے اتباع کی دعوت ہی مفاد پرستانہ گروہ بندیوں کے خلاف بغاوت کا درجہ رکھتی ہے۔

مضامین طنزیہ ادب کا نمونہ ہیں ۔ اصلاح کی احتیاج کی جانب ہر اشارہ وعظ سے زیادہ بلند ہے ۔ اللہ پاک حسبِ مراد تاثیر عطا فرمائے۔

برہان احمد فاروقی

marfat.com

عکس

مَیں نے اِس سے قبل ایک کتاب "دوست کون" لکھی تھی۔ میرے لیے یہ ایک نیا تجربہ تھا۔ میرے دوستوں نے جس طرح اس کی پذیرائی کی مَیں اس کے لیے انتہائی ممنُون ہُوں۔

"دوست کون" لکھنے سے میرا مقصد قلمکار برادری میں شمُولیت نہ تھا، محض اپنے اندر اس شعُلے کو جلائے رکھنے کی ایک کوشش تھی جو میرے خیال میں میری زندگی کے لیے ضروری تھا۔ "دوست کون" کا ایڈیشن ختم ہونے کے بعد جب دوبارہ اس کی طباعت کا مسئلہ آیا تو مَیں ٹالتا رہا۔ مَیں ردّی کے ڈھیر جمع کرنا نہیں چاہتا تھا۔ "دوست کون" کی بار بار اشاعت یا ادیب کی حیثیّت سے روشناسی میرا مسئلہ ہرگز نہیں تھا۔ مَیں اقبال سے بہتر نہیں لکھ سکتا۔ ادب میری منزل نہیں ہے۔ حکیم لقمان کے نسخے اور کلیاتِ اقبال بھی بُک شیلف کی زینت بن گئے۔ مَیں نے عالیشان اور بلند و بالا لیکن غیر آباد مساجد کی نسبت ہمیشہ سے بغیر سائبان کی آباد مساجد کو ترجیح دی ہے۔ لائبریریاں مجھے شکارگاہ محسوس ہوتی ہیں جہاں رکھّی مُوٹی موٹی کتابیں سرچ لائٹ کی طرح دَوڑتے بھاگتے ہرن کو حیرت زدہ کر کے ساکن کر دیتی ہیں اور وقت بآسانی ان کا شکار کر لیتا ہے۔ بڑے بڑے ذہین آدمی محض کتابی ورزشوں اور فلسفیانہ حکمتوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ عمل مفقود اور جسم مفلوج

marfat.com

ہو جاتا ہے۔ لائبریری میں مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میں ایک ایسا بیمار وجود ہوں جو ایٹم بم کے راز ذہن میں دفن کیے ہوئے کبھی اُڑانے کے قابل بھی نہیں۔

مجھے وقت سے ڈر لگتا ہے۔ میری زندگی کی شمع آدھی سے زیادہ یقیناً گھُل چکی ہے۔ ماحول کی طوفانی کیفیت کسی بھی لمحہ کسی بھی حادثہ کی بنا پر ادھ گھُلی شمع کو بھی بُجھانے پر قادر ہے اور یہ زندگی پھر نہیں ملے گی۔ رات سوتے ہوئے بستر پر جب میں آنے والی کل کے مسائل کا جائزہ لیتا ہوں تو کبھی بچّوں کے اسکول میں داخلے کا مسئلہ ہوتا ہے۔ کبھی کسی ضرورت کو پُورا کرنے کے لیے اُدھار کی یا سفارش کی خواہش ہوتی ہے۔ کبھی نگاہوں کے سامنے اپنا مُردہ کفن پوش جسم ہوتا ہے۔ میں جس طرح ہر مسئلے سے نبٹنے کے لیے کوشش کرتا ہوں، اسی طرح ایک سفید چادر تان کر بے حس و حرکت بستر پر پڑ جاتا ہوں۔ عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ اس مُردگی اور بے حسی سے نکلنے کی شدید خواہش پیدا ہوتی ہے اور دوسری صُبح نئی زندگی اور قوت کے ساتھ عمل کو دل چاہتا ہے۔ میں وقت کو شکست تو نہیں دے سکتا لیکن وقت کے ہاتھوں آسان شکار بھی نہیں بننا چاہتا۔

یہ کتاب دراصل میں نے صرف اپنے لیے لکھی ہے۔ ان خیالات کو کسی پر ٹھونسنا ہرگز میرا مقصد نہیں۔ انسان ہونے کے ناطے سے ماحول اور معاشرے کا حصّہ ہوں۔ میری خوشیاں، میرے غم، میری کامیابی اور شکست ہر چیز معاشرے سے متاثر ہے۔ میں نے اپنے آپ کو زندہ رکھنے اور عمل کرتے رہنے کے لیے یہ کتاب ترتیب دی ہے اور اپنی گزشتہ تحریر "دوست کون" کے بھی چند مضامین اس میں شامل کر دیے ہیں تاکہ دو

marfat.com

کتابیں پڑھنے میں وقت ضائع نہ ہو۔ یہ کتاب میری زندگی کے لیے چراغ کی مانند ہے جس کی دھیمی روشنی میں آہستہ آہستہ میں آگے بڑھ سکوں۔ موٹی موٹی کتابیں مجھے ساکت و جامد نہ کردیں۔ اگر کوئی اور شخص بھی اس چراغ سے روشنی حاصل کر سکے تو میرے نصیب! "دوست کون" کے بعض مضامین مختلف رسائل وقتاً فوقتاً شائع کرتے رہے۔

اس سلسلے میں "دھنک" کے جناب سرور سکھیرا صاحب، "بادبان" کے جناب مجیب الرحمٰن شامی صاحب کی ہمت افزائی، جناب احمد ندیم قاسمی صاحب کا بے انتہا خلوص و محبت اور المورد کے جناب جاوید احمد صاحب کی مخلصانہ مشاورت میری معاونت کرتی رہی۔

ہر شخص یا ادارہ بلا اجازت اور بلامعاوضہ اِس کتاب کا کوئی بھی مضمون شائع کر سکتا ہے۔ مجھے یا اشاعتی ادارے کو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگر اس کتاب کو پڑھنے کے بعد کسی کو عمل اور زندگی کی خواہش پیدا ہو اور وہ میری مدد لینا چاہیں تو میں اپنی بساط کے مطابق تیار ہوں۔

marfat.com

خوُد سے اجنبی

میرے دوست

مَیں بہت پریشان ہُوں

کیا تم میرا درد بانٹ سکوگے ۔ میرا مسئلہ حل کرسکوگے ؟

مجھے اپنا دوٹوک فیصلہ دینا

ہاں میں یا نہ میں جواب دینا ۔ مزید الجھاؤ نہ پَیدا کرنا

مَیں بہت پریشان ہُوں

مَیں خوُد اپنی شخصیت سے اجنبیت کا شکار ہوُں ؟

مَیں خوُد سے بھی متعارف نہیں ، حالانکہ بظاہر اپنے آپ سے قریب ترین ذات مَیں خوُد ہوُں ۔

مَیں کیوُں پَیدا ہوَا ، کیسے پَیدا ہوَا اور اپنی پیدائش سے قبل کیا تھا ؟ نہ معلوُم میں کون سی زمین کا ٹکڑا تھا ، جس پر نہ معلوُم کون سی فصل بوئی گئی جو میرے وَالدین نے کھائی جس کی وَجہ سے ان میں وہ قوّت پَیدا

marfat.com

ہوئی جس سے میری پیدائش کے لیے ضروری جینز (JEANS) بنے؟"

"وہ فصل کس نے بوئی، کس نے کاٹی کون اس کو خرید کر میرے والدین کو دے گیا اس فصل کی پیدائش کے لیے پانی کون سے سمندر یا دریا سے بخارات کی صورت میں اُڑا، وہ بادل کون سے پہاڑ پر برسے، کب وہ برف پگھلی اور اُس کسان کو پانی ملا جو اُس فصل کو بو رہا تھا، جو میری پیدائش کی ذمہ دار ہے؟"

"میری پیدائش میں صرف پانی کو دخل نہیں صرف بیج کو دخل نہیں بلکہ زمین کی وہ مٹی اہم ترین ہے جس نے اپنے رحم میں اِس بیج کو پالا، اپنے نمکیات اور خون سے ماں کی طرح اس بیج کی حفاظت کی ـــــ وہ کون سی زمین ہے جو میری اوّل ماں ہے جس کے بغیر میری پیدائش ممکن نہ تھی؟"

"وہ کون سی ہوائیں تھیں جنھوں نے میرے پودے کو نشوونما دی؟"

"وہ کون سی مکھی تھی جس نے میرے وجود کی کلی کھلانے کے لیے آپس میں پودوں کی زرداری کی؟"

"وہ کوئی ایک فصل تھی یا کئی فصلوں کی وجہ سے میرے والدین میں میرے لیے مادہ تولید پیدا ہوا؟"

"وہ مادے کس دن یا رات کو ملے، کیوں ملے؟"

اُن سب عناصر میں سے کسی ایک کی مدد کے بغیر بھی میری پیدائش ممکن نہ تھی!

"یہ سب کیوں اور کس طرح ہوا؟"

"کیا مَیں اپنی مادر زمین سے آشنا ہو سکتا ہوں، آبیاری کرنے والے پانی کو دیکھ سکتا ہوں، ہل چلانے والے باپ سے مل سکتا ہوں؟"

"مَیں اپنے آپ سے کس قدر اجنبی ہوں، اپنی حقیقت سے کس قدر

marfat.com

ناآشنا ہوں؟ حالانکہ خود سے قریب ترین ہوں"۔

"میرا علم کس قدر محدود ہے! میرا ادراک کتنا تنگ ہے کہ میں خود اپنی ابتدا سے واقف نہیں ہو سکتا"۔

"اور پھر یہ تو سارا مادی عمل ہے، جو دکھائی دے رہا ہے، اگرچہ مادر زمین، آبیاری کرنے والے پانی اور ہل جوتنے والے باپ کی نشاندہی ممکن نہیں "لیکن"

"جسم کے بعد روح کہاں سے آگئی؟

آنکھوں میں روشنی کیسے پیدا ہوئی؟"

"دماغ میں شعور کہاں سے آیا؟"

"سر، دماغ، آنکھیں موجود ہوتا ہے، لیکن دماغ سوچتا کیوں نہیں؟ آنکھیں دیکھتی کیوں نہیں؟ —— موت کیا ہے؟"

"آنکھوں کی روشنی، دماغ کے شعور اور جسم کی حرکت کو دوبارہ جاری کیوں نہیں کیا جاتا؟ —— ان کو مستقل قید کیوں نہیں کرلیا جاتا؟"

"میں —— موت کے بعد کون سی زمین کا ٹکڑا بن جاؤں گا؟"

"میرے دوست —— میرا ادراک کس قدر تنگ ہے جو خود اپنی ذات کا احاطہ نہیں کر پاتا —— میں خود سے کس قدر اجنبی ہوں؟"

"میرے دوست"

"برائے مہربانی میری مدد کرو، مجھے درست مشورہ دو"۔

"مجھے اگر مگر میں نہیں بلکہ غیر مبہم الفاظ میں بتاؤ کہ کیا مجھے اپنے اس محدود ادراک کے ساتھ جو خود اپنی ذات کا احاطہ نہیں کرسکتا یہ حق

marfat.com

حاصل ہے کہ میں اپنی ذات سے دُور کی چیز کا احاطہ کروں، کیا مجھے اپنے ناقص ادراک کے ساتھ یہ حق حاصل ہے کہ میں اسی عقل سے جو میرے بارے میں فیصلہ نہ دے سکی، پُوچھوں کہ خُدا کیا ہے، کیسے وجوُد میں آیا نہ تھا تو کیا تھا اور وہ خوُد بجوُد کیسے ہے؟

دوستو ــــ مجھے صحیح مشورہ دو مجھے خوش فہمیوں کے بیابان میں بے دست وپا نہ کر دینا، میری عقل محدُود ہے، مجھے ناسمجھ جان کر اندھیروں میں گم ہونے کے لیے نہ چھوڑ دینا ــــ کیا وہ عقل جو اپنی قریب ترین ذات کا خوُد اپنا احاطہ نہیں کر سکتی جو اپنا اوّل اور آخر متعین نہیں کر سکتی، کیا اس کو میں یہ حق دوُں کہ وہ اللہ کا اوّل اور آخر متعین کرے !!!

دوستو ــــ مجھے فیصلہ دو، صحیح فیصلہ۔

ہاں واقعی اللہ تعالیٰ نہیں شرماتے اس بات سے کہ بیان کر دیں کوئی مثال بھی خواہ مچھر کی ہو خواہ اس سے بھی بڑھی ہوئی۔ سو جو لوگ جو ایمان لائے ہوئے ہیں خواہ کچھ بھی ہو وہ تو یقین کریں گے کہ بیشک یہ مثال تو بہت ہی موقع کی ہے ان کے رب کی جانب سے" (البقرہ ۲۶)

marfat.com

روشن اندھیرے

میری آنکھیں کھلی ہیں، ذہن حاضر ہے اور میں سُورج کی روشنی میں بغیر کسی اوٹ کے بیٹھا ہُوں۔ آسمان، زمین اور ماحول کے اس قدر روشن ہونے کے باوجود میری آنکھیں آسمان کے ستاروں کو نہیں دیکھ رہیں۔ میرے ذہن کے اُجالے نے بتایا کہ روشنی کے اندھیروں نے ستاروں کے آگے تاریک چادر ڈال دی ہے، حالانکہ ستارے موجود ہیں لیکن روشنی کی وجہ سے دکھائی نہیں دے رہے۔

سُورج غروب ہو گیا۔ مَیں کھلی آنکھوں اور حاضر ذہن کے ساتھ آسمان کے نیچے بغیر کسی اوٹ کے بیٹھا تھا۔ میری آنکھیں لاکھوں میل دُور چمکتے ستاروں کو دیکھ رہی تھیں لیکن چند فٹ دُور پڑی اشیاء کا وجُود میری آنکھوں سے گُم ہو گیا۔ میرے اِرد گرد ایسے حشرات الارض بھی پُوری ہوشمندی اور مستعدی سے اپنے شکار میں مصروف تھے جو روشنی کے اندھیروں کے باعث دیکھ نہیں سکتے تھے۔ میرے ذہن کے اُجالے نے تاریک روشنی کا نیا تجربہ کیا۔

مَیں سو گیا۔ میری آنکھیں بند تھیں۔ روشن اندھیروں اور تاریک روشنیوں سے دُور میرے ذہن کے اُجالے نے خواب میں حال اور مستقبل کی خواہشات اور اندیشوں کو نہ صرف دیکھا بلکہ بعض اوقات ان کی خوشی اور اذیت اس شدت سے محسوس کی جس کے آگے کھلی آنکھوں کے ساتھ خوشی اور خوف کی شدت ہیچ محسوس ہوتی تھی۔ اتھاہ اندھیروں نے اتھاہ روشنیوں سے متعارف کرایا

marfat.com

میرے ذہن کے اُجالے کو جِلا دی۔

کھُلی آنکھوں نے مجھے رحمِ مادر کے اندھیرے بھُلا دیے تھے، حالانکہ مجھے سچّے لوگوں اور ذہن کے اُجالے نے بتایا کہ مَیں رحمِ مادر میں موجود تھا۔ کھُلی آنکھوں کے سامنے صُبح روشن اندھیرے آئے مجھے دکھائی نہ دے سکا اور شام اندھیری روشنی میں مجھے قریب کی اشیاء بھی نظر نہ آئیں۔ میری جستجو رحمِ مادر، کھُلی آنکھوں اور سُورج کی روشنی سے آگے قدم رکھ کر نت نئے تجربات کرتی ہے۔ میرا شوق ذہن کے اُجالوں میں روشن اندھیروں کو چیرتا ہُوا اتھاہ اندھیروں کے سایے سے نکل کر اتھاہ روشنیوں کو دیکھ رہا ہے۔ وہ بیکرانی کی طرف رواں دواں ہے۔ موت میری زندگی اور شوق کو جہانِ تازہ دے گی۔

"تم اللہ کا انکار کس بنیاد پر کرتے ہو۔ تم بے جان تھے پس اس نے تمہیں حیات دی، پھر تمہیں موت دے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

(القرآن)

marfat.com

میرا مستقبل

میرے سامنے میرا مستقبل تھا۔ زندگی ایک بار ملتی ہے بار بار نہیں ملتی۔ مَیں کوئی ایسا فیصلہ نہ کرنا چاہتا تھا جو میرے مستقبل کو مخدوش کر دے۔ مَیں نے فیصلہ کیا کہ مَیں دُنیا کے عقل مند ترین آدمیوں کے پاس جاؤں اور ان کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کروں۔ مَیں مستقبل کے بارے میں خطرہ لینا نہیں چاہتا تھا۔ مَیں سقراط کے پاس گیا اور اپنا مسئلہ پیش کیا۔

سقراط نے کہا بیٹے سب ایک جیسے ہیں لیکن انسانوں میں فرق ہے۔ ایک وہ گروہ جو کچھ نہیں جانتا اور سمجھتا ہے کہ سب کچھ جانتا ہے۔ اور دوسرا وہ جو سمجھتا ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتا ان میں ہمت اور عقل ہوتی ہے جو ان کو کم ہمت لوگوں میں ممتاز کرتی ہے۔

مَیں افلاطون کے پاس گیا اور اپنے مستقبل کے بارے میں رائے پوچھی افلاطون نے کہا انسان بنو غلام نہیں۔ انسان غلاموں سے علٰحدہ نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اوّل درجے کے انسان وہ ہیں جن میں دانشمندی اور ہمت دونوں ہوں۔ دوسرے درجے پر وہ لوگ ہیں جو باہمت ہوں

marfat.com

اور دیگر تمام لوگ غلام ہیں جو کسی بھی پیشے سے متعلق ہوں مثلاً انجینئر، تاجر، بڑھئی یا زراعت پیشہ افراد۔ اوّل درجے اور دوسرے درجے کے افراد کو جو خصوصیت غلاموں سے ممتاز کرتی ہے وہ ان کی اپنی خواہشات قابلیت اور املاک کو قربان کر دینے کی صلاحیت ہے۔ جس شخص میں ہمت نہ ہو وہ اوپر کے درجے میں آنے کی کوشش نہ کرے اس طرح وہ خود اپنے لیے بھی عذاب مول لے گا اور معاشرہ میں بھی تکالیف کا سبب بنے گا۔"

میں نے ارسطو سے اپنے مستقبل کے بارے میں سوال کیا کہ زندگی بار بار نہیں ملتی اور میں کوئی خطرہ نہیں لینا چاہتا۔

ارسطو نے کہا کہ انسان اور غلام میں فرق ہے، پیشوں میں فرق نہیں۔ انسان روح اور جسم کا مرکب ہے۔ جب رُوح جسمانی تقاضوں پر غالب ہو وہ انسانیت ہے اور جب جسمانی تقاضے روح پر غالب ہوں وہ غلامی ہے۔ شہریت کا حصول صرف انسانوں کا حق ہے جو اس جگہ سے وفاداری اور ہمت کی بنا پر ملتا ہے۔ اگر محض رہائش کو شہریت کے حصول کی وجہ قرار دے دیا جائے تو اسی زمین پر غلام بھی آباد ہیں غلام اور شہری برابر نہیں ہو سکتے۔ رہائش کا حق، تجارت کا حق، پیشے کا حق، محض ایک معاہدے کے ذریعے بھی دیے جا سکتے ہیں۔ حق شہریت صرف انسانوں کو حاصل ہوتا ہے جن میں روح بدن کے تقاضوں پر حاوی ہو۔ جو حکومت کے دفاعی، رفاہی اور انتظامی امور میں حصہ لیتے ہیں۔ تجارت پیشہ یا ہنرمند افراد اپنے کاموں میں اچھے اور بُرے ہو سکتے ہیں، لیکن بہرحال وہ نچلی سطح۔

marfat.com

کے رُگ ہیں۔ ان کو حق شہریت حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ محض کارندے ہیں۔

مَیں نے لقمان سے اپنی راہنمائی چاہی۔

لقمان نے کہا: "بیٹا یاد رکھنا جو کچھ بھی تم کرو گے ضائع نہیں ہو گا چاہے تم رائی کے دانے کے برابر نیکی کرو یا بدی۔ سب کچھ تمہارے سامنے پیش کر دیا جائے گا اور تمہیں اس کا حساب دینا ہو گا۔"

مَیں نے سوچا کہ مَیں اب کسی صاحب طاقت اور ہیبت کے پاس جاؤں اور پوچھوں کہ تیری اس طاقت اور ہیبت کا راز کیا ہے۔ شاید مجھے اپنے مستقبل کے لیے روشنی مل سکے۔

مَیں بپھرتی ہوئی تند و تیز موجوں کے پاس گیا اور چند قطرے ہاتھ میں لے کر ان سے سوال کیا کہ تمہیں اس قدر طاقت اور ہیبت کس طرح حاصل ہوئی؟ وہ بولے کہ ہمیں دوبارہ سمندر میں ڈال دو۔ ہماری طاقت کا راز ہماری فنا ہے۔

ایک بپھری ہوئی موج میں سے آواز آئی۔

"عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا"

مَیں لہلہاتے کھیتوں کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ یہ شادابی اور سرسبزی کیسے تمہارا مقدر بنی؟ انہوں نے احسان مندی کے بوجھ سے جھکتے ہوئے زمین کی طرف اشارہ کیا جہاں چند دانے پڑے تھے۔ دانے جو ان لہلہاتے کھیتوں سے علیحدہ ہو کر اپنا وجود فنا کر رہے تھے۔ دانے جن کو اس سرسبزی اور شادابی کا کوئی حصہ نہیں مل رہا تھا۔ مَیں نے ایک دانے کو اٹھایا اور پوچھا کہ تم نے کس لیے یہ حال کیا۔

marfat.com

دانہ بولا "مستقبل کے لیے" اور لہلہاتے کھیتوں کی طرف دیکھ کر گنگنایا!
"دانہ خاک میں مل کر گل گلزار بنتا ہے"

مَیں نے سوچا کہ اپنی تحقیق کو منفی حصے سے شروع کیا جائے اور عظمت اور جبروت کے نشانوں کی بجائے حقیر ترین اشیا کی طرف رجوع کیا جائے کہ آخر اس قدر حقیر کیونکر ہوتے۔ اگر قطرہ نے فنا ہو کر دریائے تند و تیز کی صُورت اختیار کر لی تو ان حقیر اشیاء کا کیا مستقبل ہے۔

مَیں نے ادنیٰ ترین ذرّے سے اس کی کم مائیگی کا سبب پوچھا۔

اس نے کہا "کم ہمتی اور فنا ہو جانے کا خوف"۔ مَیں ہنس دیا۔

ذرہ بولا بےشک مجھ پر ہنسو، کیونکہ مجھ میں ابتدائے عمل کی صلاحیت نہیں، لیکن اگر میرے جوہر کو پھاڑ دیا جائے۔ مجھے کیمیاوی عمل سے فنا کر دیا جائے تو مَیں عظیم قوت ہُوں۔

میرے سامنے میرا مستقبل تھا۔ مَیں کوئی ایسا فیصلہ نہیں کرنا چاہتا تھا جس سے میرا مستقبل خطرے میں پڑ جاتے۔ زندگی ایک بار ملتی ہے بار بار نہیں ملتی۔ مَیں نے تاریخ سے رجوع کیا۔ آخر افراد اور قوموں کے عروج اور زوال کے کیا اسباب رہے۔ یقیناً وہ میرے لیے باعثِ راہنمائی ہوں گے۔

مَیں نے دیکھا ہر عروج ایک زوال کا سبب بنا اور ہر زوال نے ایک عروج کو جگہ دی۔

ہابیل نے قابیل کو مار دیا۔ قابیل مر کر بھی زندہ رہا۔ ہابیل چند روز مزید شرمناک یادوں کے ساتھ زندہ رہا اور بالآخر بدنامی اور موت

marfat.com

وہ زندہ ہیں۔ان کو خدا کے یہاں سے رزق ملتا ہے۔

میرے سامنے میرا مستقبل تھا۔ مَیں نے مر کر نہ مرنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ زندگی بار بار نہیں آتی اور مَیں مرنا نہیں چاہتا۔ یہی مشورہ مجھے سقراط، ارسطو اور افلاطون نے دیا۔ یہی راہ مجھے بپھرتی لہروں اور دلکش کھیتوں نے بتائی۔ اسی سمت تاریخ نے راہنمائی کی اور سب سے بڑھ کر مجھے میرے پیدا کرنے والے نے دائمی زندگی کا یہی راز بتایا

---

marfat.com

دیکھا ہے جو کچھ مَیں نے!

مَیں مارکوپولو نہیں، ابنِ بطوطہ نہیں، ابنِ انشار نہیں اور نہ مستنصر تارڑ ہوں، مجھ میں دُنیا کو چھاننے کی نہ اس قدر شدید خواہش ہے کہ جس کے آگے مجھے سفر کی کوئی تکلیف محسُوس نہ ہو اور نہ ہی آنے والے ہر ہوائی اڈے پر میرے اکرام کے لیے کوئی ایسی شخصیت منتظر ہوتی ہے، جو میرے سفر کو محض تفریح کا ذریعہ بنادے، میرے لیے آرام دہ ہوٹل کا انتظام کرے، آمد و رفت میں مدد دے یا کم ازکم گائیڈ کے طور پر ہی مدد کرے میں جو کچھ بھی کرتا ہوں، ہر قدم پر مجھے ڈالر کے ہضم ہونے کا احساس ہوتاہے اور ٹیکسی کے میٹر سے کہیں تیز دل کی دھڑکن چلتی ہے، مجھ میں وہ گرمی بھی نہیں کہ ہرکسی کی آنکھ کو نرگسی محسُوس کروں، یا ہر موڑ پر اپنی شخصیت کے سحر سے کسی کو اس طرح گرویدہ کرلوں، جو دُوسرے ہی روز سے میری رخصتی کے خیال پر آنسُو بہانے لگے۔ مَیں ایک عام آدمی ہوں بہُت عام آدمی جہاز سے اُترتے ہوئے ائر ہوسٹس کی خدا حافظ کو نہ صرف غنیمت جانتا ہوں بلکہ انتہائی مشکرکر اس کو قبول بھی کرتا ہوں وُہ خدا حافظ میرے ٹکٹ

marfat.com

کا ایک حصّہ ہوتی ہے۔

میں نے پاکستان کے اخباروں میں پڑھا کہ عرب ریاستوں میں پاکستان سے طوائفوں کی سپلائی میں بہت اضافہ ہوگیا ہے یہاں میں نے جب وہاں دیکھا تو اس پر تبصرہ کیا؟ یہ تو ایک خبر ہے جو چھپ چکی ہے، اصولِ معاشیات کا ایک اہم اصول ہے کہ ڈیمانڈ اور سپلائی میں توازن ہو جاتا ہے، اور پھر دُوسروں کی ضرورت پوری کرنے میں بُرائی کیا ہے؟ ہمارے یہاں پیداوار ہے، ان کے یہاں ضرورت!!

دوبئی میں نہاری والے کی دکان کے باہر میں نے ایک ہاتھ کا لکھا ہُوا، نوٹس دیکھا کہ فلاں فلاں تاریخ کو فلاں جگہ سے موٹر بوٹ جائیگی، فلاں تاریخ تک ہم سے رابطہ قائم کریں، اس نوٹس کو پڑھ کر مجھے پاکستان میں اکثر چھپنے والی وہ خبر یاد آگئی کہ موٹر بوٹ دوبئی کے راستے میں ڈوبنے سے درجنوں پاکستانی ہلاک اور لاپتہ، یا دوبئی پولیس نے پکڑلیے، تو اس پر میں کیا لکھوں یہ خبر تو ہمارے اخبارات کا ایک حصّہ ہے، یہ خبر تو ہمارے قومی تشخص کا ایک حصّہ ہے!!

جدہ میں اگر پاکستانی کتاب گھر میں روزانہ فلم کے پروگرام ہاتھ سے لکھکر لگائے جاتے ہیں، تو اس پر میں کیا لکھوں —— سعودی عرب میں سینما ہاؤس نہیں، اس لیے وہ انڈر گراونڈ سینما دکھانے پر مجبور ہیں —— چونکہ پاکستانی فلمز معیاری نہیں ہوتیں، ان میں رقص کرتے ہوئے وہ لطیف زاویے نہیں دکھائی دیتے، جو ہندوستانی فلموں میں ملتے ہیں۔ اس لیے وہ ہندوستانی فلمیں دیکھتے ہوں گے —— وہ لوگ پولیس سے کیسے بچ جاتے ہیں؟ —— شاید وہاں

marfat.com

کی پولیس بھی پاکستانی پریس بن گئی ہو؟ ——— پولیس جو ہے، ——— یہاں اس پر کیا تبصرہ کروں!

طرابلس (لیبیا) میں اگر راہ چلتی پاکستانی لڑکیوں، خصوصاً نرسوں کو "واھگنی" کہہ کر سڑکوں پر آواز کسی جاتی ہے تو میں سُن لیتا ہوں، یہ میرے کانوں کا قصور ہے، کہنے والے غیر ہیں اور عزیزوں سے مجھے کیا واسطہ ——— اور پھر نرسیں بھی اپنی ڈیوٹی خوب سمجھتی ہیں، وہ طرابلس میں مریضوں کی دلجوئی کے لیے بُلوائی گئی ہیں ——— میں اس پر کیا کہوں، یہ تو ایک عام مشاہدہ ہے۔

اگر جرمنی میں پاکستانی انڈر گراؤنڈ میں کام کرتے ہیں، تو شاید وہ باہر کی بے حیا دُنیا کا ساتھ نہ دے سکتے ہونگے۔ میں اس پر کیا لکھوں کہ پولیس انڈر گراؤنڈ میں سے بھی ان کو کیوں نکال لیتی ہے؟ ——— میں کیا کرسکتا ہوں، آپ کیا کرسکتے ہیں، یہ تو خبر ہے، جو روزانہ کے اخباروں میں چھپتی ہے۔

برٹش لیبر سخت کاہل ہوگئی ہے، آئے دن کی ہڑتالیں اور مطالبے وہاں کی معیشت کو تباہ کررہے ہیں، برطانوی معیشت کے جو سانس چل رہے ہیں، وہ غیر ممالک کے آبادکار مزدوروں کے مرہونِ منت ہیں! ——— پاکستانی وہاں بالکل ڈیاں توڑ کر کام کرتے ہیں، رات اور دن مسلسل اور لگاتار محنت ——— شاید اس لیے کہ وہاں وہ پاکی، بیکی اور پاکیشیا کہلاتے ہیں ——— برطانوی غنڈوں کے ڈر سے دب کر کام کررہے ہیں ——— پاکستان میں وہ بھی شیر ہوتے ہیں، خوب ہڑتالیں کرتے ہیں، مطالبے کرتے ہیں اور اس کے بعد کام کرنے کی گنجائش بھی کہاں رہ جاتی ہے، ——— کام

marfat.com

کرنے کے لیے تو لیبیا کے صحرا اور جرمنی کے انڈر گراؤنڈ ہیں ، میں کیا کرسکتا ہوں ، آپ کیا کرسکتے ہیں ، یہ تو خبر ہے جو روزانہ کے اخباروں میں چھپتی ہے۔

سوئٹزر لینڈ کے بعض غیر معروف چھوٹے پہاڑوں پر اگر ہوٹل والوں نے بہت محبت سے مجھ کو خوش آمدید کہا اور مجھے بتایا کہ بہت عرصے کے بعد انھوں نے پاکستانی پاسپورٹ دیکھا ہے، یہ پاکستانی ابن بطوطہ کی کمزوری ہے کہ وہ پاکستانی پاسپورٹ سے آشنا نہیں ہوئے ، مجھ سے بعض یہودیوں نے اگر از راہ طنز یہ پوچھا کہ عرب کب اپنے خیموں میں واپس جارہے ہیں ؟ آخر وہ کب تک تیل پر عیش کریں گے ——— میں اُن کو کیا جواب دیتا ——— مجھ سے بعض محفلوں میں اگر میرے انگریز دوست یہ پوچھتے ہیں کہ مصر اور لیبیا کیوں لڑتے ہیں ؟ عراق اور ایران میں کیوں جھگڑا ہے ؟ افغانستان اور ایران میں کس بنیاد پر چپلقش ہے ؟ یمن اور سعودی عرب کیوں امن سے نہیں رہ سکتے ؟ شام اور اُردن کیوں محاذ آرائی کرتے ہیں ۔ ——— شاید اس لیے کہ جہاد فرض ہے ! ——— غیر مسلم چونکہ طاقت ور ہیں ، اس لیے مسلمان آپس میں ہی اس فرض کی اُدائیگی کرلیتے ہیں!!!

پاکستان سے نکل کر جب میں اسلامی ممالک میں جاتا ہوں اور وہاں کا طرز حکومت دیکھتا ہوں ——— ہر طرز حکومت میں یگانگت کا احساس ہوتا ہے ——— بادشاہت ، آمریت اور فوجی ڈکٹیٹر شپ ——— اس طرز حکومت پر کیا تبصرہ کروں ۔ — اس یگانگت کو کیسے بُرا کہوں ! ——— میں ان کو کس

طرح بتاؤں کہ شخصی حکومت میں دُوسرے سب غلام ہوجاتے ہیں، ذہن معقل ہو جاتے ہیں، ایک کا کہا پتھر کی لکیر ہوتا ہے اور دُوسرے سب درباری اور خوشامدی بن جاتے ہیں، آمر اور بادشاہ جو از حد خوشامد پسند ہوتا ہے، خُود بھی نفسیاتی کیس بن جاتا ہے، خوشامد پسند ہونا بھی اسی قدر کراہت انگیز جذبہ ہے، جتنا کہ خوشامدی ہونا ——— بادشاہت یا آمریت ایسا طرزِ حکومت ہے جو قوم کو اجتماعی طور پر غلام بنا دیتا ہے جذبۂ فکر ختم ہو جاتا ہے۔ ریسرچ ورک ممکن نہیں ہوتا اور بغیر ریسرچ ورک کے نہ سپاہ گری کو فروغ ممکن ہے، نہ زراعت کو نہ صنعت کو۔ آمریت یا بادشاہت ایک نسل در نسل غلامی کی ابتداء ہے اور بدترین غلامی کی انتہا ہے، جس میں صرف خوشامد کامیابی کی ضامن ہوتی ہے، کاوش ختم ہوجاتی ہے۔ جس میں احساس غلامی تک نہیں ہوتا اور بغیر احساس غلامی کے غلامی سے چھٹکارے کے لیے کسی کاوش کا تصور تک ممکن نہیں ایک فرد جو بادشاہ ہوتا ہے، وُہ بھی آزاد نہیں رہتا، اپنے نفس کا غلام ہوجاتا ہے، غُلامی کی بدترین قِسم !!!

اسلامی ممالک کے علاوہ تمام مغربی ممالک کا ایک دوسرا طرزِ حکومت ہے

——— اس طرزِ حکومت میں بھی یگانگت ہے۔ ——— شاید وُہ غیر اسلامی ہو؟

——— اس طرزِ حکومت پر مَیں کیا تبصرہ کروں۔

ہاں ——— سیکس ایک موضوع ہے، میں سنجیدگی سے محسُوس کرتا ہُوں کہ مغرب نے سیکس کے باب میں اپنے اُوپر بڑا ظلم کیا ہے ——— سیکس ایک خوراک ہے، جو اس قدر مقدار میں انھوں نے لے لی ہے

marfat.com

کہ اب وہ اس کی لذت اور سنسنی سے ناآشنا ہیں۔ انڈر گراؤنڈ ریلوے میں، پارکس میں، سڑک پر غرض ہر جگہ انھوں نے سیکس کو اتنا عام کر دیا ہے کہ ان کے لیے سیکس کی بے خودی اور لذت حاصل کرنا ممکن نہیں رہا۔۔۔۔ اب سیکس سے کیفیت حاصل کرنے کے لیے وہ آلات کا سہارا لیتے ہیں اور ان مصنوعی اعضاء یا آلات کے استعمال کے بعد پھر خلا ! میں نے ہائیڈ پارک میں ایک نوجوان کی گود میں پڑی دوشیزہ کو دیکھا جس پر وہ نوجوان بظاہر دل و جان سے فدا تھا، وہ ایسی حالت تھی کہ ہمارے معاشرے میں کوئی بھی نارمل آدمی اس وقت صرف اپنے اندر جذب ہوگا، ڈوب رہا ہوگا، لیکن وہ دوشیزہ جس پر نوجوان ہر ہر انداز سے واری تھا، ہر راہگیر کی طرف متوجہ تھی، دوسروں کے چہرے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ اس میں جذب کی کیفیت نہ تھی۔۔۔۔ مجھے افسوس ہوا۔۔۔۔ مغرب قدرت کے ایک بڑے عطیے سے محروم ہوگیا۔۔۔۔ سیکس کسی طرح بھی ظاہر داری نہیں۔ اس کھیل میں بناوٹ اور تصنع محض محرومی ہے۔ سیکس بے ساختگی ہے، مکمل جذب اور گم ہونے کی کیفیت ہے جس سے مغرب اب محروم ہے۔۔۔۔ دوسروں کو دکھا کر اپنے اندر ترغیب مزور پیدا ہوتی ہے، لیکن قدرتی ترغیب ایک عظیم نعمت ہے۔ مَیں نے پردے کا وہ فائدہ یہاں دیکھا جس پر عام طور پر نگاہ نہیں جاتی۔۔۔۔ بلو فلمز، زندہ جنسی مظاہرے، لٹریچر، جنسی میوزک۔۔۔۔ یقین کیجیے کہ مغرب نے سیکس پر بڑا ظلم کیا ہے۔ مَیں اس کے معاشرتی، معاشی، اخلاقی، قانونی یا مذہبی پہلو پر بحث کرنا نہیں چاہتا لیکن بذاتِ خود سیکس کا لطف، اس کا حسن اور جمالیاتی کیفیت ان سے چھن گئی۔

دنیا دیکھنے والے ایک اور موضوع سامنے رکھتے ہیں۔ اس مقام کا آرکیٹکچر اور تاریخ۔۔۔۔ مَیں نے محسوس کیا کہ بعض عمارتیں بلند ہیں بعض نیچی اور اکثر زیرِ زمین۔۔۔۔ یونان، ایران، شام، مصر اور بیشتر عرب ریاستوں میں جن کی تہذیبیں اور تاریخیں جس قدر

marfat.com

بلند تھی، ان کے یہاں زیرِ زمین عمارتیں زیادہ پُرشکوہ تھیں! مجھے ان زیرِ زمین عمارتوں کے شکوہ پر تبصرہ منظور نہیں ــــــ یہ تو عام سا مشاہدہ ہے جو میں نے لکھ دیا۔ مجھے PESSIMIST بننا منظور نہیں! اونچی عمارتوں پر اس لیے نہیں لکھ سکتا کہ میری نگاہیں ان کی بلندی کو عبور نہیں کرسکتیں ــــــ بغیر دیکھے کیا لکھوں! ــــــ نیچی عمارتوں پر تبصرہ اس لیے ممکن نہیں کہ میں خود نیچی عمارت کا مکین ہوں ــــــ مجھے سرچھپانے کے لیے جگہ چاہیے اور میں نے سنا ہے کہ شاہجہان نے تاج محل تعمیر کرنے والوں کے ہاتھ کٹوادیے تھے۔ مجھے اپنے ہاتھ عزیز ہیں، اپنا کونہ عزیز ہے۔ میں بڑی عمارتوں پر تبصرہ نہیں کرسکتا ــــــ میں نیچی عمارت کا مکین ہوں۔

اپنی ان تمام برائیوں کے ساتھ مجھے اکثر اپنی عظمت کا احساس بھی شدت سے ہوا۔ میں دوبارہ دہرانا چاہتا ہوں کہ مجھے اپنی قوم کی عظمت اور بلندی کا احساس بھی شدت سے ہوا ــــــ پاکستانی مزدور ہر ہر کونے میں موجود تھا ــــــ ہر ہر کل کا بٹن دباتا تھا ــــــ نظامِ سرمایہ داری میں چونکہ ہر شے کی قیمت مقرر ہے، اس لیے وہاں احسان اور تشکر کا تصور نہیں ــــــ میں نے ہر جگہ جس لگن اور محنت کے ساتھ اپنے مزدور کو کام کرتے دیکھا، اپنے طالب علم کو پڑھتے دیکھا اور پھر اس کے صلے میں ہر ہر جگہ کم ترین معاوضہ اور بدترین سلوک ان کے حصے میں آیا ــــــ میری نظر میں یہ لوگ آگ میں سے نتھر کر نکلیں گے ــــــ کاش کوئی ان کو واپسی میں اپنے وطن میں بھی محنت کی عظمت کا سبق بھولنے نہ دے! کاش کوئی ایسا ہو! اگرچہ مزدور کے بغیر سرمایہ بیکار ہے ــــــ پھر بھی مزدور بے عزت ہے! بے وقعت ہے! یہ کیسا نظام ہے! دوسری طرف نظامِ سرمایہ داری کا ایک اور پھل یہ کہ عرب ممالک اپنا تیل اپنے ہی خون کے عوض بیچ رہے ہیں ــــــ روس اور امریکہ کے لیے تیل ضروری ہے ــــــ سیدھے ہاتھوں

قیمت کی ادائیگی ممکن نہیں ــــــ عربوں کو عربوں سے لڑاؤ، عربوں کو عجمیوں سے لڑاؤ، عجمیوں کو عجمیوں سے لڑاؤ ــــــ عرب کو عرب کے مارنے کو بندوق دو، عرب کو عجمی کے مارنے کو بندوق دو، عجمی کو عجمی کے مارنے کے لیے بندوق دو ــــــ محنت لو، مزدوری لو، تیل لو، خون لو ــــــ قیمت کی ادائیگی میں بندوق دو ــــــ زیادہ خون، زیادہ تیل! لیبیا کا خون مصر کے ہاتھ، لیبیا کا تیل روس کے ہاتھ، لیبیا کا خون مصر کے ہاتھ، مصر کا تیل امریکہ کے ہاتھ، سعودی عرب کا خون یمن کے ہاتھ، سعودی عرب کا تیل امریکہ کے ہاتھ، یمن کا خون سعودی عرب کے ہاتھ، یمن کا تیل روس کے ہاتھ، عراق کا خون ایران کے ہاتھ، ایران کا تیل امریکہ کے ہاتھ، ایران کا خون عراق کے ہاتھ، عراق کا تیل روس کے ہاتھ، افغانستان کا خون پاکستان کے ہاتھ، افغانستان کے اڈے روس کے ہاتھ، پاکستان کا خون افغانستان کے ہاتھ، پاکستان کے اڈے امریکہ کے ہاتھ ــــــ میں اس صاف مشاہدے پر کیا تبصرہ کروں ــــــ آپ سے کیا پوچھوں! خود سے کیا کہوں! ــــــ آخر جرمنی اور فرانس کیوں نہیں لڑتے، امریکہ اور انگلینڈ کیوں نہیں لڑتے، سوئٹزر لینڈ اور اٹلی کیوں نہیں لڑتے ــــــ وہ سب کیوں کامن مارکیٹ کے ممبرز ہیں ــــــ کیا وہ انسان نہیں، انھیں اختلاف رائے اس طرح کیوں نہیں ہوتا، کیا وہ ذی شعور نہیں؟ کوئی ایک بھی تو نہیں لڑتا ــــــ! سب اپنا سرمایہ خود کھانا چاہتے ہیں ــــــ! سب دوسروں کا تیل نچوڑنا چاہتے ہیں ــــــ آخر کیوں ــــــ آخر کیوں لیبر مارکیٹ سپلائرز اپنی یونین بنا کر لیبر کی قیمت مقرر نہیں کر سکتے ــــــ کامن مارکیٹ کی طرح یا اوپیک کی طرح ہندوستان، مصر، پاکستان اور ملایا وغیرہ کیوں اپنا لیبر ہتھیار کے طور پر استعمال نہیں کر سکتے ــــــ برٹش لیبر کاہل ہے، جرمن لیبر انتہائی مہنگی ہے، عرب ممالک میں اپنی لیبر موجود ہی نہیں ہے ــــــ ہم یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ ایک آدمی دو ہاتھ لے کر آتا ہے جبکہ اس کا منہ ایک ہوتا ہے!

marfat.com

انسان عظیم ہے

○ میں انسانی عظمت کا قائل ہوں۔

○ سائنسی تحقیقات نے انسان کو اس کی عظمت سے آگاہ کیا ہے

○ فلسفے نے انسان کی فکر کو جلا دی ہے۔

○ سیاست اور جمہوریت نے غلامی کے نشان تک مٹا دیئے ہیں۔

○ معاشی جدوجہد نے ناقابلِ یقین آسائشات کا دروازہ کھول دیا ہے۔

○ کائنات انسان کے سامنے اپنے راز اگلنے لگی۔ نئے نظامِ شمسی دریافت ہوئے۔ سمندر کی تہہ نے پوشیدہ خزانے انسانی قدموں میں پھینک دیے۔ علمِ طب نے انسانی عمر میں اضافہ کر دیا۔ انسانی اعضا قابلِ منتقلی ہو گئے۔ دل کی دھڑکن اور ڈوبتی نبض کو کمپیوٹر سے کنٹرول کیا جانے لگا۔

○ مَیں انسانی عظمت کا قائل ہوں!

○ • جتنے کنکر اتنے شنکر: میرا عقیدہ نہیں۔

○ مجھے یاد ہے کہ ایک چور کو پولیس کے ہاتھوں پٹتے دیکھ کر مجھے بہت رحم آیا۔ مَیں نے اس کو پولیس کی دسترس سے بچانے کی کوشش کی۔ چور نے پولیس والے کو، مار سے بچنے کے لیے التجا کے طور پر سجدہ کر لیا۔ مَیں غصّے سے بے حال ہو گیا۔ انسانی جبین کو جب مَیں

marfat.com

نے انسان کے آگے سجدہ ریز دیکھا تو مَیں نے بے قابو ہو کر خود بھی چور کو مارنا شروع کر دیا اور بالآخر تھک کر اس کو پولیس کے چنگل میں چھوڑ آیا۔

○ مَیں بادشاہوں سے نفرت کرتا ہوں جو دربار لگا کر غلام نسل پیدا کرتے رہے۔ سروں کو جھکانے کی اس طرح مستقل عادت ڈالی کہ جس کسی نے سر اٹھایا اس کا سر قلم کر دیا۔ نتیجۃً وہ تمام سر قلم ہوتے چلے گئے، جن میں اٹھنے کی ذرا بھی صلاحیت تھی حتیٰ کہ غیرملکی سفید جلد والے آکر جھکے ہوئے سروں کے حکمران قرار پائے ان جھکے ہوئے سروں کو نہ قلعے پناہ دے سکے نہ شاہی قبرستان۔ جھکے ہوئے سروں کے اپنے اوپر اعتماد کا یہ عالم تھا کہ وہ مردوں سے پناہ لینے قبرستان پہنچ گئے۔

سرونسٹن چرچل کا وہ واقعہ بھی یاد ہے کہ جب راستے میں چلتے ہوئے ان کے پاؤں سے سڑک پر کھیلتے ہوئے چند بچوں کی گولیاں بکھر گیئں تو بچوں نے ان سے کہا کہ ہمیں گولیاں اٹھا دو۔ چرچل نے پوچھا تم مجھے جانتے ہو؟ بچوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ آپ سرونسٹن چرچل ہیں تو کیا ہُوا؟ ونسٹن چرچل نے یہ واقعہ پارلیمنٹ میں سناتے ہوئے کہا کہ جب تک قوم میں ایسے خوددار بچے موجود ہیں قوم کسی کی غلام نہیں ہو سکتی۔

○ مَیں انسانی عظمت کا قائل ہوں۔

ایٹم بم، ہائیڈروجن بم، نائٹروجن بم، راکٹ، میزائل، اینٹی میزائل، ایٹمی

marfat.com

آبدوزیں، ٹینک، اینٹی ٹینک، میزائل، جاسوسی کرنے والے پیچیدہ ترین پُراسرار سیارے، آواکس قسم کے طیارے!!!

معاشی جدوجہد میں مارکس، کینز اور لینن کے نظریات۔

سیاسی افق پر ہابز، لاک، روسو، والیٹر کی ٹکر۔

فلسفہ میں افلاطون، سقراط، جالینوس۔

علم نفسیات میں فرائڈ۔

غرض علوم کے دریا ہیں، تحقیق کے سمندر ہیں جو انسانی دماغ میں گم ہو جاتے ہیں۔ انسانی کھوپڑی نہ معلوم کن وسعتوں کی حامل ہے جو اتنی بڑی کائنات کو اپنے اندر گم کرنے کے بعد بھی "ھل من مزید" کے لیے مستقل جویا اور کوشاں ہے۔

○ مَیں انسانی عظمت کا قائل ہوں۔

مَیں نے چند اندھے آدمیوں کی ایک کہانی پڑھی جو ایک ہاتھی کو دیکھنے کے بہت شوقین تھے۔ ان اندھوں کو ہاتھی کے پاس لایا گیا۔ ایک اندھے نے ہاتھی کی ٹانگ پکڑ لی، ایک نے کان پکڑ لیا۔ ایک کے ہاتھ ہاتھی کی سونڈ آئی اور ایک نے دُم پکڑ لی۔ ایک اندھا ہاتھی کے پیٹ سے جا لگا۔ سب اندھوں نے ہاتھی کے اس عضو کو اچھی طرح ٹٹولا جو اس کے ہاتھ آیا اور ہاتھی کے متعلق اپنا تجربہ یا مشاہدہ انتہائی سچائی اور دیانتداری سے بیان کرنے لگے۔ جس اندھے نے ہاتھی کی ٹانگ پکڑی تھی اس نے بتایا کہ ہاتھی کسی ستون کی طرح ہوتا ہے۔ کان پکڑنے والے

marfat.com

اندھے نے ہاتھی کو ہاتھ والے پنکھے کی مانند قرار دیا۔ جس نے سونڈ پکڑی تھی اس نے ہاتھی کو پانی کا پائپ قرار دیا۔ جو اندھا ہاتھی کے پیٹ سے لپٹا تھا اس کے خیال میں ہاتھی کوئی عظیم الجثہ سی چیز تھی اور جس اندھے کے ہاتھ دم آئی وہ ہاتھی کو محض ایک رسّی سی بتا رہا تھا۔ ان میں جھوٹا کوئی نہ تھا۔ مکمل مشاہدے اور علم کی کمی تھی۔ ان کے پاس وہ آنکھ نہ تھی جو ہاتھی کو بیک وقت دیکھ سکتی۔

○ مَیں انسان کی عظمت کا قائل ہوں۔

ڈاروِن کے نظریات کو موجودہ سائنس چیلنج کر رہی ہے۔ معاشیات میں کینز کے نظریہ کو لینن نے رد کر دیا ہے۔ علم سیاسیات میں ہابز، لاک، روسو سب ایک دوسرے سے مختلف مشاہدات اور نظریات دیتے رہے۔ فلسفے میں افلاطون، سقراط ... وغیرہ۔ سب مختلف الخیال مکاتب کے حامی ہوئے۔ علم نفسیات میں فرائڈ کے نظریات فرسودہ ہونے لگے۔

مجھے معلوم ہے کہ ڈاروِن نے جھوٹ بولا نہ نیوٹن نے غلط کہا کینز کا نظریہ برائے مکمل روزگار بھی دیانت پر مبنی تھا اور مارکس نے بھی درست کہا۔ لاک کی تردید ہابز نے کی اور ہابز کی تردید روسو نے کی لیکن ان میں سے کوئی بھی جھوٹا نہ تھا۔ افلاطون بلاشبہ انسانی عقل کی معراج ہے لیکن اس سے اختلاف کرتے ہوئے سقراط نے علم کو وسعت اور گہرائی سے ہمکنار کیا۔ فرائڈ کے نظریات

marfat.com

غلط ثابت ہونے کے باوجود اس کی اہمیت مسلّم ہے۔ یہ سب علم کے ستون ہیں۔ سب ایک دوسرے کی تحقیق کے سہارے پہلی منزل سے آگے گئے ہیں۔ اگر افلاطون کی تردید سقراط نے کی تو یہ افلاطون کا جھوٹ نہیں تھا لاعلمی تھی۔ لاک کو ہابز نے اور ہابز کو روسو نے نئے تجربات کے لیے خام مال فراہم کیا۔ ڈاروِن نے بھی ارتقائی دَور اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے سچائی سے جو محسوس کیا اس کو تحقیق کی بنیاد بنا لیا۔

○ میں انسانی عظمت کا قائل ہوں۔

اپنی روز مرہ کی زندگی پر بھی اگر نظر ڈال جائے تو عدلیہ کے عالی دماغ، صاحبِ علم، متوازن، غیرجذباتی جج حضرات بھی مسلّمہ قوانین کے نفاذ و تشریح و تعبیر اور متعین اصولوں کی موجودگی اور قابل ترین وکلاء صاحبان کی مدد کے باوجود بھی پنچائت، سول کورٹس، سیشن کورٹس، ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ تک میں اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ ان میں جھوٹا کوئی نہیں ہوتا۔ علم کے باوجود لاعلمی کا شکار ہوتے ہیں۔

اگر ایک اندھے نے ہاتھی کے پیٹ کو محسوس کر کے عظیم الجثہ سمجھا تو وہ بھی ٹھیک تھا۔ اگر دوسرے اندھے نے دُم کو ہاتھ لگا کر ہاتھی کو محض رسّی سمجھا تو وہ بھی ٹھیک تھا لیکن اگر اندھا اپنے تجربے اور مشاہدے کو کل سمجھنے لگے یا اپنے اندھے پن کا احساس ہی نہ کرے اور آنکھوں کی اہمیت کو نظر انداز کر دے تو یہ زیادتی ہو گی۔

marfat.com

اور اس سے بڑی جہالت یہ ہوگی کہ وہ اندھا ہاتھی کی ٹانگ، پیٹ یا دم کو پکڑ کر یہ سمجھ لے کہ وہ مکمل ہاتھی کو پکڑے ہوئے ہے۔ اور سب سے بڑا ظلم یہ ہوگا کہ ہاتھی کے صرف ایک عضو کو ٹٹول کر وہ یہ سمجھے اور دعویٰ کرنے لگے کہ مکمل ہاتھی اس نے نہ صرف دریافت کر لیا ہے۔ بلکہ وہ اس کی دسترس میں بھی ہے اور وہ اندھا جس طرح چاہے ہاتھی سے کام بھی لے سکتا ہے۔

○ مَیں انسانی عظمت کا قائل ہوں۔

ہر روز نئے علوم اور رموز کی دریافت مجھے ایک طرف انسان کی فکر اور ترقی کی وسعتوں سے روشناس کراتی ہے، دوسری طرف زیادہ سے زیادہ جہالت اور لاعلمی کا احساس دلاتی ہے۔ ہر نئی تحقیق مجھے جاہل ثابت کرتی ہے اور مجھ سے اصرار کرتی ہے کہ اندھے کی طرح اپنے مشاہدے کو کل نہ سمجھوں۔ عظیم ترین کے آگے سجدہ کر کے اپنی بے نوری اور کم علمی کا احساس رکھوں کہ یہ سجدہ میری عظمت کی کلید ہے۔ یہ سجدہ مجھے ترقی کی نئی راہوں سے ہمکنار کرتا ہوا عظیم ترین کے قریب لے جائے گا۔

۔نہیں کوئی عبادت کے قابل سوائے اللہ کے۔ وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور سنبھالنے والا ہے تمام عالم کا۔ اس کو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اسی کی ملکیت ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔ ایسا کون ہے جو اس کے پاس کسی کی سفارش کر سکے؛ بغیر

marfat.com

اس کی اجازت سے۔ وہ جانتا ہے تمام حاضر و غائب حالات کو۔ اور موجودات کا کوئی علم نہیں حاصل کیا جا سکتا مگر جس قدر وہ علم دینا چاہے۔ اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنی حفاظت میں لے رکھا ہے اور اللہ کو ان کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہ عالیشان اور عظیم الشان ہے۔ (البقرہ)

marfat.com

یا اللہ!

مَیں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں ؛

مَیں مُوسٰی نہیں ، نہ پیغمبر ہوں نہ کوئی نبی ۔

مَیں آپ کا ایک معمُولی اور حقیر بندہ ہوں ، آپ نے اپنے بندے کے بارے میں اپنی کتاب قُرآن کریم میں کہا ہے کہ جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو آپ (آنحضُور صلّی اللہ علیہ وسلّم) بتا دیجئے کہ مَیں اُن کی شہ رگ سے قریب ہوں اور آپ کی کتاب سچّی ہے۔

مَیں آپ کا بندہ ہوں، اس وقت بند کمرے میں آپ اور مَیں تنہا ہیں مَیں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں ، آپ میری شہ رگ سے نزدیک ہیں ، بعض لوگ آپ کے وجود کا ہی انکار کرتے ہیں ، وُہ سارے نظامِ کائنات اور انسانی وجُود کو خوُد بخود اتفاقی یا ارتقائی EVOLUTIONARY قرار دیتے ہیں ، وُہ انسان کو عظیم ترین طاقت قرار دیتے ہیں۔

مَیں بھی انسانی عقل اور طاقت کا قائل ہوں ، جب انسان خلا سے نکل کر

marfat.com

چاند پر پہنچا، جب انسان نے اِس نظامِ شمسی کے بعد متعدد نظام ہائے شمسی کے وجود کا پتہ لگایا، جب اِنسان نے سمندروں میں نئی گہرائیاں تلاش کیں، جب اس نے ایٹم میں طاقت کا عظیم خزانہ دیکھا، مَیں نے ایک طرف انسان کے ذہن کی بلندی کو محسوس کیا، دُوسری طرف اس کی بیچارگی اور چھوٹائی میرے اندر سماگئی، میری عقل نے کہا کہ نظامِ شمسی کے وجود کا پتہ لگانا بے شک اہم ہے، لیکن نظامِ شمسی کو کنٹرول کرنے اور بنانیوالی طاقت سے اس کا کوئی مقابلہ نہیں، ایٹم میں طاقت کا وجود معلوم کرنا یقیناً بہت اہم ہے، لیکن اِس طاقت کی پیدائش اصل حقیقت ہے، مجھے انسان سائنس کی ترقی کے ساتھ اپنی تمام تر عظمتوں کے باوجود بونا لگنے لگا۔ مَیں نے کائنات کے کروڑوں پیچیدہ فارمولے دیکھے۔ خود انسانی دماغ اور اس کا جسم اس قدر پیچیدہ نظام کا حامل ہے جو مستقل مشاہدے اور ریسرچ کا مطالبہ کرتا ہے، اتنے پیچیدہ اور متعدد نظام ہائے فلکی کو میرا ذہن بحیثیت عام شاہد اتفاقات پر مبنی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ ہوسکا، مَیں نے لوڈو کی بساط بچھاکر ہزاروں مرتبہ کوشش کی، لیکن دانے کبھی بھی اتفاقاً ۱-۲-۳-۴-۵-۶ بالترتیب نہ آسکے، جب مَیں نے ہزاروں مرتبہ کوشش کے باوجود صرف ۶ اتفاقات کو علی الترتیب ہوتے نہ دیکھا تو میرا ذہن لاکھوں ہندسوں کے اتفاقی طور پر علی الترتیب مرتب ہوجانیکا یقین کرنے کو تیار نہیں، مجھے یقین ہے کہ کائنات بنائی گئی ہے اور آپ عظیم ترین طاقت ہیں۔

یااللہ: جب آپ موجود ہیں اور بلاشبہ عظیم ترین ہیں، تو یقیناً رحیم ترین اور کریم ترین بھی ہَیں، کیونکہ ظلم کمزوری کی نشانی ہے، خوف

marfat.com

کی پیداوار ہے، ظلم صرف وہی کرتا ہے، جس کو اپنے وقار کی بقار کا خطرہ محسوس ہو مثل مشہور ہے کہ رانی کو کانی کہا تو وہ ہنس دی اور کانی کو کانی کہا تو وہ رو دی۔

آپ کی ذات وہ طاقت ہے کہ جس کی بنائی ہوئی چیزوں کی محض نشاندہی کر کے انسان اپنے آپ کو بلندترین محسوس کرنے لگتا ہے۔ آپ کے لیے یقیناً کسی ملک کے بادشاہ اور فقیر میں کوئی فرق نہیں، بندے کے طور پر وہ برابر ہیں، سب عاجز ہیں اور آپ کی مخلوق۔

یااللہ! آپ میں جو بھی خصوصیت ہے، یقیناً وہ اپنے کمال پر ہے اگر آپ رحم کرنے والے اور کرم کرنے والے ہیں تو یقیناً یہ خصوصیات بھی اپنے کمال پر ہونگی، میری ماں بھی مجھ سے محبت کرتی ہے، میرا باپ بھی میرے نقصان پر کڑھتا ہے، لیکن آپ مجھ سے یقیناً میرے ماں باپ سے زیادہ، محبت کرتے ہونگے، کیونکہ یہ کمال محبت کا تقاضا ہے۔

یااللہ، میں آپکو اس کمال محبت کا واسطہ دے کر چند باتیں کرنا چاہتا ہوں، چند سوالات کرنا چاہتا ہوں، چند خواہشات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں ان باتوں سے میرا مقصد آپ کا قریب ترین راستہ تلاش کرنا ہے، محض آپ کے قریب آنا ہے، اگر اسیں کہیں کوئی گستاخی کا پہلو نکلتا ہو تو وہ ہرگز میرا مقصد نہیں، وہ میری بھول ہوگی، اس کو معاف کیجئے گا، آپ بلاشبہ درگزر کرنے والے اور معاف کرنے والے مہربان ہیں۔

یااللہ، یہ دُنیا جس میں انسان کا وجود ہے، آپ کی پیدا کردہ ہے اس کی پیدائش پر دوسری دُنیا کی مخلوق یعنی فرشتوں نے بھی تعجب اور

marfat.com

حیرت کا اظہار کیا تھا کہ آپ ایسی مخلوق پیدا کر رہے ہیں جو خونریزی کرے گی اور فساد پھیلائے گی، آپ نے فرمایا کہ جو کچھ مجھے معلوم ہے، تمھیں نہیں معلوم اور آپ نے انسان کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیے، اس کو تمام علوم سے واقف کرا کے فرشتوں کو انسان کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا، جس کو آپ تمام علوم سے واقف کرا چکے تھے، اور علم سکھانے سے قبل آپ نے فرشتوں سے انسان کو سجدہ نہ کرایا، یا اللہ اس کا مطلب ہے کہ آپ نے فرشتوں سے سجدہ انسان کے جسم کو نہیں کرایا تھا، بلکہ علم کو کرایا تھا۔ انسان مٹی کا پتلا ہے اور آپ کی دوسری بے انتہا مخلوق مٹی کی بنی ہوئی ہے، جو انسانی جسم سے زیادہ مضبوط اور عالیشان بھی ہے، لیکن ہیبت ناک پہاڑ یا مضبوط جسم ہاتھی اور شیر کمتر مخلوق رہے، اگرچہ وہ بھی مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ آپ نے علم کو سجدہ کرایا ـــــ علم جو عرفان کے لیے ناگزیر ہے ـــــ علم جو انسانی ذات کی بھٹی ہے ـــــ علم جس کی بے کراں وسعت ستاروں، سیاروں، خلا، سمندروں، پہاڑوں اور ان دنیاؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے، جو ابھی انسانی ادراک سے دور ہیں، لیکن علم سے نہیں۔ علم خود آپ کی ذات ہے، جس کا کوئی معمولی سا حصہ انسان کو دے کر آپ نے اسے اپنا خلیفہ بنا دیا۔

یا ربِّ کریم! آپ کی اپنے بندوں سے محبت میں یقیناً کوئی شبہ نہیں، لیکن جب میں انسان کو انسان کا خونِ ناحق اس قدر آسانی سے کرتے دیکھتا ہوں تو میں پریشان ہو جاتا ہوں، میرا دل ڈوبنے لگتا ہے۔ آپ عالم الغیب ہیں، آپ کو ان تمام فسادات کا پہلے سے علم تھا، لیکن

marfat.com

آپ نے صرف آزمائش کے لیے انسانی دُنیا کو بنانے کا فیصلہ کیا۔ یقیناً آپکا فیصلہ صحیح ہے۔ لیکن وہ خوبیاں جو اس وقت انسانیت میں موجود ہیں جن کی وجہ سے آپ نے دُنیا کو قائم رکھا ہوا ہے، آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ اس انسانی علم، شرف اور بلندی کو زیادہ عام کردیں تاکہ مجھ جیسے کوتاہ نظر بھی ان کے فیض سے بہرہ ور ہوسکیں، خونریزیاں ختم ہوسکیں۔

یااللہ! کچلے ہوئے اِنسانوں کو یہ باور کرادیں کہ آپ رب العالمین ہیں، آپ نے انسانی ضروریات مکمّل پیدا کی ہیں، لیکن چند خودغرض انسانوں نے تقسیم رزق میں شیطانیت کا مظاہرہ کرکے انسانوں کے لیے جہالت بھوک اور تنگی کو فروغ دیا ہے۔ **یااللہ** علم کو عرفان کی حد تک عام کردے

---

marfat.com

مَیں ہیرو ہُوں

اے زندگی
میری نگاہ اس دربارِ عظیم پر ہے
جب میں مٹی کا پُتلا تھا۔
صرف مٹی کا پتلا
فرشتوں نے میری خلق پر سوال کیا
پھر رب نے مجھے
علم دیا: درد دیا
عرفان کی بھٹی میں تپایا
فرشتوں کے سجدے کا میں سزاوار بنا
مَیں ہیرو بنا
فرشتوں نے جب مجھ کو سجدہ کیا
مَیں صاحبِ علم تھا

marfat.com

محرم درد تھا،
عرفان کی بھٹی میں نکھر چکا تھا
صرف مٹی کا پتلا نہ تھا
اے زندگی
تو جو مسلسل ہے
یہ دنیا —— تیرا دوسرا ایکٹ
تیرا ایک سایہ
سائے بے ضرر ہوتے ہیں
میں ہیرو ہوں —— میرا کردار مشکل ہے
سیاہ رنگ،
بھوک
افلاس و جہالت
میری کاسٹیوم
ناگہانی حادثات —— میری قسمت
بے وقار خاندان —— میری میراث
میرا کردار مشکل ہے —— میں ہیرو ہوں
مجھے اپنا کردار ادا کرنا ہے
میں ولن نہیں
موروثی اتفاقیہ دولت
خاندانی عزت و شہرت
حادثاتی وقار

marfat.com

یہ سب میری انا کے منافی ہے
اس میں کوئی بھی چیلنج نہیں
زن، زر، زمین —— نہیں
مَیں ولن نہیں —— مَیں ہیرو ہوں
ایک ہی اسٹیج کے دو کردار
"کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور"
موروثی اتفاقیہ دولت
خاندانی عزت و شہرت
حادثاتی وقار
یہ سب میری انا کے منافی ہے
اس میں کوئی بھی چیلنج نہیں
جہد مسلسل میرا حصّہ
ہاتھ کی کمائی میری شان
میری دنیا۔ حقائق کی دُنیا
کش مکش سے بھرپور
پتھر کے ہیرے مجھ پر سجتے نہیں
میں مٹی کا پُتلا نہیں
—— کہ پتھر پر پھسل جاؤں
میرا زیور۔ آنکھوں سے اُمڈے موتی
جو عرش کو ہلادیں

marfat.com

دمکتا خون ، مہکتا پسینہ
مَیں کوہ کن کا تیشہ ، کسان کی درانتی
مَیں مزدور کی کدال ، شاعر کی فکر
مَیں ولن نہیں
خوابوں کی دنیا کا باسی
لذتِ درد سے ناآشنا
حقائق سے دُور
غمِ دوراں سے بے نیاز
محبت بھی جو ترازو سے ناپے
موروثی اتفاقیہ دولت
خاندانی عزت و شہرت
حادثاتی وقار ـــــ جس کی اساس

یہ سب میری انا کے منافی ہے
اس میں کوئی بھی چیلنج نہیں ـــــ یہ زندگی نہیں
زندگی حرکت ہے ـــــ تیر ہے ، تلوار ہے ، فکر ہے ، درد ہے
سونے کا چمچہ نہیں
سانس کی آ جا کو زندگی نہ کہو
مَیں ہیرو ہوں
مَیں مٹی کا پُتلا نہیں ۔ ـــــ [illegible] میری خلق پر سوال کریں

marfat.com

میں صاحبِ علم ہوں ——— محرومِ درد ہوں
عرفان کی بھٹّی میں تپ چکا ہوں۔
فرشتوں کے سجدے کا سزا وار ہوں۔
صرف مٹی کا پُتلا نہیں۔
موت ——— اے زندگی تیرا ارتقائی عمل۔
اے زندگی ——— تو جو تسلسل ہے
موت ——— میری جانِ انتظار، نویدِ وصلِ دوست۔
کھیتی کٹنے کا دن، وقتِ رقص و سرود۔
جسم، کثافت، فکر و الم سے نجات۔
قفسِ تنگ سے بیکرانی کی طرف۔ جسدِ خاکی سے عالمِ نورانی کی طرف۔
اسٹیج کے بعد لمحۂ افتخار۔
موت ——— الوداع نہیں
فقط اچھا دوست پھر ملیں گے۔ میں ہیرو ہوں۔

"اور اگر ہمیں یہ گمان نہ ہوتا کہ تمام لوگ ایک ہی طرح کے ہوجائیں گے تو ہم ہر شخص کو جس نے رحمٰن کا انکار کیا ہوتا، اس کے گھر کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے اور ان کے زینے بھی جن پر وہ چڑھا کرتے ہیں اور دروازے بھی اور ان کے بستر بھی (چاندی) کے کر دیتے جن پر وہ آرام کرتے ہیں اور سونے کے بھی بنا دیتے۔ یہ سب دنیاوی زندگی کی آسائشات ہیں اور آخرت تو آپ کے رَبّ کے نزدیک صرف ڈرنے والوں کے لئے ہے"۔ (القرآن)

marfat.com

خدارا ــــ خودغرض بنیے

"کیا تم نے سُنا ــــ راشد مرگیا !"

"ارے ــــ اس قدر جلد ــــ بہت محبت کرنیوالا آدمی تھا، فرض شناس اور کام کے پیچھے پڑجانے والا ــــ یقین نہیں آتا کہ وہ مرسکتا ہے" ؟

"اس کو میانی صاحب کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا"

"اس کو دفن کیوں کردیا ؟"

"کیا اس کو نمائش کے لیے شوکیس میں رکھا جاتا ؟"

"افسوس ــ اس کی محبت یکطرفہ رہی ــ اس نے شدت سے سب کو چاہا لیکن اس کے بچے اور نہ ہی والدین اس کی محبت کا جواب دے سکے" !

"تم کیسی بات کرتے ہو؟ اس کے والدین کا روتے روتے بُرا حال ہے راشد اُن کی روٹی کا واحد سہارا تھا ، اس کے بچوں کے سامنے تاریک

marfat.com

مستقبل ہے، وہ اب بھی دروازے پر اس کی راہ تکا کرتے ہیں"۔

"لیکن کیوں ـــــ راشد اُن کے پاس سے خود تو نہیں گیا، جو وہ اتنے غمزدہ ہیں۔ راشد کو تو ان لوگوں نے خود دفن کیا ہے"؟

"ہاں ـــــ لیکن راشد مَر چکا تھا"

"تو کیا ہُوا ـــــ راشد فی نفسہٖ تو موجود تھا، اس کا چہرہ، اس کی آنکھیں، اس کا جسم، اس کے ہاتھ اور پَیر سب موجود تھے"

"لیکن وہ سب چیزیں اب کسی کے لیے بھی کام کی نہ تھیں، وہ کسی بھی پتھر کی طرح ایک مُردہ جسم رہ گیا تھا، اس کی رُوح نکل چکی تھی، اس لیے اس مُردہ جسم کو دفن کرنا پڑا"۔

"تو تم واضح بات کیوں نہیں کرتے ـــــ راشد جو ایک مجسم تھا۔ اس کے والدین اور بیوی بچوں کو اس سے محبت نہ تھی بلکہ اس کی قوّتِ کارکردگی سے اس کے شعور سے یا اُس کی رُوح سے محبت کرتے تھے، کیونکہ وہ ان کے لیے کام کی چیزیں تھیں، جس لمحہ راشد نے یہ احساس دلایا کہ وہ اب مزید ان کے کام نہیں آسکتا۔ تو وہ لوگ جو محبت کے دعوے کرتے تھے راشد کو دفن کر آئے ـــ ہمیشہ کے لیے اس کو مٹی کا حصہ بنادیا حالانکہ وہ بحیثیت شخصیت، جسم مکمل موجود تھا۔"

"تم سفاکانہ گفتگو کر رہے ہو"!

"سچائی تلخ ہوتی ہے۔ حقیقت سے آنکھیں بند نہ کرو"

"سچائی کیا ہے"؟

marfat.com

سچائی صرف اتنی ہے کہ راشد سے محبت صرف اس کی اہلیت، قوتِ کارکردگی اور شعور کی بنا پر تھی، صرف اس صلاحیت سے محبت تھی جو اُن کو کما کر دے جو ان کو معاشرے میں عزت دلا سکے۔ سب لوگوں نے راشد سے محبت اس کی رُوح کے ناطے سے کی، اس کے جسم کو جو گوشت پوست کا بنا ہوا ہے صرف اس حد تک اہم سمجھا جب تک وہ جسم ان کے لیے حرکت کرسکتا تھا، ان کو فائدہ پہنچا سکتا تھا۔"

"گویا اصل راشد جس سے محبت کی گئی جسم نہیں تھا، بلکہ رُوح تھی۔"

"بالکل درست —— اگر راشد سے ذرا بھی محبت اس کے جسم کے ناطے سے کی گئی ہوتی تو اس کے وُرثاء اس کے جسم کو اتنی عُجلت کے ساتھ مٹی کے حوالے نہ کرتے، وہ اس کو شوکیس میں رکھتے اور اور اپنے ڈرائنگ روم میں اس کی ممی سجاتے، کیونکہ راشد بحیثیت جسم مکمل طور پر موجود تھا۔"

"آفتاب —— اس قدر سفاکی سے مت بولو، تم ظالم ہو۔"

"میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ تم بالکل سادہ حقائق کو نئے معنے کیسے پہنا دیتے ہو، سفید کو سیاہ کیسے کہتے ہو، تم آنکھوں پر رنگین چشمہ لگا کر کیوں دیکھنا چاہتے ہو؟"

"بات یہ نہیں، بلکہ دُنیا کا یہی دستور ہے۔"

"اسی لیے مَیں کہتا ہُوں کہ دُنیا جیسی ہے، اس کو اسی طرح دیکھو اور جیسی حقیقتاً سادہ آنکھوں سے دکھائی دے اس پر عمل کرو—جب

marfat.com

واضح طور پر دکھائی دیتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ محبت کے دعوے کرنے والے مرنے کے فوراً بعد جسم کو مٹی کے حوالے کردیتے ہیں تو بہت سادگی اور ایمانداری سے یہ حقیقت قبول کرلو کہ جسم بے قیمت شے ہے، مٹی کا حصّہ ہے اور فوری طور پر اپنی اندرونی حقیقی زندگی اور قوّت کا ادراک کرنا چاہیے۔

"کیا انسان اپنی جسمانی ضرورّیات کو بالکل نظر انداز کردے؟"

"میں محض اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ اپنی حقیقی قوت، اپنی زندگی اور رُوح کے تقاضوں کو نظرانداز کرکے جسم کی پرورش نہ کی جائے تم واضح طور پر اعتراف کرو کہ راشد صرف جسم کا نام نہ تھا جو محض خون اور گوشت پوست کا مجسمہ ہو راشد کے صرف جسم میں کسی دُوسرے کو بھی درحقیقت کوئی دلچسپی نہ تھی، ہر شخص کی نظر صرف اس کی کارکردگی پر اور اس کی رُوح پر تھی، جسم تو محض رابطہ تھا زندگی کو متعارف کرانے کا۔ اب وُہ زندگی وُہ رُوح کسی دُوسرے مقام پر منتقل ہوگئی، راشد کی رُوح آج بھی زندہ ہے، وُہ نہیں مرسکتی اس کو غم اور مسرّت کا احساس بھی ہے، ہم اپنی حماقت اور کوتاہ نظری سے زندگی کی منتقلی کو زندگی کا خاتمہ قرار دے رہے ہیں۔"

"مجھے مزید وضاحت چاہیے"

"دیکھو جسم مادہ سے بنا ہُوا ہے جبکہ رُوح غیر مادّی ہے، جسم کی مثال ایک ایسے مُردہ تار کی مانند ہے، جو صرف

marfat.com

بجلی دوڑانے سے قوت حاصل کرتا ہے، لیکن بجلی کی قوت کی حقیقت مُردہ تار سے مختلف ہے، وُہ کسی دُوسری شے یا جسم میں بھی دوڑ سکتی ہے، زمین، اینٹوں اور پتھروں میں بھی راہ تلاش کر سکتی ہے یا تمہارے جسم سے بھی گزاری جا سکتی ہے، اسی طرح رُوح جسم کے رابطے سے نکل کر کسی دُوسرے مقام پر چلی گئی۔ لیکن وہ زندہ ہے جسم پہلے بھی مُردہ تھا جب اس میں رُوح تھی اور اب بھی مُردہ ہے جب رُوح چلی گئی ـــ جسم کی حرکت بے شک بند ہوگئی، کیونکہ اس کا رابطہ قوت سے کٹ گیا۔

" تکلیف وہ حقیقت ہے"

" ہاں ـــ کاش راشد نے جسمانی زندگی میں یہ حقیقت محسوس کرلی ہوتی کہ وُہ صرف مادہ نہیں اگر اس نے اپنے جسم کو اپنی حقیقت یعنی رُوح کے لیے صرف کیا ہوتا تو یقیناً اس کی رُوح زیادہ تابناک خُوش اور اعلیٰ مقامات پر ہوتی "

" اعلیٰ مقامات ؟"

" ہاں ـــ جس طرح راشد نے رُوح کو جسم کے لیے صرف کرکے جسم کے لیے اعلیٰ مقامات چاہے اور اس کو ملے بھی، لیکن چونکہ جسم عارضی تھا، لہٰذا وُہ اعلیٰ مقامات بھی اس کے لیے عارضی ثابت ہُوئے اور جسم سے رُوح نکلنے کے بعد وہ اعلیٰ مقامات جسم کے لیے بھی بے معنیٰ ہوگئے ـــ اگر راشد نے رُوح کو یعنی اصل راشد کو جسم یا عارضی راشد کے لیے استعمال نہ کیا ہوتا، بلکہ جسم کو رُوح کی پرورش کے لیے

marfat.com

استعمال کیا ہوتا تو رُوح کو اِسی طرح اعلیٰ مدارج ملتے، کاش وہ حقیقی اور عارضی راشد کا فرق سمجھ جاتا ــــــ رُوح اور جسم کا فرق سمجھ جاتا "

"کاش وہ خود غرض ہوتا ــــ اپنی اصل کے لیے کچھ کرتا ــــ کاش وہ خود غرض ہوتا۔"

کیا ہم نے تم کو ایک بے قدر پانی سے نہیں بنایا۔ پھر ہم نے اس کو ایک وقت مقرر تک ایک محفوظ جگہ میں رکھا۔ غرض ہم نے ایک اندازہ ٹھہرایا۔ سو ہم کیسے اچھے اندازہ ٹھہرانے والے ہیں ــــ اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہو گی ــــ (المرسلٰت ۲۳)

marfat.com

زندگی کے نام

اے زندگی! تیری آمد میری فرمائش نہ تھی، تیری آمد نے مجھے ایک جسم دیا جس کے چناؤ پر مجھے اختیار نہ تھا، مجھے میری مرضی کے بغیر ایک جنس ملی، ایک خاندان ملا جس نے مجھے سوسائٹی میں ایک طے شدہ درجہ دیا۔ ایک مذہب ملا، جس سے نجات آسان بات نہ تھی، سب سے زیادہ ظلم یہ کیا کہ مجھے وہ معاشرہ دیا جہاں زندگی کو زندگی کے سوا ساخت جنس، خاندان، شہرت اور مذہب کی عینکوں سے دیکھا جاتا ہے، حالانکہ اُن میں سے کسی کو چننے پر بھی میرا اختیار نہ تھا۔

مجھے یاد ہے کہ جب مَیں نے ایک مرتبہ اپنے جوتے مرمت کراتے وقت جوتے ٹھیک کرنے والے کو چمار کہہ کر مخاطب کیا، تو اُس نے مجھ سے کہا: —"بیٹا، میرا نام عبداللہ ہے اور یہی نام میرے ماں باپ نے پہلے رکھا تھا، مَیں چمار ہوں، لیکن مجھے میرے پہلے نام سے ہی پکارا کرو —" —————— مَیں اس کو دیکھتا رہ گیا اور اے زندگی!

marfat.com

اس دن میں نے محسوس کیا کہ تُو بنیادی طور پر زندگی ہی ہے، چاہے کالے غلاف میں ہو یا سفید میں، چاہے برہمن کے رُوپ میں ہو یا اچھوت کے، چاہے عربی ہو، یا عجمی ــــــ عبداللہ نے مجھے تیرے ایک اور رخ سے آشنا کیا۔

اے زندگی ــــــ مدتوں میں تجھ سے مطمئن نہ ہوسکا، مجھے تجھ سے یہ شکایت رہی کہ میرے وجود کو کالا غلاف کیوں ملا ــــــ؟ پیدائش سے قبل میرا کیا قصور تھا کہ میں کسی جاہ و جلال والے خاندان میں پیدا نہیں ہوا۔ بادشاہوں کے یہاں پیدا ہونے والے پیدائش سے قبل کیا کارنامہ انجام دیتے ہیں، میں اپنی کم علمی، بدبختی اور تباہیوں کا ذمہ دار تجھے اور اور صرف تجھے سمجھتا رہا، میں نے تجھے ظالم اور سفاک کا تصور دیا۔

اے زندگی ــــــ اپنی کم مائیگی کا بدلہ لینے کے لیے میں نے تیری حقیقت کو جاننا چاہا، شاید تیری حقیقت کو پہچان کر میں تجھ سے بدلہ لے سکوں ڈاروِن نے مجھے بتایا کہ تُو خود بخود ہے۔ تو کسی کی رہینِ منت نہیں ــــــ اگر تو خود بخود ہے اور تو کسی کی رہینِ منت نہیں، تو پھر تُو ظالم اور سفاک کیوں ہے؟ تجھے تو عظیم ہونا چاہیئے اور عظمت کی پہلی شرط بے پرواہی، معافی اور نرمی ہے، پھر یہ نا انصافیاں کیسی؟ میں نے ڈاروِن کے نظریات کو رد کردیا ــــــ اگر تُو عظیم ہے، تو میں تجھ سے اِن سفاکیوں کا بدلہ کیسے لُوں؟ جو تُو نے میرے ناکردہ جرائم کے باعث مجھ پر رَوا رکھیں ــــــ میرے ذہن نے اِس قدر عظیم ہونے والے تصور کے ساتھ اس قدر ظالم ہونے کے تصور کو یکسر مسترد کردیا

marfat.com

ظلم احساسِ کمتری کی پیداوار ہے۔

اے زندگی! مجھے تیری حقیقت کا احساس اس وقت ہوا، جب ایک جانِ محفل مصطفیٰ زیدی کی لاش کو چند مجبوریوں کی بِنا پر تین روز بعد قبر سے دوبارہ نکالا گیا تو پورا قبرستان بدبُو اور تعفن سے بھر گیا اور مصطفیٰ زیدی کی خوب صورت جرمن نژاد بیوی اپنی ناک پر رُومال رکھنے کے باوجود، اپنی کراہت نہ چھپا سکی۔

اس جانِ محفل شخصیت کو اس طرح دیکھ کر ــــــ اے زندگی! تو مجھے بہت مجبور اور بیکس لگی۔ ــــــ تیری ابتدا بھی بدبُودار تھی، پیٹ کے غلاف کے نیچے تیرا حال بھی بدبُودار ہے اور انتہا بھی بدبُودار ــــــ یہ غلاف جو جنس، جسم، خاندان اور مذہب کے میرے اُوپر منڈھے تھے اس میں مجھے تو خود بھی بہت مجبور لگی۔

اے زندگی ــــــ ڈاروِن کے نظریے سے اختلاف کرتے ہوئے شیکسپیئر نے کہا کہ دُنیا ایک اسٹیج ہے اور زندگی ایک کردار ــــــ شیکسپیئر نے تجھے ٹٹولا، تیری خود بخود ہونے کی عظمت کو رد کیا، لیکن تلاش کے باوجود تیری حقیقت کو پانے کی تشنگی رہی ــــــ اے زندگی! مَیں نے ایک دن اس الجھن سے نجات پالی کہ عظیم ترین ظالم ترین نہیں ہوسکتا۔ ــــــ جب مَیں نے سُنا ــــــ محمدؐ یتیم اور لاوارث تھے، اُمّی تھے، کسی مکتب میں تعلیم حاصل نہ کی تھی، لیکن کائنات کے وجود کا باعث بنے۔

اے زندگی! مَیں نے محسُوس کرلیا کہ تو کسی بھی غلاف میں ہو تیری حقیقت ایک ہی ہے، یہ تصوّر دراصل میری کوتاہ نگاہی تھی کہ مَیں غلاف

کو حقیقت سمجھا دنیا دراصل ایک اسٹیج ہے اور ہر زندگی ایک کردار کسی بھی کردار کے لیے فن کی معراج یہ ہے کہ اس کو جو بھی کردار دیا گیا ہے اس کو خوبی کے ساتھ نبھائے ـــــ وہ کردار دراصل اس فنکار کی اصل زندگی نہیں ہوتی۔ لیکن فنکار کے اپنے کردار کو خوب صورتی سے نبھانے پر ہی اصل زندگی میں کامیابی کا انحصار ہوتا ہے ـــــ اے زندگی، ہیرو کے لیے ضروری نہیں کہ اس کو بادشاہ کا کردار دیا جائے، ہیرو کو مزدور کا کردار بھی مل سکتا ہے، فاقہ کش کا کردار بھی مل سکتا ہے، کسی جاہل اور کالے ویرانے کا کردار بھی ہیرو کو دیا جاسکتا ہے، کیونکہ اس میں کردار نبھانے کی صلاحیت ہے، ممکن ہے کہ اسٹیج پر بادشاہ کے روپ میں کیریکٹر ایکٹر ہو یا کوئی بھی معمولی بے وقعت فنکار ـــــ سٹیج کا بادشاہ اصل زندگی کا بادشاہ نہیں ہوتا اور سٹیج کا فاقہ کش اصل زندگی میں کامیابی کی معراج پر ہوسکتا ہے، کسی بھی فنکار کے لیے فن کی معراج یہ ہے کہ اس کو جو بھی کردار دیا جائے، وہ اس کو بخوبی نبھائے، چاہے وہ کردار اس کو عبداللہ چمار کے رُوپ میں ملے، یا شہزادہ سلیم کے رُوپ میں، ممکن ہے سٹیج پر شہزادہ ولن ہو اور عبداللہ ہیرو ـــــ ضروری نہیں کہ کالا رنگ، چھوٹا خاندان اور جہالت وغربت اصل زندگی میں بھی جو اس دُنیا کے اسٹیج کے بعد ہے ناکامی کی دلیل ہو، یا اس دنیا کے اسٹیج کی بادشاہت اصل زندگی میں بھی بادشاہت کا پیش خیمہ ہو

مَیں نے اسٹیج پر دیکھا کہ ایک ہی وراثت اور ماحول نے چند کرداروں کو جنم دیا ـــــ قابیل نے ہابیل کو قتل کردیا، ہابیل ہیرو تھا اگرچہ قتل ہوگیا نوح کا بیٹا ڈبو دیا گیا، اگرچہ پیغمبر زادہ تھا۔ یوسفؑ اندھیرے کنوئیں

ہیرو بنا — پیغمبر لوطؑ کی بیوی گمراہ ہوئی اور فرعون کی بیوی کامران، موسیٰؑ نے اندھیروں میں جنم لیا، علیؓ، حسنؓ، حسینؓ نے خون سے چراغ روشن کیے، خود نہیں مٹے مٹادیا — اے زندگی! میں تیرا ممنون ہوں، مجھے معلوم ہوگیا کہ تو میرے پاس ایک عظیم کی امانت ہے، جو بے انصاف نہیں، اگر مجھے دوبارہ زندگی نہ ملتی اور یہ دنیا ہی صرف انتہا ہوتی تو میرے وجود کے ساتھ یہ بڑا ظلم اور مذاق ہوتا۔

مجھے میرے کالے غلاف کا جواز مل گیا، شاید میں ہی ہیرو ہوں، اگر میں اپنے کردار کو نبھاگیا — میرا کام محض اپنے کردار کو خوبصورتی سے نبھانا ہے اور میرا مستقبل میری اصل زندگی اس اسٹیج کے بعد — اس اسٹیج کے بعد میں اسٹیج کی تکالیف کو نہ صرف بھول جاؤنگا، بلکہ اپنا کردار بخوبی نبھانے پر فخر کرونگا۔

— وہ دن حق ہے، پھر جو کوئی چاہے بنالے اپنے رب کے پاس ٹھکانا۔ ہم نے خبر سنادی تم کو ایک نزدیک آفت کی، جس دن دیکھ لے گا آدمی، جو کچھ بھیجا اس نے اپنے ہاتھوں سے آگے اور کہے گا انکار کرنے والا کہ کاش! میں مٹی ہوتا — بیشک یہ سوچنے کی بات ہے، جس کو ڈر ہے، کیا تم ہو مشکل بنانے یا آسمان؟ — اس نے وہ بنایا، اونچی کی اس کی بلندی، پھر اس کو کیا صاف اور اندھیری کی رات اس کی اور روشن کی اس کی دھوپ اور زمین کو اس کے پیچھے صاف بچھایا۔ (القرآن)

marfat.com

کھیت اور قبرستان

مَیں نے دیکھا، چند لوگ زمین کی کھدائی کر رہے ہیں، مَیں نے پوچھا کہ "کیا کرتے ہو"؟

بولے ـــــ "بوائی کے لیے زمین کھودی ہے"

اس کے بعد انھوں نے گندم کا بیج دبایا اور بولے کہ "موسم آنے پر یہ بیج پھوٹے گا"ـــــ

مَیں نے کہا ـــــ "ابھی فوراً کیوں نہیں پھوٹتا"؟

بولے ـــــ "ایک خاص موسم میں ایک خاص عمل سے گزر کر پھوٹے گا ـــــ"

مَیں نے پوچھا ـــــ "گندم کیوں دبایا ہے"؟

"تاکہ گندم پیدا ہو"ـــــ

مَیں نے پوچھا ـــــ "کیا گندم کے بیج سے سیب نہیں اُگ سکتے"۔

بولے ـــــ "نہیں اُگ سکتے"۔

marfat.com

مَیں نے دیکھا چند لوگ زمین کھود رہے ہیں، مَیں سمجھ گیا کہ بوائی کے لیے زمین کھودی جارہی ہے، چند لوگ آئے اور انھوں نے ایک آدمی کو زمین میں دبا دیا۔

مَیں نے پوچھا — "کیا یہ آدمیوں کا کھیت ہے؟"

بولے — "نہیں، یہ قبرستان ہے"

مَیں نے کہا — "کھیت بھی تو قبرستان ہیں، کوئی گندم کا قبرستان، کوئی سیب کا قبرستان۔"

وہ بولے — "نہیں، سیب اپنے بیج سے اُگ جاتا ہے، گندم اپنے بیج سے اُگ جاتی ہے، آدمیوں کا کوئی بیج نہیں ہوتا۔"

مَیں نے کہا — "ہڈیاں تو آدمی کا بیج ہیں"

وہ بولے — "لیکن ان بیجوں سے آدمی نہیں اُگتے۔"

میں نے پوچھا — "کیا گندم اور سیب دباتے ہی اُگ جاتے ہیں؟"

بولے — "نہیں، ایک خاص عمل سے گزر کر اپنے موسم میں اُگتے ہیں سردی کا پھل گرمی میں نہیں اُگ سکتا، گرمی کا پھل سردی میں نہیں اُگ سکتا۔"

مَیں سمجھ گیا کہ آدمیوں کے اُگنے کا موسم ابھی نہیں آیا، وہ بھی اپنے موسم میں اُگیں گے، لیکن اُگیں گے ضرور۔ کیونکہ سائنس کی رُو سے مادہ ضائع نہیں ہوسکتا۔

"اور پہلی بار پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا دوبارہ" (القرآن)

آؤ لُوڈو کھیلیں

لُوڈو کھیلوگے—؟

تمہاری زندگی میں اِتفاقات اور توہمات کو کس قدر دخل ہے۔ کھیل بھی تم ایسا پسند کرتے ہو جس میں ذہن نہ لگانا پڑے۔ اتفاقات سے جو نمبر دانے میں آجائے وہ تمہاری کامیابی اور ناکامی بن جائے— میاں! ایسے کھیل کھیلو جن میں ذہن کا دخل ہو، جسمانی قوت اور ارادہ سامنے آئے—"

"تم کھیل میں بھی فلسفہ اور عقل لے آئے—"

"اس لیے کہ مَیں عملی زندگی میں بھی تمہاری طرح توہمات، اتفاقات یا تقدیر پر یقین نہیں رکھتا—"

"تم جھوٹ بولتے ہو—"

"اگر سائنس جھوٹ ہے تو مَیں جھوٹا ہوں۔ لوڈو کے دانے اور سائنس کی دُنیا میں بہت فرق ہے—"

"یہی مَیں کہتا ہوں کہ مَیں لوڈو کو لوڈو سمجھ کر کھیلتا ہوں اور زندگی کو زندگی کے رنگ میں لیتا ہوں"

marfat.com

"تم کوئی دلیل لوڈو کے لیے دے سکتے ہو؟"

"تم سائنس دان اور عالم ہو۔ بحث تم نے شروع کی ہے، تم مجھے لوڈو کے خلاف ثبوت دو۔"

"اچھا سنو ــــ لوڈو کے دانے میں چھ نمبر ہوتے ہیں۔ میں زمین اور آسمان کی چھ مثالیں دے کر تمہاری زندگی میں اتفاقات اور توہمات کی تشریح کرتا ہوں۔ سب سے پہلے زمین کو لو۔ سورج کے گرد زمین کی رفتار نہایت مستقل ہے اور خود اپنے محور کے گرد اس کی گردش میں صدیوں میں ایک سیکنڈ کا فرق نہیں پڑتا۔ زمین کے ساتھ چاند کی نقل و حرکت بھی ایک مقررہ قاعدے کی پابند ہے۔ وہ ہر ۱۸½ سال کے بعد اپنے آپ کو دہراتا ہے۔ اگر زمین کا حجم تھوڑا سا کم یا زیادہ ہوتا یا اس کی رفتار کچھ کم یا زیادہ ہوتی تو یہ اسی مناسبت سے زمین کے کچھ قریب یا دور واقع ہوتا اور یہ فرق زندگی کو ختم کر سکتا تھا جس طرح زمین کے علاوہ کہیں زندگی نہیں ہے۔ کرۂ زمین خلا میں بالکل سیدھا قائم نہیں بلکہ ۲۳ درجے کے قریب ایک طرف جھکا ہوا ہے اور یہی جھکاؤ موسموں کی تخلیق کرتا ہے۔ ورنہ دونوں قطبوں پر دائمی شفق چھائی رہتی ہے اور صحراؤں یا برفانی تودوں کے علاوہ کچھ نہ ہوتا تم اس قدر میکانکی زمین پر رہتے ہوئے غیرمیکانکی بات کرتے ہو۔ بولو اب بھی کھیلو گے لوڈو۔"

"میں اب بھی کھیلوں گا ورنہ تم چھ باتیں چھ نمبروں کی طرح ثابت کرو۔"

"سنو! چاند ہم سے دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے۔ یہ فاصلہ اس قدر متناسب ہے کہ سمندر ایک خاص مدوجزر میں رہتے ہیں۔ چاند کی کشش

سے جو لہریں پیدا ہوتی ہیں وہ بعض اوقات ساٹھ ساٹھ فٹ کی بلندی پر پہنچ جاتی ہیں اور زمین کی جامد سطح تک دن میں دو بار کئی کئی انچ تک اس کی طرف اٹھ جاتی ہے اور اس کشش نے تم کو بارش، غذا، معتدل موسم بلکہ خود زندگی کو جنم دیا ہے — اب اتفاقات کے خلاف تیسری دلیل سنو — زمین کی فضا آکسیجن، نائٹروجن، آرگن، نیون، زینون اور کرپٹون سے بنی ہے، اس میں آبی بخارات اور تین بٹا دس ہزار کے تناسب سے کاربن ڈائی آکسائڈ بھی شامل ہے۔ نائٹروجن ۷۸ فیصد اور آکسیجن ۲۱ فیصد کی بجائے ۵۰ فیصد ہوتا تو دنیا کسی بھی شعلے سے راکھ ہو جاتی اور اگر آکسیجن کا تناسب ۱۲ فیصد سے کم ہوتا تو حیوانی زندگی ختم ہو جاتی۔ ہائیڈروجن پانی کا جزو ہے، ہائیڈروجن کے بغیر پانی نہ ہوتا اور پانی کے بغیر حیوانی اور نباتاتی زندگی ممکن نہیں تھی۔ یہ زندگی لوڈو کی چال نہیں ہے کہ جو نمبر بھی آ گیا وہی قسمت ہے — پوری دنیا ایک ربط، پروگرام اور قانون کے تحت چل رہی ہے۔ میں لوڈو کو کھیل کے طور پر بھی پسند نہیں کرتا"

○ اچھا چوتھی دلیل دو"

○ چوتھی دلیل سورج یا نظامِ شمسی ہے۔ ہمارا سورج ان لاکھوں سورجوں میں سے فقط ایک سورج ہے جو زندگی کے لیے معاون ہے۔ اس کی اپنی جسامت، ثقل اور درجۂ حرارت عین ہماری ضروریات کے مطابق ہے۔ سورج کی گرمی اس کی اپنی سطح پر بارہ ہزار درجے فارن ہائیٹ کے قریب ہے اور ہماری زمین اس سے عین اتنے فاصلے پر ہے کہ ہم اس سے مناسب

marfat.com

اور موزوں گرمی حاصل کرتے ہیں۔ یہ حرارت حیرت انگیز طور پر یکساں اور مستقل ہے اور گزشتہ کروڑوں سال سے اس کے استقلال کے باعث ہی زندگی کی موجودہ صورتیں باقی ہیں۔ اگر اس کے درجوں میں فرق پڑتا تو نباتات مر جاتیں، انسان یا تو جھلس جاتا یا منجمد ہو جاتا۔ اس کے علاوہ کرۂ زمین سورج کے گرد اٹھارہ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتا ہے۔ اگر اس کی رفتار کم یا زیادہ ہوتی تب بھی تباہی زمین کا مقدر ہوتی۔ یہ دنیا قاعدے اور قوانین کی دنیا ہے لوڈو کھیلنا چھوڑ دو —— میری پانچویں دلیل اردگرد کے اجسام ہیں۔ مثلاً سمندر کی مچھلیاں سال بھر میں ایک مقررہ وقت پر انڈے دیتی ہیں۔ اناج کی فصل ایک خاص موسم میں بوئی اور کاٹی جاتی ہے۔ درختوں کو پھل دینے سے قبل ایک مقررہ عرصہ پورا کرنا پڑتا ہے۔ بعض پرندے سال بہ سال شمال سے جنوب کی طرف اور سردیوں میں جنوب سے شمال کی طرف سفر کرتے ہیں۔ پرندے اپنے گھونسلے موسمی ضروریات اور اپنی جبلت کے مطابق بناتے ہیں اور وہ کسی سے گھونسلہ بنانا سیکھتے نہیں —— اور اگر ایسا نہ ہوتا تو شاید ان تمام چیزوں کی زندگی نہ ہوتی۔ کوئی غذا سے مرتا کوئی موسم سے ——"

"اچھا جلدی سے آخری دلیل بھی دو تاکہ میں تمہیں بتا سکوں کہ اصولوں اور قوانین کے اس حد تک قائل ہوتے ہوئے بھی تم بعض اوقات کمال بے قاعدگی کی بات کرتے ہو۔"

"توہمات پرست اور بے عمل لوگ مجھے کیا بتائیں گے —— چھٹی اور سب سے بڑی دلیل خود انسان کا وجود ہے۔ انسان کی آنکھ ایک

حیرت انگیز کیمرہ ہے، دماغ حیرت انگیز نظام کے تحت کام کرتا ہے، نبض کی رفتار، دل کی دھڑکن ایک قانون کی پابند ہے جس پر زندگی کا انحصار ہے ہاضمے کا عمل، جسم کے جوڑ اور سب سے بڑھ کر اس کا ادراک اور شعور — کیا تم اب بھی قانون اور عمل کی حیثیت سے انکار کرتے ہو۔ کیا تم اب بھی لوڈو کھیلو گے —؟"

"تم مجھے ایک معمولی عمل کر کے دکھاؤ —!"

"وہ کیا —؟"

"یہ دانہ لوڈو پر اس طرح پھینکو کہ پہلے ایک آئے پھر دو پھر تین پھر چار پھر پانچ اور پھر چھ۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ ناممکن ہے۔ ہزار بلکہ لاکھ بار پھینکنے پر بھی اس ترتیب سے دانہ نہیں آئے گا —"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ یہ ترتیب پیچیدہ ہے اور کوئی قانون اس پر لاگو نہیں، خود بخود ترتیب ممکن نہیں۔"

"تم دوبارہ سوچ لو —"

"میرا سارا لیکچر یہی تھا کہ تم اصولوں اور قانون کی اہمیت کو سمجھو۔ اتفاقات اور توہمات چھوڑ دو —"

"ایک بات بتاؤ —"

"کیا —؟"

"بظاہر تم نے مجھے قانون کے تابع ہونے کی چھ دلیلیں دیں جس

میں ہر دلیل میں سینکڑوں دیگر قوانین پوشیدہ تھے اور ان سب میں سے کسی کے بغیر بھی زندگی ممکن نہ تھی، پھر یہ کیسے ہوا کہ وہ سینکڑوں ہزاروں قوانین جو انتہائی پیچیدہ نوعیت کے ہیں، اتفاقی طور پر وجود میں آ گئے۔ اگر تم صرف اس لوڈو کے دانے تک کو ترتیب کے ساتھ اتفاقاً نہیں پھینک سکتے تو میں لاکھوں قوانین کو اتفاقی تسلیم نہیں کر سکتا۔ لوڈو کھیلو گے؟"

"آؤ کھیلیں۔۔۔!"

marfat.com

عبدالرحمٰن شہید ہسپتال

"عبدالرحمٰن شہید ٹی بی ہسپتال" میرے پاؤں دفعتہً بریک کی طرف اٹھے اور گاڑی روک کر میں نے دوبارہ ہسپتال کے گیٹ کو دیکھا۔ "عبدالرحمٰن شہید ٹی بی ہسپتال"۔ یہ میرے لیے ایک نیا، انجانا اور مسرور کن تجربہ تھا۔ میرے کان اس ترنگ سے ناواقف تھے۔ میں آج تک اچھے بڑے ہسپتالوں کے نام غیر مسلموں کے نام سے ہی پڑھتا اور سُنتا رہا تھا۔ میں نے لاہور میں ہسپتالوں کے نام کی گردان شروع کی۔ گنگا رام ہسپتال، میو ہسپتال، لیڈی ولنگڈن ہسپتال، یونائیٹڈ کرسچین ہسپتال، گلاب دیوی ہسپتال اور اس کے بعد تجارتی بنیاد پر قائم شدہ میٹرنٹی ہوم کے نام جو مسلمانوں کے نام پر قائم ہیں، ذہن میں آنے لگے۔

میں نے اس احساس ذلت کو مٹانے کے لیے مسلمانوں کے قائم کردہ بڑے بڑے تجارتی اور صنعتی اداروں کی گردان شروع کی۔ کوہ نور گروپ آف انڈسٹریز، آدم جی گروپ آف انڈسٹریز، کریسنٹ گروپ آف انڈسٹریز اینڈ شپنگ کارپوریشن، ولیکا گروپ آف انڈسٹریز اینڈ شپنگ، کالونی گروپ آف انڈسٹریز، داؤد گروپ آف انڈسٹری اور پھر اس کے بعد اتفاق، باوانی، نزن، پیکو، حسین، دوست محمد، ہارون، اسٹار، منوں، سن شائن اور بے شمار نام ذہن میں آنے لگے جو سب کے سب

marfat.com

کم از کم اس قدر دولت کے مالک ہیں، جس کا وہ صحیح شمار نہیں کر سکتے۔

تجارتی اداروں کے بعد میں نے مسلمانوں کے ان خاندانوں کو ذہن میں لانا شروع کیا جن کی ڈیوڑھی سے عزت بھی اپنا دامن بچا کر نکلتی ہے۔ ان خاندانوں کا اس قدر دبدبہ اور وقار ہے کہ وہ عزت کو نئے معنی اور مفہوم دینے پر بھی قادر ہیں۔ حقیقتاً عزت ان کے گھر کی لونڈی ہے۔ ان کے اعمال قانون اور عزت کو پرکھنے کی کسوٹی ہیں۔ نہ کہ کسی قدر یا قانون کی کسوٹی پر ان کے اعمال کو پرکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً دولتانہ فیملی، لون فیملی، ٹوانہ فیملی، کھر فیملی، بھٹو فیملی، اچکزئی، ملک، خوانین، بگٹی وغیرہ۔

یہ وہ خاندان ہیں جو ملکہ برطانیہ سے بھی زیادہ عظیم المرتبت ہیں۔ ملکہ برطانیہ صرف کہنے کی حد تک قانون سے بالا تر ہے "QUEEN IS ABOVE THE LAW." جبکہ یہ اور ایسے بے شمار دیگر خاندان عملاً بھی قانون سے بالاتر ہیں۔ (عظمت اور وقار کے اس انداز نے دماغ کو ایک اور کروٹ دی) ذہن کو ایک گونہ قرار ملا ہمت باندھ کر میں نے رفاہی اور تعلیمی میدان کی طرف نگاہ ڈالی تو دیال سنگھ کالج، ایف سی کالج، کنگ ایڈورڈ کالج، میو کالج اور ایچی سن کالج سرفہرست تھے۔ اس کے بعد امریکن سکول، سینٹ زیورڈ، سینٹ پال، کوئین میری، گرامر، سینٹ پیٹریکس۔

میں نے دوبارہ ہسپتال کے گیٹ پر نگاہ ڈالی، فیروز پور روڈ پر ماڈل ٹاؤن کے قریب ایک پرانے اور بڑے ہسپتال "کو کسی عمل پسند نے گلاب دیوی ہسپتال مٹا کر عبدالرحمٰن شہید ٹی بی ہسپتال لکھ دیا تھا۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں   کس درجہ ہوئے بے توفیق فقیہانِ حرم

marfat.com

اپیل

اپیل سے فوری طور پر ذہن میں مانگنے یا مطالبے کا تصوّر پیدا ہوتا ہے۔ بے شک میں آپ سے مانگ رہا ہوں، لیکن چندہ نہیں۔ بلکہ اپنے اور آپ کے لیے وہ عزّت جو خاندان یا دولت ہی کی محتاج نہ ہو۔ اگر آپ باہر جائیں تو لوگ آپ کا پاسپورٹ دیکھ کر آپ کو بنیادی طور پر اچکّا، مفلس اور بے ایمان ہی تصوّر نہ کریں تاوقتیکہ آپ ان پر اپنی ذاتی شرافت ثابت کر دیں۔ آپ کی بین الاقوامی شرافت مروّجہ قوانین کے برعکس یہ ہی نہ ہو کہ :

TAKE EVERYONE AS CRIMINAL UNLESS HE PROVES OTHERWISE.

یا بقول کسنجر بین الاقوامی امداد کی ردّی کی ٹوکری۔

مجھے کہنا نہیں آتا، لیکن میں کہنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ روزانہ نہ معلوم کس قدر خوبصورت تحریریں دُنیا میں جنم لیتی ہیں، لیکن بے مقصد۔ مجھے یہ بھی علم ہے کہ آج دنیا میں جس قدر لٹریچر اخلاقیات، مذہب یا فن پر ہے پہلے کبھی نہ تھا۔ آج خیالات کی ترسیل و ترویج کی جو آسانیاں حاصل ہیں پہلے نہیں رہیں اور اس کے ساتھ ساتھ آج ہم جس ذلت کا شکار ہیں وہ بھی شاید پہلے کبھی نہ تھی، لیکن پھر بھی میں کہنا چاہتا ہوں۔

کیا یہ ممکن ہے کہ آپ اپنے روزمرہ اوقات میں سے کچھ وقت بظاہر دوسروں لیکن حقیقتاً اپنی مسرّت کے لیے وقف کر سکیں۔ حصولِ مسرّت کے لیے خاندانی شہرت ضروری نہیں اور نہ ہی خوشیاں دولت اور شہرت کی محتاج ہیں۔ اگر آپ ہسپتال نہیں بنوا سکتے یا آپ کے وسائل تعلیمی اور رفاہی اداروں کے متحمل نہیں ہو سکتے تو

marfat.com

آپ اتنا ضرور کر سکتے ہیں کہ ہفتہ میں کم از کم ایک بار اپنے قریب ترین ہسپتال جا کر چند مریضوں کی تیمارداری کر لیں۔ اکیلے جانے سے بہتر ہے کہ چند ہم خیال دوستوں کو ہمراہ لے لیجئے۔ جس روز آپ کسی کو بستر پر چند میٹھے الفاظ اور چند میٹھے پھل پیش کریں گے اس رات سوتے ہوئے ایک نیا پن محسوس ہوگا اور آپ اپنی استطاعت کی حد تک اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش بھی ہو جائیں گے۔

کیا آپ نے کسی باپ کا وہ احساس محرومی محسوس کیا ہے جب ڈاکٹر خصوصاً آج کل عام طور پر جواب دیتا ہے کہ دوائیں جعلی ہیں میں کچھ نہیں کر سکتا ـــــ آپ چند دوستوں کی مدد سے اپنے محلے کے دکاندار کو مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ صرف کمپنی سے دوائیں خریدے ہول سیلرز سے نہیں۔ اس کے علاوہ جعلی دوائیں بنانے والوں، ہول سیل کرنے والوں اور جرمنی کی دوائیں ہانگ کانگ سے امپورٹ کرنے والوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں۔ خدا نہ کرے آپ بیمار ہوں لیکن آپ جعلی دواؤں کا شکار ہو کر بھی پھر خاموش ہو گئے تو آپ خود اپنے دشمن ہیں اور آپ کا اغماض یا تساہل آپ کو بدترین سزا کا مستوجب بنا دے گا، جب آپ بہترین ڈاکٹر اور ہسپتال کے باوجود محض کفِ افسوس ہی مل سکیں گے۔

اگر آپ لاہور میں ہیں تو آپ ہمیں لکھیں۔ ہم ایسے دوست جمع کرنا چاہتے ہیں جو ہفتہ وار یا ماہانہ کوئی ٹائم دے سکیں اور مختلف ہسپتالوں میں ساتھ چلیں۔ آپ کا ٹائم آپ کی قربانی آپ کو خود اور دوسروں کے لیے بھی مسرت کا باعث ہوگی۔

marfat.com

ایک کہانی

"ایک کہانی سنو گے ___؟

"سناؤ!"

"پُرانے زمانے کا ذکر ہے، ایک گاؤں میں دو آدمی رہتے تھے۔ ایک اندھا دُوسرا لنگڑا۔ ایک مرتبہ گاؤں میں آگ لگ گئی۔ لنگڑا اندھے کے کاندھے پر سوار ہوا اور دونوں نے جان بچا لی۔"

"اس کے آگے کی کہانی میں سُنا سکتا ہُوں۔"

"سناؤ!"

"جان بچنے کے بعد اندھے نے لنگڑے کے خلاف استحصال کا دعویٰ کیا کہ اندھا اس کے اوپر سوار رہا۔ اس کو ذہنی اور جسمانی تکلیف پہنچی۔"

"لیکن ایسا تو نہیں ہوا ___"

"کیسے نہیں ہوا۔ ایسا تو ہمیشہ ہوتا ہے۔"

"مجھے بتاؤ ایسا کب ہوتا ہے؟"

"پیپلز پارٹی شُبہ سے بالاتر فیئر الیکشن جیتی ___ ہارنے والوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی نے کشمیر کا سودا کر لیا۔"

marfat.com

اپوزیشن نے جلسۂ عام کی کوشش کی ___ حکومت نے کہا اپوزیشن غدار ہے۔
سامنے کی مسجد والے بلند آواز سے اللہ کے حضور نا مین پکارتے ہیں۔ اس مسجد والے کہتے ہیں کہ سامنے کی مسجد والے اللہ کا انکار کرتے ہیں کافر ہیں۔
لڑکی کو اغوا کیا جاتا ہے ___ اس کی ماں نے رشتہ سے انکار کر دیا تھا۔
خاندان کے بچّوں بوڑھوں کو گھر میں بند کر کے آگ لگا دی جاتی ہے ___ ان کے باپ دادا سے پانی کا تنازعہ تھا۔
اولمپک سلور میڈل کو پاؤں تلے مسل دیا جاتا ہے ___ جرمن ہاکی ٹیم کیوں جیت گئی۔
انوکی کو گالیاں دی جاتی ہیں ___ اکرم کیوں ہار گیا۔

"بس کرو یار بس کرو ___"

"قائل ہو گئے ___ ؟"

"شاید پُرانے زمانے میں فکر کی کمی تھی !"

"نہیں پُرانے زمانے میں آزادیٔ فکر نہ تھی، صرف فکر ہی فکر تھی ___"

marfat.com

مُلک اور صُوبہ

مَیں مہاجر ہوں

مَیں بھی کسی زمین کا پیدائشی سپوت SON OF THE SOIL تھا۔

وُہ زمین، میری آبائی زمین بھی کسی صُوبے کا حصّہ تھی، جو میرا صُوبہ تھا۔
مَیں نے نہ صرف اس صُوبے کے نام سے لاتعلقی کا اظہار کیا بلکہ
اس زمین کو بھی خیرباد کہا جہاں میری زندگی نے آنکھیں کھولیں اور
اس انداز سے اس زمین اِس صُوبے اور مُلک سے نفرت کا اظہار کیا
کہ اس کو چھوڑنے کے لیے خُون کی قربانیاں دیں۔

مجھے اپنی زمین، صُوبے اور مُلک سے نفرت نہ تھی، مقصد عظیم تر تھا
جب مَیں محض کسی صُوبے کے نام پر خُون بہانے والوں کو دیکھتا
ہُوں، جن سے ان کی زمین نہیں چھوٹی اور مُلک نہیں چھوٹا، مجھے وہ
عظیم تر مقصد دوبارہ خُون دینے کے لیے بُلاتا ہے۔

---

marfat.com

مذہب

مَیں مُسلمان ہُوں

میری نماز دیوبندی، بریلوی، شیعہ، حنفی، حنبلی، مالکی، شافعی اور اہلحدیث سب کے پیچھے ہوجاتی ہے،

جس شخص سے مَیں نے کلمۂ توحید سُنا ہے اس سے یہ بھی سُنا کہ " اور سب مِل کر خُدا کی (ہدایت کی) رسّی پکڑے رہنا اورمتفرق نہ ہونا " (آلِ عمران)

اگر مَیں اِس حکم پر عمل نہیں کرتا تو کلمۂ توحید کا پیغام بھی خودبخود مشکوک ہوجاتا ہے، کیونکہ وہ بھی اسی زبان سے اَدا ہُوا ہے۔

marfat.com

علم اور عبادت

مَیں نے سُنا ہے کہ پیاسے کو پانی پلانا ثواب ہے۔

مسافر کو راہ بتانا عبادت ہے۔

بھوکے کو کھانا کھلانا باعثِ رحمت ہے۔

جب میں کسی سائنسدان کو دیکھتا ہُوں جو سمندروں کا پانی میٹھا کرنے میں مصروف ہے، مسافت کی تکالیف ختم کرنے کے لیے خلائی تجرباتکر رہا ہے یا بنی نوعِ انسان کو خوراک کے حصول میں مدد دینے کے لیے زمین کی زرخیزی بڑھانے میں محنت کر رہا ہے، وہ مجھے علم کے راستے معرفت حاصل کرتے ہُوئے اپنے زمانے کا وَلی اور قطب محسُوس ہوتا ہے۔

"علم مسلمانوں کی گمشدہ پونجی ہے، اسے جہاں پاؤ حاصل کرو"

——— (حدیث شریف)

marfat.com

فلم

"یہ فلم نہیں دکھانی چاہیئے تھی"

"آخر کیوں؟"

"پاکستانی فوج کو ہتھیار ڈالتے دکھاکر قوم کی بے عزتی ہوتی ہے"

"بے عزتی ہتھیار ڈالنے سے ہوئی یا فلم کی عکاسی سے"

"تم بحث کرتے ہو"

"لیکن دوسرے ممالک میں بھی تو فلم دکھائی گئی ہے، وہ کیسے روکوگے؟"

"اپنی نظروں میں تو حقیر نہ ہوں"

"اپنی کمزوریوں کو دیکھے بغیر کمزوریاں دور کیسے کروگے—؟"

"تم احمق ہو"

"پھر ایک نوٹس جاری کرو کہ وہ تمام فلمز حسبِ معمول سنسر کیے جاتے رہیں گے، جہاں اکیلا ہیرو مکمل پلٹن کو تنہا نہ ہرا دے ہیروئن کے دعا کے لیے ہاتھ اٹھتے ہی آسمان سے بجلیوں اور طوفانوں کا ظہور نہ ہوجائے، حقائق کو جھٹلانا قابلِ تعزیر جرم ہے"

---

marfat.com

زبان

میری مادری زبان اُردو ہے، لیکن مجھے شیدائے اُردو سے عقیدت نہیں،
مَیں سمجھ نہیں سکا کہ زبان کا جو پَودا محبت کے پھُول دیتا ہے،
کِس طرح نفرت اور خوُن سے سیراب ہوسکتا ہے۔
پاکستان میں اُردُو زبانوں کی ماں ہے، جہاں کوئی شخص اُردُو کے سہارے کے بغیر اپنا مدعا دُوسرے سے بیان ہی نہیں کرسکتا، لیکن یہ ماں کی ممتا کا تقاضا ہے کہ وُہ اپنے خوُن سے دُوسری زبانوں کو سینچے اور یہ قُربانی ماں کے تقدس میں اضافے کا باعث ہوگی۔ مَیں پُورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوُں کہ وُہ ۱۰ اور ۱۲ جوُن جو " اُردُو کا جنازہ دھوم سے اُٹھانے" میں صرف ہوئے، اگر مکمل تندہی کے ساتھ سندھی، پنجابی پشتو یا بلوچی سیکھنے میں لگائے جاتے تو اُردُو کے پودے میں محبت کے حسین تر پھُول کھلتے (سندھ میں لسانی فسادات کے بعد)

marfat.com

معیشت

مَیں سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت کا پیدائشی رُکن ہوں، لیکن اس رکنیت کو گلے کا طوق سمجھتا ہوں، میرے علم کے مطابق نظامِ سرمایہ داری کے خلاف اعلانِ جنگ شکاگو کی بغاوت یا فرانس اور رُوس کے انقلابات سے قبل ہوچکا تھا،

" مومنو! خدا سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سُود باقی رہ گیا ہے، اس کو چھوڑدو، اگر ایسا نہ کروگے تو خبردار ہوجاؤ، خدا اور رسُول سے جنگ کرنے کے لیے " (البقرۃ)

ایک طرف مجھے وُہ مزدُور اور کِسان خدا کے سپاہی دکھائی دیتے ہیں، جو نظامِ سرمایہ داری سے برسرِ پیکار ہیں۔

دوسری طرف مَیں احترام کے باعث ان علما کی طرف غلط نظر بھی نہیں ڈالنا چاہتا، جو انسانی بنیادی مسائل کو حل کرنے اور ان پر فکر کرنے کے بجائے سرمایہ داروں کی پشت پناہی کرنے یا حکومت میں اپنے حِصّے کی فکر پر تمام تر کوشش صرف کرتے ہیں۔

نجی سرمایہ کاری کو فرض کے درجے میں رکھتے ہوئے مَیں نے دیکھا مزدُور ہے، پڑھ نہیں سکا۔

● مملکتِ خداداد اسلامیہ پاکستان مزدُور ہے۔ لیکن دکھائی نہیں دیتی۔

---

marfat.com

اقتدارِ اعلیٰ

"رہوڈیشیا کی آزادی کے لیے تاریخ متعین کرو گی"

"کیا رہوڈیشیا کسی جیل میں بند ہے؟"

"نہیں۔ بلکہ رہوڈیشیا کے لوگوں کو صدیوں کے بعد اقتدارِ اعلیٰ حاصل ہوگا"

"اقتدارِ اعلیٰ کیا ہوتا ہے۔؟"

"اقتدارِ اعلیٰ انسان کا وُہ عظیم ترین حق ہے، جس کے تحت وُہ اپنے لیے خود فیصلے کرسکتا ہے، کوئی اندرُونی یا بیرُونی طاقت اس کے فیصلوں میں مداخلت نہیں کرسکتی۔"

"تو کیا رہوڈیشیا کو اقتدارِ اعلیٰ مل رہا ہے"

"ہاں!"

"فرانس کو اقتدارِ اعلیٰ کب ملے گا؟"

"فرانس کو تو اقتدارِ اعلیٰ ملا ہُوا ہے، وُہ تو دُنیا کی عظیم ترین طاقتوں میں سے ہے"

"پھر تم نے اقتدارِ اعلیٰ کی تعریف غلط کی ہوگی۔"

"نہیں"

marfat.com

"کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ اقتدارِ اعلیٰ اس وقت حاصل ہوتا ہے، جب کوئی اندرونی و بیرونی طاقت اس کے فیصلوں میں مداخلت نہ کرسکے"؟

"مَیں نے یہی کہا تھا۔"

"فرانس نے امریکہ کے دباؤ میں آکر پاکستان کو ایٹمی ری پراسیسنگ پلانٹ کی فروخت کا معاہدہ کیسے منسوخ کردیا"؟

"تم کیا کہنا چاہتے ہو"؟

"مجھے اقتدارِ اعلیٰ اور آزادی کی تعریف بتاؤ۔"

"کتابوں میں تو مَیں نے یہی تعریف پڑھی تھی۔"

---

marfat.com

ظالم اور مظلوم

"چور کے ہاتھ کاٹنا ظلم ہے ـــــ قاتل کو سزائے موت ظلم ہے" ـــــ زانی کو سنگسار کرنا ظلم ہے ـــــ "سٹہ پر پابندی آزادیٔ تجارت کے خلاف ہے" ـــــ "جبری شراب بندی انسانی وقار کے منافی ہے"

ـــــــــ چور نے چوری کی کوشش میں گھر کے افراد کو چاقو مار دیا اپنی چیزوں کی حفاظت کے گناہ میں لوگ مارے جاتے رہیں چاقو کھاتے رہیں چور کے ہاتھ کاٹنا ظلم ہے۔

ـــــــــ زمین اور خاندانی جھگڑوں کی بنا پر نوزائیدہ بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو ان کے گھر کے اندر محبوس جلا دیا جائے ـــــ نوزائیدہ بچے، بوڑھے اور عورتیں طاقت کی بھینٹ چڑھتی رہیں ـــــ قاتل کو سزائے موت ظلم ہے۔

ـــــــــ سوئی ہوئی یا راہ چلتی لڑکیوں کو اغوا کر کے اندھیروں کے سمندر میں ڈبو دیا جائے۔ ایک لمحہ کی لذت کی خاطر زندگیوں کا سودا ہوتا رہے ـــــ اغوا کرنے والوں کو سنگسار کرنا ظلم ہے۔

ـــــــــ دام بڑھانے کی خاطر اناج کے جہاز سمندر میں ڈبو دیے جائیں ـــــ سٹے کے ذریعے زائد پیداوار کا اثر زائل کیا جاتا رہے۔

marfat.com

———— امارت اور غربت میں حد بندی قائم رہے ۔ بھوک سے نجات آزادیٔ تجارت کے خلاف ہے ۔

———— سٹہ تجارت میں توازن کا ضامن ہے ۔ ننھے ننھے بچے گھر پر بھوک سے بلک بلک کر سوتے رہیں ۔

———— مائیں خالی ہانڈی کو آگ پر پکاتی رہیں ، خاوند چند ٹکوں کی کمائی بھی نشہ کی نذر کر دے ۔

———— قانونِ شراب بندی کا اطلاق امراء پر بھی ہو گا جو انسانی وقار کے خلاف ہے ۔

———— غریب بچوں کو سسکنے دو ۔ مائیں خالی ہانڈیاں اُبالتی رہیں ، شراب بندی ظلم ہے ۔

marfat.com

داؤد ملز میرا ہے

"میں محسوس کرتا ہوں کہ میں داؤد کاٹن ملز کا مالک ہوں" !

"لیکن تمہارے پاس تو دس بارہ لاکھ روپے سے زائد نہیں ۔"

"پھر بھی میں محسوس کرتا ہوں کہ میں داؤد ملز کا مالک ہوں ۔"

"کیا تم داؤد کاٹن ملز کو بیچ سکتے ہو ۔۔؟

"کیا داؤد سیٹھ ملز کو گھر لے جاسکتے ہیں ۔۔؟

"لیکن وہ ملز کو بیچ کر بہتر انویسٹمنٹ کر سکتے ہیں!"

"میں محسوس کرونگا کہ وہ انویسٹمنٹ میں نے کی ہے اور اس کام کے لیے داؤد سیٹھ کو پاور آف اٹارنی دی ہے ۔"

"تم نشے میں ہو ۔"

"اچھا تم تو ہوش میں ہو ، تو بتاؤ ، کیا میں اور سیٹھ داؤد دونوں ٹویوٹا گاڑی استعمال نہیں کرتے ۔۔؟

marfat.com

"لیکن ٹویوٹا تو اچھی گاڑی ہے۔"

○ "یہ سیٹھ داؤد کی مجبوری ہے کہ ٹویوٹا کمپنی ایک جیسی گاڑیاں بناتی ہے، جو مَیں بھی خرید لیتا ہوں اور سیٹھ بھی خریدنے پر مجبور ہے"

○ "مجبور کیوں ہے، وہ جیگوار بھی خرید سکتا ہے، بیوک بھی خرید سکتا ہے"

○ "نہیں خرید سکتا، انکم ٹیکس کے حساب کی مجبوری، کسٹم ڈیوٹی کی مجبوری ہے، لوگوں کی نگاہوں کی مجبوری ہے اور سب سے بڑھ کر اپنے دل کی مجبوری ہے۔"

○ "تم سٹھیا گئے ہو۔"

"مَیں محسوس کرتا ہوں کہ مَیں بھی داؤد ملز کا مالک ہوں، مَیں بھی ہوائی جہاز میں سفر کرتا ہوں اور داؤد سیٹھ بھی ساتھ ہوتے ہیں، PIA نے ان کے لیے خصوصی طیارہ نہیں چلایا۔ یہ داؤد سیٹھ کی مجبوری ہے۔"

"تم احمق ہو"

"مَیں محسوس کرتا ہوں کہ مَیں بھی داؤد ملز کا مالک ہوں، مجھے اس سے کم لوگ گالیاں دیتے ہیں، جتنی داؤد سیٹھ کو ملز میں ملتی ہیں، اس طرح میری عزت اور وقار معاشرے میں زیادہ بلند ہے۔"

"تم پاگل ہو"

"مَیں بھی مسہری پر سوتا ہوں، ساری غذائیں کھاتا ہوں، بہت سوشل ہوں، بہترین گھر ہے، محبت کرنیوالی بیوی اور بچے ہیں ملازم ہیں۔"

marfat.com

"لیکن ہلز کا ٹائیٹل تمہارے نام نہیں ہے"

"ٹائیٹل کے ساتھ پریشانیاں بھی آتی ہیں، ان سے بچنے کے لیے میں نے ٹائیٹل داؤد سیٹھ کے نام کردیا ہے"

"لیکن اگر داؤد سیٹھ چاہے تو وہ کسی رفاہی ادارے کو ساری دولت بخش دے"

"ناممکن —!"

"کیوں —؟"

"یہ تجربے کی بات ہے!"

"تو ثابت ہوا کہ داؤد ہلز تمہارا ہے"

"ہاں —— داؤد ہلز میرا ہے، حبیب بینک میرا ہے، آدم جی انڈسٹریز میری ہیں، میں محسوس کرتا ہوں کہ تمام پیسہ میرا ہے۔ صرف میری مجبوری یہ ہے کہ میری ضروریات محدود ہیں اور میں انکو استعمال نہیں کرسکتا، جس طرح آدم جی استعمال نہیں کرسکتا، جس طرح سہگل استعمال نہیں کرسکتا۔ اور پھر مجھے اسکا حساب بھی نہیں دینا۔"

"بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لیے، جو پسِ پشت عیب نکالنے والا ہو اور طعنہ دینے والا ہو، جو (بغایت حرص سے) مال جمع کرتا ہو اور اس کو بار بار گنتا ہو، وہ خیال کررہا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس سدا رہے گا۔ ہرگز نہیں (القرآن)

marfat.com

عورت آزاد ہے

کافی ہاؤس عام لوگوں کے لیے گھر سے ہلکا سا فرار اور اکثر شاعروں، ادیبوں اور بزعم خود سیاستدانوں کے لیے واحد جائے پناہ کا کام دیتا ہے۔ بعض لوگوں کیلئے یہاں چائے کی پیالی ذہن کا بوجھ اُتارنے میں وہی اثر رکھتی ہے جو ٹھرے یا شراب کے لیے مخصوص سمجھا جاتا ہے۔ شام کے اخبارات کا مکمل سیٹ اس چائے کی پیالی کے نشے کو دو آتشہ کر دیتا ہے، کیونکہ وہ جنسِ لطیف کو اس کے لطیف ترین زاویوں سے دیکھتا ہے۔

کراچی میں شام کے اخبارات کی اہم ترین خبر A CHARMING GUEST IN A LOCAL CEREMONEY ہوتی ہے۔ اس شہ سُرخی کے ساتھ اس شام کا انتخاب، کوئی خوبصورت سا چہرہ آویزاں ہوتا ہے۔ لوگ آتے ہیں اور ہاکر بلا پوچھے تینوں اخبارات کا سیٹ میز پر رکھ دیتا ہے۔ صحافی اس بات کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ بتائے کہ وہ محفل کہاں اور کیوں منعقد ہوئی اور اس تقریب میں کیا اس خوبصورت چہرے کے علاوہ بھی کوئی شخصیت قابلِ تذکرہ تھی یا نہیں اور اس شخصیت میں بھی خوبصورتی کے علاوہ کوئی بات اہمیت کی حامل تھی یا نہیں اور آیا اس خوبصورت چہرہ کا کوئی تشخص، نام اور پتہ بھی ہے یا نہیں ـــــ یہ ایک سہ فریقی معاہدہ ہے جس

marfat.com

میں ہر فریق اپنی منزل پالیتا ہے۔ صحافی کو پیسہ، خریدار کو ۵۰ پیسے کے عوض عورت اور خواتین کو احساسِ آزادی اور شہرتِ دوام!

۱۹۷۵ء عورت کی آزادی کی طرف ایک اہم سال تھا۔ پاکستان میں بھی اس سال کا خیرمقدم بڑی محبت اور جوش و خروش کے ساتھ کیا گیا۔ سیمینار منعقد ہوئے، اخبارات میں مقالے شائع ہوئے۔ مقامی فلم پروڈیوسروں نے عورت کو آزادتر انداز میں پیش کیا۔ سینماؤں میں غیرملکی مکمل آزاد عورت کی بلیو فلم دکھانے کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور عوام نے بعض اوقات عورت کو مکمل آزاد نہ پیش کرنے پر سینما کی سیٹیں توڑ دیں اور پردہ سیمیں کو پھاڑ کر عورت کی آزادی کے حق میں اپنے مکمل تعاون کا مظاہرہ کیا۔

یہ آزادی عورت کو ایک عرصہ دراز کے بعد حاصل ہوئی ہے۔ وہ پہلے دیواروں، برقعوں اور نقابوں کے پیچھے رہتی تھی، جبکہ مرد تہبند باندھے گھر کی چار دیواری کے باہر چارپائی پر حقہ گڑگڑاتے تھے —— زمانے کی رفتار نے عورت کو نقابوں اور دیواروں سے باہر کیا اور مرد نے شلوار کرتہ یا پینٹ پہن کر گھر کے ڈرائنگ روم کو پسند کیا —— زمانے کی رفتار جاری رہی۔ دنیا آزادی اور حقوق کے مفہوم سے پوری طرح آشنا ہو چکی تھی —— زمانے نے آزادی کی طرف دوسرا قدم اٹھایا۔ عورتوں میں سیولیس، ٹونیک اور سی تھرو مقبول ہوا۔ مرد نے کوٹ، نکٹائی، موزے اور ہیٹ کا استعمال شروع کر دیا۔ زمانے کی رفتار جاری رہی۔ آزادی اور حقوق کے استعمال کے تیسرے مرحلے پر خواتین نے پُرتکلف پارٹیوں میں ٹاپ لیس یا ہیپشر قسم کے لباس پسند کیے۔ جسم کے ہر ہر عضو کے لیے مختلف سنگھار کے استعمال میں اپنی آزادی اور ٹائم کا پورا مصرف محسوس کیا، جبکہ مردوں میں تھری پیس

marfat.com

کو فروغ ملا۔ عورت جو دیواروں میں مقید تھی، اس نے لباس سے آزادی کو شخصی آزادی کی ضمانت سمجھا اور مرد تہہ بہ تہہ کپڑوں میں لپٹتا چلا گیا۔ آزادی کی دوڑ جاری رہی۔

ناموں کے سلسلے میں بھی عورت کی فکر مرد سے علیحدہ رہی۔ وہ پہلے رحمت بی، خدیجہ بی یا عذرا بیگم کے نام سے پہچانی جاتی تھی لیکن حق خودارادی کا استعمال کرتے ہوئے انہوں نے مسز غنی یا مسز جاوید کا نام پسند کیا۔ انہوں نے عورت ہوتے ہوئے بھی اپنے شخصی تشخص کو مرد سے موسوم کرنا بہتر سمجھا۔ مردوں نے اپنے وجود اور جنس کو کسی دوسری جنس یا وجود سے محض نام کی مشابہت کو احساس کمتری خیال کیا۔ انہوں نے عمر بیگم کے بجائے محمد عمر کہلانے میں ہی اپنی انا کی تسکین محسوس کی۔ آزادی کی دوڑ جاری رہی۔

تعلیم کے میدان میں عورتوں نے مرد کے شانہ بشانہ قدم رکھا، لیکن واضح طور پر مختلف مقاصد کے ساتھ —— مرد کے سامنے اس کا مستقبل تھا، عورت نے بھی مستقبل کی خاطر تعلیم حاصل کرنا شروع کی —— لیکن اس کا مستقبل مرد رہا۔ کالج اور یونیورسٹی کو شوہر کی شکار گاہ کے طور پر استعمال کیا —— اور تعلیم کے دوران جب کبھی اس کو روشن مستقبل دکھائی دیا اُس نے تعلیم ترک کرکے مرد کا ہاتھ تھام لیا، کیونکہ تعلیم بذاتِ خود کوئی مقصد نہ تھی —— بعض خواتین بہتر رشتہ نہ آنے —— یا بعض اوقات واقعی اپنی ضد اور شہ زوری کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئیں، لیکن شادی کے بعد ۹۰ فیصد خواتین جنہوں نے ہوم اکنامکس میں ایم ایس سی کیا خانساماں سے کھانا پکوانے اور آیا سے بچے پلوانے میں سکون سمجھا —— ۷۵ فیصد خواتین نے لا کرکے کبھی وکالت نہیں

کی ــــ ۲۵ فیصد خواتین جنہوں نے ایم بی بی ایس کیا چند دن پریکٹس کے بعد تھک گئیں ــــ مرد کے لیے تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس کو عملی زندگی میں اختیار نہ کرنا ممکن ہی نہ تھا۔ اس کو اتنے حقوق اور آزادی حاصل ہی نہیں ہوئی کہ وہ بھی انجینئرنگ کرکے گھر بیٹھے یا ڈاکٹری کے بعد سنگھار کے لیے وقت نکال سکے۔ آزادی کی دوڑ جاری رہی۔

عورت نے محسوس کیا کہ مرد اس پر حاوی ہے ــــ شاید اس وجہ سے کہ وہ ہمیشہ اپنے سے کم تعلیمیافتہ لڑکی کا رشتہ پسند کرتا ہے، لیکن عورت نے اپنے سے کم تعلیم یافتہ لڑکے سے رشتہ کو اپنی بے عزتی سمجھا۔

کبھی اس نے محسوس کیا کہ شخصی آزادی اور حقوق کی ضمانت کسی پیشہ سے منسلک ہوئے بغیر ممکن نہیں۔ عورتوں نے بھی کام کی تلاش شروع کی ــــ اگرچہ اس جنس کا ایک طبقہ شاید دُنیا کے سب سے پُرانے پیشے سے منسلک ہے جس پیشے کو مرد کبھی اختیار نہ کر سکا، لیکن عورت نے اپنی آزادی حقوق اور آواز کا استعمال آج تک اس گھناؤنے پیشے کے خلاف نہیں کیا ــــ شاید اس وجہ سے کہ مروجہ قوانین حکومت میں پیشہ اختیار کرنے کی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے اور عورت اس حق کو چھیننا نہیں چاہتی۔ آزادی کی دوڑ جاری ہے۔

ثقافت اور آرٹ کے میدان میں بھی مرد اور عورت جوش وخروش سے داخل ہوئے۔ رقص و موسیقی اور مصوری میں دونوں نے بڑے نام پیدا کیے ــــ بہرحال انداز مختلف رہے۔ فلور شو میں رقاصہ نے نت نئے انداز سے پہلو بدل بدل کر کپڑے اُتارنے شروع کیے ــــ مرد اس اثناء کالی فل جیکٹ اور بند کالر کے ساتھ وزنی جوتوں کی ٹاپ سے سنسنی پیدا کرتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ سنسنی انتہا کو پہنچ

گئی۔ اب رقاصہ نے ناچنا شروع کیا ــ تیز سے تیز تر ــــ مرد نے اس کو ہاتھوں میں اُٹھا لیا۔ وہ اب ہاتھوں میں گھومنے لگی۔ مرد نے کمال چابکدستی سے اس کو صرف اپنی انگلیوں پر اُٹھا لیا۔ اور اب وہ مرد کی انگلیوں پر ناچ رہی تھی۔ بے طرح ناچتی رہی۔ پھرکی کی طرح مرد اس کو انگلیوں پر نچاتا رہا ــ ناچنا رقاصہ کے فن کی بلندی اور نچانا مرد کے فن کی معراج ــــ دونوں اپنے فن کی بلندیوں کو چھوتے رہے۔ آزادی کی دوڑ جاری رہی۔

کاش میں عورت ہوتا، کیونکہ کبوتر با کبوتر باز با باز ــــ ایک ہم جنس ہی ہم جنس کو سمجھ سکتا ہے۔ میری باتیں ممکن ہے کہ اشتعال پیدا کریں کہ میں تضحیک کا نشانہ بنا رہا ہوں، کیا میں پوچھ سکتا ہوں:

۱ــــ آپ اپنا نام کیوں مرد کے نام کے ساتھ ملوث کرتی ہیں۔ آپ کی ایک علیحدہ شخصیت ہے۔ مرد کے نام کے ساتھ اپنا نام موسوم کرکے آپ دانستہ اپنی شخصیت کو ضرب پہنچاتی ہیں۔ احساسِ کمتری کا شکار ہوتی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں بھی جب عورت کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا، عورت کم ازکم اپنے نام سے پہچانی جاتی تھی۔ اگر حضرت مریم، جناب خدیجہ الکبریٰ، حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ اپنے نام سے جانی جاتی ہیں تو آپ کے والد یا شوہر ان خواتین کے والدین سے زیادہ نامور تو نہیں ہیں۔ آزادی کے ساتھ فکر کا دامن نہ چھوڑیے۔

۲ــــ اگر انفرادی طور پر نہیں تو کیا آپ اجتماعی طور پر اتنی ہمت پیدا کر سکتی ہیں کہ A CHARMING GUEST IN A LOCAL CEREMONEY کی وجہ دریافت کریں۔ کیا آج تک کوئی خوبصورت چہرہ مرد کے بھیس میں دُنیا میں نہیں آیا؟ آخر ۵۰ پیسے کے لیے کیا بیچا جاتا ہے۔ مانا کہ تعریف

marfat.com

آدمی کی کمزوری ہے لیکن پھر بھی ــــ آپ کوئی بکاؤ مال نہیں ۔ میں مرد ہوں لیکن اس مردانہ صحافت پر شرمندگی محسوس کرتا ہوں ۔

۳ــــ یہ درست ہے کہ دیواروں اور نقابوں نے گھٹن پیدا کر دی تھی۔ اس سے آپ کا VISION متاثر ہوتا تھا۔ آپ دُنیا کا مشاہدہ نہ کر سکتی تھیں، لیکن لباس تو وقار اور شخصیت کی نشاندہی کرتا ہے۔ آپ مردوں کے برابر ہیں پھر آپ نے یہ ذمّہ داری اپنے سر کیوں لی کہ آپ ان کی توجّہ بننے کے لیے محنت کریں۔ آخر مرد کیوں نہ آپ کو لبھائیں؟ وہ تو یہ گنگناتے پھرتے ہیں کہ

ع "وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں بدلیں"

اگر مرد نے تہبند چھوڑ کر تھری پیس اختیار کر لیا ہے تو آپ کیوں تھری پیس سے پیس لیس PIECE LESS ہو گئی ہیں۔ یہ اندازِ پسپائی کیوں؟ ننگے پن اور میک اپ سے تو بڑھاپے کی بُو آتی ہے۔ اگر آپ واقعی بوڑھی بھی ہیں تو آپ بڑھاپا نمایاں کر رہی ہیں۔ یاد رکھیئے مرد اتنے آسان حصول کو وقعت نہیں دیتا۔

۴ــــ عورت کا مستقبل یقیناً ایک اچھے مرد کے ساتھ وابستہ ہے۔ جس طرح مرد کا مستقبل ایک اچھی عورت سے تابناک ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ اس تعلیم کو طاق پر رکھ دیتی ہیں تو آپ حکومت کے ساتھ خیانت کرتی ہیں جس نے بے شمار روپیہ آپ کی تعلیم پر خرچ کیا۔ آپ اپنے خاندان کے ساتھ ناانصافی کرتی ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر آپ اپنے آپ کو مرد کا زیادہ دستِ نگر بنا دیتی ہیں جس سے خود آپ میں لاشعوری طور پر احساسِ کمتری پیدا ہو جاتا ہے۔ اس احساس کو آپ بیرونی عناصر مثلاً کپڑوں، میک اپ

marfat.com

اور بے مقصد سوشل کالز سے بجھاتی ہیں۔

۵ —— آپ محسوس کریں —— نہ معلوم آپ نے اب تک کیوں محسوس نہیں کیا آپ کی جنس کا ایک طبقہ جس پیشے کو اپنائے ہوئے ہے وہ آپ پر ایک مسلسل دھبہ ہے —— میرے سامنے VISIT AMSTERDAM کا ایک کتابچہ پڑا ہے جس میں شو ونڈو میں بیٹھی ہوئی ان ۸۰۰ لڑکیوں کا خصوصی تذکرہ ہے جو مردوں کے لیے ایمسٹرڈم جانے کی وجہ بن سکیں۔ ایسے آزاد ماحول میں آخر مرد کیوں شو کیس کے پیچھے نہیں بیٹھتے۔ آپ اپنی جنس کو بے عزت ہونے سے بچانے کے لیے کچھ قربانی دیجئے۔ کم ازکم اس کو مسئلہ سمجھئے۔ اس کے خلاف آواز اٹھائیے۔ آپ مرد کی انگلیوں پر ناچنا فن کی معراج نہ سمجھیں، نچانے کی ہمت پیدا کریں۔ ناچنا بند کریں تب ہی بچ سکیں گی۔ لبھانا بند کریں تب ہی قدم ملا کر چل سکیں گی۔ آپ کی کسی تنظیم یا فرد نے اس کو آخر کبھی کوئی مسئلہ کیوں نہیں سمجھا؟

۶ —— یورپ اور افریقہ میں تو شاید ابھی تک چند جگہوں پر عورتوں کو ووٹ کا حق بھی حاصل نہیں لیکن آپ کو قانوناً اور مذہباً وراثت اور طلاق لینے کا حق بھی حاصل ہے۔ اس حق کی اہمیت کو سمجھئے ان حقوق کے حصول سے آپ میں اعتماد بحال ہوگا۔ آپ اپنے شوہر کے ساتھ فراہمیٔ سرمایہ میں رفیق ہوں گی۔ اگر وقتی محبت کے نام پر خاندان چھوڑا جا سکتا ہے تو آپ اپنے خاندان والوں کو مجبور کریں کہ آپ کو وراثت کا پورا حق ملنا چاہیے —— وراثت یا تقسیم سے بچنے کے لیے اپنی دولت زندگی ہی میں لڑکوں کے نام کر دینا آپ کی توہین ہے۔ اپنی آزادی کی راہ متعین کیجئے۔ اپنے آپ کو پہچانیئے۔

marfat.com

دایاں بازو — بایاں بازو

"دائیں بازو والے برسرِ اقتدار آگئے" !

"کیا اُن کا بایاں بازو نہیں ہوتا" ؟

"بازو تو دونوں ہوتے ہیں"

"کیا بائیں بازو والوں کے بھی دونوں بازو موجود ہوتے ہیں ؟"

"بازو تو بلاشبہ دونوں کے موجود ہوتے ہیں۔"

"پھر کیوں دائیں بازو والے ، بائیں بازو والے کہلاتے ہیں۔؟"

"یہ دراصل گھی نکالنے کے طریقے کا نام ہے ، جب سیدھی انگلیوں سے گھی نکل جاتا ہے ، تو وہ لوگ دائیں بازو والے کہلاتے ہیں ورنہ جب سیدھی انگلیوں سے گھی نہیں نکلتا تو ٹیڑھی انگلیوں سے نکالنا پڑتا ہے ، وہ جماعت بائیں بازو والی کہلاتی ہے"

"تو کیا پارلیمنٹ میں گھی نکالا جاتا ہے" ؟

"پارلیمنٹ میں تو خیر لوگ واضح اعلان کرکے جاتے ہیں کہ ہم دائیں

marfat.com

بازو والے ہیں، یہ بائیں بازو والے۔ گھی تو ہر ہر فیکٹری، گلیاں، دکان اور بعض اوقات مسجدوں میں بھی نکالا جاتا ہے۔"

"مجھے دائیں بازو والوں کے متعلق تفصیل سے بتاؤ۔"

"دائیں بازو والے کی گردن بھی اکثر اکڑی ہوتی ہے۔"

"کیوں"؟

"دولت کا بوجھ اُٹھائے پھرتا ہے۔"

"وہ بوجھ اتار کیوں نہیں دیتا؟"

"قربانی کے جذبے کے تحت، نہ صرف وہ اپنا بوجھ نہیں اُتارتا، بلکہ دُوسروں کی بچی کھچی دولت کو بھی سمیٹ لینا چاہتا ہے کہ مبادا ان کی گردن بھی اکڑ جائے۔"

"وہ کب تک اس بوجھ کو لادتا رہے گا"؟

"قبر کی مٹی تک یا انقلابِ فرانس اور انقلابِ رُوس کی آمد تک۔"

"وہ اس قدر دولت کا کیا کرتا ہے"؟

"یہ وہ خود بھی شعوری طور پر نہیں جانتا۔"

"یہ لوگ دائیں بازو والے کیوں کہلاتے ہیں"؟

"اس لیے کہ سیدھے سادے طریقے سے ہر چیز کو دولت کے ترازو سے تول لیتے ہیں، ان کو کسی بھی چیز کو پرکھنے کے لیے دُوسرے معیار کی ضرورت نہیں پڑتی۔"

"مثلاً"

"مثلاً گاجر ایک رُوپیہ سیر، گھی ۱۵ رُوپے سیر، نمک ۴ آنے سیر

انسانی جان دس ہزار روپیہ ، انسانی آنکھ ایک ہزار ، داہنی انگلی پانچ سو روپے ، انگوٹھا ۶ سو روپے ، بایاں ہاتھ ۱۵ سو روپے ، کھتری خاندان میں شادی ۵۰ ہزار روپیہ ، چاولا خاندان میں شادی ایک لاکھ روپیہ وغیرہ وغیرہ "

- بائیں بازو والے کون ہوتے ہیں ؟

- جب سیدھی انگلیوں سے گھی نہیں نکلتا تو پھر انگلیوں کو ٹیڑھا کرنے کی ضرورت پڑتی ہے "

- انگلیوں کو ٹیڑھا کرنے کی ضرورت کیوں پڑی ؟

- اس لیے کہ سرمایہ دار اپنے سرمائے کی وجہ سے سارا گھی حاصل کر لیتے تھے ، جن لوگوں کے پاس سرمایہ کم اور دماغ زیادہ تھا' انھوں نے انگلیاں ٹیڑھی کرلیں اور اس طرح گھی باآسانی نکل آیا۔

- بائیں بازو والوں کا طریقۂ کار کیا ہے" ؟

- کیا تم نے فیض احمد فیض کی نظم " کتے " نہیں پڑھی ؟

- پڑھی ہے !

- اس میں کتا کس کو کہا ہے ؟

- آدمیوں کو —— وہ آدمی جو ستم رسیدہ ہیں" !

- غور سے پڑھا کرو "

- کیا مطلب ؟

- تم نے اس میں یہ بھی پڑھا ہوگا کہ " کوئی ان کی سوئی ہوئی دم ہلادے" "

- ہاں ، پڑھا تھا "

marfat.com

"بس بائیں بازو والوں کا یہی طریقہ کار ہے۔"

"یعنی؟"

"یعنی یہ کہ سرمائے کے بجائے وہ نفسیات اور ذہن کو کام میں لاتے ہیں۔ وہ فارمولے کے طور پر یہ طے کر لیتے ہیں کہ سیدھے راستے سے گھی نکالنے کے بجائے ہمیشہ کوئی دوسرا راستہ تلاش کیا جائے۔ انسان کو پہلے کتا ہونے کا احساس دلاتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ کتا بھی وہ جو سو رہا ہو اور پھر....."

"اور پھر ——؟"

"اور پھر اس کو جگانے کے لیے دُم سے پکڑ کر اٹھا لیتے ہیں۔"

"منہ کی طرف سے کیوں نہیں اٹھاتے؟"

"اس لیے کہ اس کتے نما آدمی کو منہ کی طرف سے اٹھانے سے سیدھا دکھائی دے گا اور دم کی طرف سے اٹھانے سے ہر اُلٹی چیز سیدھی اور ہر سیدھی چیز اُلٹی دکھائی دے گی، ورنہ وہ محسوس کرے گا کہ لیبر لیڈر میں مستقبل کا سرمایہ دار چھپا ہے۔"

"تم کینہ پرور اور سرمایہ دارانہ ذہنیت کے مالک ہو۔"

"کیا تم مجھے کسی مثال سے غلط ثابت کر سکتے ہو؟"

"مثلاً انقلابِ رُوس کو لو، کیا وہاں کے افراد کی تقدیر نہیں بدل گئی"

"کیا رُوس کا عام آدمی امریکہ کے عام آدمی سے بہتر ہے؟"

"لیکن دولت سرمایہ داروں کے پاس سے نکل گئی اور اب سرمایہ دار ظلم نہیں کرتا۔"

marfat.com

"ہاں! دولت اب حکومت کے پاس ہے، وہ ظلم کرتی ہے۔"

"تم ضدی ہو"

"تم مجھے سمجھادو کہ امریکہ یا کسی بھی ترقی یافتہ سرمایہ دار ملک کا عام باشندہ کسی بھی ترقی یافتہ اشتراکی ملک کے عام باشندے سے بدتر ہو یا کسی بھی ترقی پذیر سرمایہ دار ملک کا عام باشندہ کسی ترقی پذیر اشتراکی ملک کے عام باشندے سے بد تر ہو۔"

"تم بھی دائیں بازو والے ہو۔"

"دایاں بازو والا ہونا گالی ہے؟ بایاں بازو والا ہونا ترقی پسندی کی نشانی ہے، کیونکہ بایاں بازو والا ذہین ہوتا ہے"

"تم مان کیوں نہیں لیتے کہ تم دائیں بازو والے ہو۔"

"اس لیے کہ میرے دونوں بازو موجود ہیں۔ میں فاضل سرمائے سے بھی نفرت کرتا ہوں، جب وہ پیداوار کے بجائے تعیش کا سبب بنے اور کسی ازم سے بھی جب وہ ٹیڑھی انگلیوں سے گھی نکالے"

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"میں چاہتا ہوں، قُلِ العَفو۔ کہدو جو ضرورت سے زیادہ ہو خرچ کردیں۔" (القرآن)

میں سمجھتا ہوں کہ انسان کو کتا ہونے کا احساس نہ دلایا جائے بلکہ واضح طور پر بتادیا جائے کہ دنیا آزمائش اور امتحان کی جگہ ہے غربت بھی دنیا کو چلانے کے لیے ضروری ہے۔ لیکن غربت کو EXPLOIT کرنا نہ چاہیے وہ ٹیڑھی انگلیوں سے احساسِ ذلت دلاکر ہو یا سیدھی

marfat.com

طرح سرمایہ داری کے بل پر ـــــ دونوں طرح یہ انسانیت کی ذلت ہے
ہر دو جگہ غربت موجود ہے، لیکن مالک کا فرق ہے۔

• حضرت عمرؓ ایک رات کو گشت پر تھے کہ ایک خیمے سے بچے کے رونے کی آواز آئی۔ دیر تک انتظار کیا، جب بچہ چُپ نہ ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ بچہ کیوں رو رہا ہے، بچے کی ماں نے بتایا کہ بھوک سے رو رہا ہے حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ دُودھ کیوں نہیں دیتیں، بچے کی ماں نے جواب دیا کہ عمرؓ (امیرالمؤمنین) نے حکم دیا ہے کہ بچے کا وظیفہ بیت المال سے اس وقت جاری کیا جائے، جب وُہ ماں کا دودھ چھوڑ دے، مَیں بچے کا دُودھ چھڑانا چاہتی ہوں کہ بیتُ المال سے نومولوُد بچے کا جلد از جلد وظیفہ جاری ہو سکے۔

حضرت عمرؓ رات بھر روتے رہے اور صبح سویرے نومولوُد بچوں کے لیے بھی بیت المال سے وظیفے کا اعلان کرادیا۔

اسلامی حکومت رب العالمین کی نیابت کرتے ہوئے ولادت کے ساتھ ہی انسانی ضروریات کی کفیل قرار پاتی ہے۔ دایاں بازو بایاں بازو سب فریب ہے۔

"تم کہتے رہو کوئی نہیں سُنے گا"

"مجھے پرواہ نہیں"

اگر میں خدا ہوتا

محمود نے جب چائے کی میز پر مجھ سے سوال کیا کہ تم اگر خدا ہوتے تو کیا کرتے ؟

یہ سوال سُن کر تھوڑی دیر کے لیے مَیں دَم بخود ہوگیا ، اس سوال کے درپردہ کیا کیا سوال نہ تھے جو پیدا ہوئے ، سب سے پہلا سوال جس کی طرف محمود کا ہن کے اِشارہ تھا کہ دُنیا میں طبقاتی فرق ظُلم ہے ، تقدیر ظُلم ہے ، افلاس اور جہالت کا وجُود ظُلم ہے ، کالے اور گورے کا فرق ظلم ہے ، خاندانی میراث ظلم ہے ، اِن ظلموں کو مٹانے کی خاطر جو انسانی کوششیں کی گئیں وہ اکثرو بیشتر خوُد نئے مظالم کا نقطہ آغاز بن گئیں ، نظامِ سرمایہ داری ظُلم تھا اس کے خلاف مارکس نے جدوجہد کی تو کمیونزم اِنسانی آزادی اور رائے پر قدغن لگاکر نئے ظلم کا پیش خیمہ ثابت ہوًا کسی بھی مُلک میں ایک آمر کے ظلم سے یا سیاسی پارٹی کے ظلم سے تنگ آکر انقلاب برپا ہوتا ہے نیا انقلاب اور تبدیلی لانے والے افراد کم وبیش ظلم کے وُہی ہتھکنڈے

اپنی کامیابی کے سرور میں جانے والے آمر کے خلاف، اس کے لواحقین کے خلاف استعمال کرتے ہیں، اس مرتبہ ظلم کو انصاف کا نام دیا جاتا ہے ــــ پھانسی کا پھندہ، جیل کی صعوبتیں، اغوا اور عصمتوں کے لٹنے کی وارداتیں، بھوک اور ننگ کا سلسلہ قائم رہتا ہے، صرف افراد بدل جاتے ہیں، کبھی یہ وارداتیں ظلم کا لقب پاتی ہیں، کبھی انصاف کا لبادہ اوڑھ لیتی ہیں۔ ہٹلر ایک وقت فوجی ہیرو ہوا، بعد میں ظالم قرار پایا۔ امریکہ نے اگرچہ ہیروشیما پر ایٹم بم پھینکا، لیکن انصاف اور امن کے تقاضے پورے کیے۔ اگر اس وقت روس، جرمنی یا جاپان امریکہ پر نائٹروجن بم پھینکنے کی صلاحیت رکھتے، تو وہ یقیناً امریکہ سے بڑے انصاف پسند اور امن کے پیامبر قرار پاتے کیونکہ آخری کامیابی ہی کا نام انصاف ہے۔

اگر میں خدا ہوتا تو کیا کرتا ــــــــ محمود نے مجھ سے یہ سوال ایک مظلوم کی حیثیت سے کیا تھا، جو زمانے کا شاکی تھا، کامیابی کا متمنی تھا، جس کا دل اپنے ارد گرد بعض لوگوں کی کامیابی پر انجانے انداز میں ملول تھا اور اس احساس شکست کو اس نے ظلم کا نام دیا۔ اپنی کوشش کے باوجود ناکامی کا منہ دیکھنے پر زمانے کو اپنے ساتھ لے کر نہ چلنے کی قدرت کو اپنی کمزوریوں کو چھپانے کی خاطر راہِ فرار کے طور پر اس نے اپنے آپ کو مظلوم جانا اور چونکہ کوئی واضح دشمن سامنے نہیں تھا، پورا معاشرہ اس کو بے انصاف نظر آتا تھا، اس کے لیے اس نے اپنا دشمن خدا کو گردانا اور نظامِ خدائی میں نقائص کی تلاش کی تاکہ خود کو مطمئن کر سکے۔ خود ساختہ منہ بولا "مظلوم" محمود اس وقت یہ بھول گیا کہ اس کے گردونواح میں بہت

marfat.com

سے لوگ اس کو بھی نشانی (SYMBOL) کے طور پر ظالم کا تصوّر دیتے ہیں کیونکہ وہ ان سے زیادہ کامیاب ہے، اس کے پاس کار ہے، گھر ہے، تعلیم ہے، جو اس کے اردگرد بہت سے لوگوں کے پاس نہیں ہے۔ محمود نے اگرچہ براہِ راست ان محروم لوگوں سے کچھ چھینا نہیں، لیکن اپنے دائرے میں رہتے ہوئے وہ محروم لوگ محمود کو ظلم کی نشانی سمجھتے ہیں، تقدیر کی اور خدا کی نا انصافی سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے حصّے میں "آخری کامیابی" نہیں آئی، اور صرف آخری کامیابی ہی انصاف کا دوسرا نام ہے۔

اگر میں خدا ہوتا تو کیا کرتا؟ یہ سوال محمود کے ہی ذہن میں نہیں آیا، زمانے اور معاشرے سے شاکی ہر نفس کے دل میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے اور بلاشبہ ہر ذی نفس اپنی اپنی سطح پر کسی نہ کسی مسئلے سے دوچار ہے، یا کسی بلند تر مقام اور کامیابی کا متمنی ہے اور اس کامیابی کی راہ میں حائل مشکلات اس شخص کو مظلوم اور مسائل یا زمانے کو ظالم بنادیتی ہیں، شاہِ ایران رضا پہلوی جب تخت پر تھا، تو عوام کا وہ طبقہ جو اس کے خلاف بولتا تھا، شاہ کے لیے ظالم تھا، کیونکہ اس کے مطابق وہ اس کی مطلق العنانیت میں رکاوٹ تھا، عراق اور کرد قبائل کا مسئلہ رضا شاہ کے لیے تکلیف دہ تھا۔ رُوس اور کمیونسٹ ممالک اس کی "آخری کامیابی میں رُکاوٹ تھے"۔۔۔۔ شاہِ ایران ایک خودساختہ "مظلوم" تھا اور زمانہ ظالم۔۔۔۔۔ آیت اللہ خمینی نے جب رضا شاہ کو تخت سے اُتارا تو اب آیت اللہ، شاہ کے لیے ظالم قرار پایا، کیونکہ اب فوری طور پر رضا شاہ کے لیے مسئلہ کردوں کا یا عراق اور کمیونسٹوں کا نہیں تھا، بلکہ تختِ ایران کا تھا، دوسری طرف آیت اللہ خمینی

marfat.com

کی نظر میں سلطنتِ ایران کے حصول کے بعد ظالم عراق ہوگیا، کرد، قبائل ہوگئے اور کیمونسٹ ممالک ہوگئے، بلکہ چونکہ آیتُ اللہ خمینی کی منزل رضا شاہ سے بھی آگے تھی، اس لیے مغربی ممالک بھی دشمنوں کی صف میں شامل ہوگئے اور ظالم قرار پائے، آسان تر الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ کسی بھی منزل یا خواہش کی تکمیل میں آڑے آنے والی چیزیں درحقیقت ظالم اور مظلوم کا رُوپ دھار لیتی ہیں، مار کھاتے ہُوئے بھی ایک شخص اپنے آپ کو مظلوم سمجھتا ہے اور جب غالب اگر اپنے دشمن کو سزا دیتا ہے یا مارتا ہے تو اس وقت اپنے اس عمل کو انصاف کا تقاضا قرار دیتا ہے، اگرچہ مار کا عمل وُہی ہے لیکن یہ اندازِ فکر ہے جو ظالم اور مظلوم بناتا ہے

اگر مَیں خدا ہوتا! تو کیا کرتا! کیا مَیں ظالم ہوتا؟ کیا مَیں مظلوم ہوتا؟ اگر مَیں ظالم یا مظلوم ہوتا تو یقیناً مَیں خدا نہ ہوتا، کیونکہ ظلم اپنی خواہشات کے آڑے آنے والی چیزوں کو زبردستی حاصل کرنے کا نام ہے اور اگر کوئی چیز خواہشات کے آڑے آئے تو وہ خواہش کرنے والے کی کمزوری کی نشانی ہے کہ کوئی مسئلہ یا شئے اس کے مقابل آگئی ــــ کمزوری خُدا کی نشانی نہیں، مَیں کمزور خدا پر یقین نہیں رکھتا. اگر خدا کمزور نہیں تو وہ ظالم نہیں ہوسکتا، کیونکہ ظلم اور کمزوری لازم و ملزوم ہیں ــــ ظلم صرف اسی وقت کیا جاتا ہے، جب منزل کا حصول آسانی سے ممکن نہ ہو ــــ آسانی سے حصول نہ ہونا دوبارہ کمزوری کی طرف اشارہ کرتا ہے ــــ کمزوری خُدا کی خصوصیت نہیں ہے، اس لیے خدا ظالم نہیں ہوسکتا ــــ آخری کامیابی حاصل کرنے کی تگ ودو ظالم اور مظلوم کا تصور پیدا کرتی ہے ــــ میرا خدا آخری

marfat.com

کامیابی حاصل کرچکا ہے اور آخری کامیابی کے بعد ظلم اور زیادتی ممکن نہیں۔ خدا ظالم نہیں ہوسکتا، خدا مظلوم نہیں ہوسکتا کہ یہ دونوں کمزوری کی دلیل ہیں ـــــ کسی کے پاس کوئی شے دیکھ کر اسے اپنے لیے حاصل کرنے کی خواہش اپنی تہی دامنی یا کمزوری کی علامت ہے ـــــ اگر کوئی چیز کسی سے حاصل کرنے کی خواہش نہیں تو پھر ظلم بھی ممکن نہیں، کیونکہ زبردستی اور ظلم صرف کسی خواہش کی تکمیل کے لیے کیا جاتا ہے، چاہے وہ عزت ہو، علم ہو زن ہو یا زر یا زمین ـــــ اپنا دامن مطلوبہ شے سے بھرنے کے لیے زبردستی یا ظلم ممکن ہے ـــــ جس ذات کو کسی دوسرے سے کچھ حاصل کرنے کی خواہش ہو، یہ اس ذات کی تہی دامنی اور کمی کی دلیل ہے۔ تہی دامن یا مفلس، خدا نہیں ہوسکتا ـــــ کیونکہ تہی دامنی اور ظلم کا چولی دامن کا ساتھ ہے، اس لیے خدا ظالم نہیں ہوسکتا۔

اگر خدا ظالم نہیں تو یہ دُنیا کیا ہے؟ کالے اور گورے کا فرق کیوں ہے؟ امارت و غربت کیسی ہے؟ علم اور جہالت کس طرح انسانی نسل میں بیک وقت جاری ہیں؟ اگر دُنیا میں انصاف ہوتا تو محمود مجھ سے یہ سوال کیوں پوچھتا کہ اگر میں خدا ہوتا تو کیا کرتا! ـــ غالب یہ کیوں کہتا کہ "ڈبویا مجھ کو ہونے نے! نہ میں ہوتا تو کیا ہوتا! ـــــ ٹائم انٹرنیشنل کا ٹائٹل یہ کیوں آتا کہ "IS GOD DEAD?"۔

کیا اگر میں خدا ہوتا تو دُنیا میں سارے گورے پیدا کرتا، کالی نسل کا نشان نہ ہوتا؟ کیا میں خدائی قدرت کو بروئے کار لاکر ساری نسلِ انسانی کو ایک جیسا امیر کردیتا؟ ایک جیسا علم دے دیتا، اپنی قدرت سے خوش

marfat.com

خرابے بند کرادیتا؟ کیا مَیں خدا ہوتے ہوئے اپنے منکرین کو دنیا میں زندہ چھوڑ دیتا یا اُن کی روزی بھی بند کرادیتا؟ کیا مَیں تمام دُنیا میں اپنی طاقت اور قدرت کو بروئے کار لاتے ہوئے تمام بُرائیوں اور ناانصافیوں کا قلع قمع کردیتا اور ساری مخلوق کو صرف مُتعیّن صحیح راہ پر چلاتا کہ کوئی مجھے سجدہ کررہا ہوتا، کوئی رکوع اور کوئی ہاتھ باندھے میری تعظیم کر رہا ہوتا، کیا مَیں انصاف کے نام پر انسان کو یہ اختیار ہی نہ دیتا کہ وہ کسی کا خون کرسکے کسی دوسرے کے حقوق پر ڈاکہ ڈال سکے، یہ دُنیا ظُلم اور نا انصافی کے نام سے نا آشنا ہوتی۔

خدا ہوتے ہوئے مجھے یہ اختیار ہوتا کہ دُنیا میں بُرائیوں کو اپنی قدرت سے بند کردیتا، نسل انسانی میں کالے گورے کا فرق ختم کردیتا، علم کی مساوی تقسیم کرتا، عزت اور افلاس کی جگہ سب کو ایک جیسا صاحب ثروت بناتا، نسل انسانی کو یہ اختیار ہی نہ دیتا کہ وہ خون بہا سکے، دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال سکے۔ ظالم اور مظلوم کے الفاظ ہی صفحۂ ہستی سے معدوم ہوتے؟ اپنی خدائی طاقت اور قدرت کو بروئے کار لاکر مَیں اپنے منکرین کا وجود ہی ختم کردیتا، انکو زبردستی اپنی عبادت میں لگائے رکھتا، اُنکو یہ اختیار ہی نہ دیتا کہ وہ میری بُرائی کرسکیں، میرا انکار کریں یا مذاق اڑائیں۔

اگر مَیں خدا ہوتا تو یہ سب کچھ کرسکتا تھا، لیکن یہ سب کچھ کرنے کے بعد کیا مَیں خدا باقی رہتا؟ ایسی دُنیا اور ایسی مخلوق کا وجود تو اب بھی ہے کہ جو ہر وقت خدا کی حمدوثنا کرتی ہے، جس کو خون بہانے

marfat.com

کی قدرت ہی حاصل نہیں، ایسی مخلوق جو انتہائی خوبصورت ہے، جس میں کالے گورے کی تفریق نہیں، جس کو پیٹ بھرنے اور مکان بنانے کی حاجت ہی نہیں، جس کو خدا کے انکار پر قدرت ہی نہیں، جو صرف خدا کی عبادت اور ثنا میں مشغول ہے، کوئی اس کو سجدہ کرتا ہے، کوئی رکوع اور قیام میں کھڑا ہے، کیا انسانی مخلوق کو بھی فرشتوں کی مخلوق میں ضم کرکے یہ بحیثیتِ خدا کوئی کارنامہ انجام دیتا ؟

انسان جو خدا کا انکار کرتا ہے اور خدا اس کو برداشت کرتا ہے اس کو ڈھیل دیتا ہے ـــــ انسان جو صاحبِ ثروت ہوتے ہوئے غریب کی احتیاج پوری کرتا ہے۔ ـــــ انسان جو علم کو دوسروں کے لیے بانٹتا ہے انسان جو بغیر خدا کے جبر کے اس کو سجدہ کرتا ہے، رکوع کرتا ہے، قیام کرتا ہے۔ یہ کائنات ایسی عظیم مخلوق سے محروم ہوتی، اگر خدا دنیا میں نسلِ انسانی کو اختیارات نہ دیتا، خدائی مکمل نہ ہوتی، اگر ساری مخلوق بذریعہ حکم خدا کی اطاعت کرتی، اگر وہ اپنے انکار کرنیوالوں سے خائف ہوتا، ڈرتا، یا ان کو پیدا نہ کرتا۔

اگر ساری مخلوق لازماً خدا کی عبادت اور ثنا میں لگی رہتی، گناہ اور زیادتی کا وجود نہ ہوتا تو بحیثیتِ خدا، رحمٰن اور رحیم کی خدائی خصوصیات کس طرح کام آتیں ! جب جرم نہیں ہوا تو معافی کیسی ہوتی ! اللہ کے انعامات کس زمرے میں آتے ! خدا کے "بے پرواہ" ہونے کی صفت کہاں جاتی ! وہ خدا جو محبت اور کرم کرنیوالا نہ ہوتا، معافی دینے والا اور رحم کرنیوالا نہ ہوتا، وہ خدا نامکمل ہوتا ـــــ وہ خدا اپنی عظیم ترین مخلوق سے

marfat.com

محروم ہوتا، جو گناہ کی طاقت ہوتے ہوئے اس کی اطاعت کرتی ہے۔ ایسی مخلوق کے وجود کے بغیر خدا کی حمد بے معنی ہوتی، اس کی تعریف حماقت ہوتی۔ اگر انسان ٹیپ ریکارڈ کی طرح دیے ہوئے الفاظ بولنے پر مجبور ہوتا۔

خدا وہ ہے جو "آخری کامیابی" حاصل کرچکا ہے، جو غلطیوں کو معاف کرنیوالا رحمٰن اور رحیم ہے، جو بے پرواہ ہے، جس کی تعریف میں اگر تمام سمندر سیاہی بن جائیں اور تمام درخت قلم، تو اس کی تعریف ختم نہ ہو، جسنے مجھے اس وقت پیدا کیا، جب میں کچھ نہ تھا، جو مجھے اَب پھر موت دے گا، جو مجھے دوبارہ جلائے گا، دوبارہ پیدا کرنا بلا شُبہ پہلی بار پیدا کرنے سے آسان ہے، جو مجھ سے دُنیا کے گناہوں پر باز پُرس کریگا، خصُوصًا ان گناہوں کو معاف نہیں کرے گا، جو میں نے اپنے جیسے کمزور انسانوں کے ساتھ کیے، جو انصاف کرتے ہوئے۔ مجھے ان برائیوں کی سزا دے گا، جن پر جانتے بوجھتے میں نے اصرار کیا، جو حقوق العباد کے لیے مواخذہ کریگا ــــ جو اپنے اُوپر لگائے ہوئے الزامات کو معاف بھی کردیگا، کیونکہ وہ بے پرواہ ہے، رحمٰن ہے، رحیم ہے، جو شرک کو معاف نہیں کرے گا اور کہدے گا کہ آج مدد کے لیے تم اس خدا کو بُلالو، جس کو میرے ساتھ شریک کرتے تھے۔

اگر میں خدا ہوتا تو اس سے بہتر ممکن نہ تھا، جو کچھ ہے، جو کچھ ہوچکا ہے یا جو ہونیوالا ہے ــــ خدا مکمل ہے، اکیلا ہے، سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، نہ اُس نے کسی کو جنا ہے، وہ مکمل، با اختیار

اور اوّل و آخر ہے

marfat.com

غلاموں سے نجات

"دُعا کرو کہ ہمارے بُزرگ جلد از جلد مرجائیں"

"تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"یہ کہ ہمارے بزرگ خصُوصًا بزرگ سیاستدان جلد از جلد مرجائیں"

"کیا تمھیں پھر دورہ پڑا ہے؟"

"ہاں ـــــ صرف ان کی موت میں ہماری زندگی ہے۔"

وہ کیسے؟

یہ بزرگ سیاستدان ـــــ یہ سب غلام ہیں ـــــ ان کے ذہن پر غلامی کے پردے چڑھے ہیں، یہ غلامی کے دور میں پیدا ہوئے تھے ان کی پرورش غلامانہ ماحول میں ہوئی اور آزادی کی فضا ان کو راس نہیں آرہی، یہ دوبارہ غلامی کو دانستہ یا نادانستہ طور پر ہمارے اُوپر مسلط کرنے کی کوشش کررہے ہیں، ان کو آزادی کی فضا

marfat.com

میں سانس لینا دوبھر ہو رہا ہے ، گندگی کا کیڑا گندگی میں خوش رہتا ہے ، اِسی لیے یہ دوبارہ اپنے ملک پر غلامی مسلط کرنا چاہتے ہیں ، چاہے وُہ اِس مرتبہ ہندو کی غلامی ہو ۔"

" آج تمہارا دَورہ شدید تر ہے "

" مَیں تم سے سچ کہتا ہُوں ہمارے آباؤ اجداد نے انگریز کی غلامی میں آنکھ کھولی ، اس سے قبل بھی رؤسا ، شاہوں اور نوابوں کی زندگی بسر کی یا ان کے درباری بن کر رہے ، خوشامد پسند رہے یا خوشامدی رہے ، زندگی اور اس کی حقیقتوں سے دُور ہوئے انکو زمانے بیت چکے ہیں ۔"

" کیا سُلطان صلاح الدین ، علامہ اقبال ، جوہر برادران ، جناح ، اِن سب کو تم غلام کہو گے ؟"

" بے شک دو چار آزاد اور خوُد مختار انسان پَیدا ہُوئے ، لیکن بحیثیت قوم ہم مدّتوں سے غلام ہیں ، ہم اُس وقت بھی غلام تھے جب مُغلوں کی صُورت میں حکومت کرتے تھے ۔"

اُس دَور میں کس طرح غلام تھے ، اس وقت تو ہماری حکومت تھی ؟

" ہم مغلوں کے دَورِ حکومت میں بھی غلام تھے ، بلکہ برصغیر میں ہماری غلامی کا بیج مُغلوں کی سلطنت میں ہی لگایا گیا ، ایک شخص اگر بادشاہ بن جائے ، صرف اُس کا کہا درست تسلیم ہو تو خوُد بخوُد ساری قوم کی ذہنی صلاحیتیں کُند ہو جائیں گی ، وُہ صرف حُکم ماننا سیکھیں گے ، ہم نے حُکم ماننا سیکھا ہے اور ہمارے آباؤ اجداد بہترین غلام

نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کا مطلب غلاموں کو معلوم نہیں وہ پیدائشی غلام ہیں، نسلی غلام ہیں، وہ آزادی کا مطلب نہیں سمجھ سکتے ان سے کہو کہ ہر نئی صبح اٹھ کر وہ پاکستان کی جڑوں میں اپنے نئے بیان سے جو نئی کدال مارتے ہیں، وہ کدال مارنا بند کریں، وہ پاکستان کو نہیں سمجھتے، وہ آزادی کو نہیں سمجھتے، وہ نسلی غلام ہیں، وہ اپنے آپ کو آقا کا، شاہ کا روپ دینا چاہتے ہیں، یا پھر مستقل آمریت میں مطمئن رہ سکتے ہیں ــــ وہ پاکستان کا مطلب بھٹو سمجھتے ہیں وہ پاکستان کو مودودی سمجھتے ہیں، وہ پاکستان کو پگاڑہ سمجھتے ہیں، نورانی سمجھتے ہیں، ضیاء سمجھتے ہیں' وہ سب غلام ابن غلام ہیں، وہ پاکستان کو نہیں سمجھتے، نہیں سمجھ سکتے انھوں نے آزاد فضا میں سانس نہیں لیا، پرورش نہیں پائی پیدا نہیں ہوئے وہ خوشامدی ہیں یا خوشامد پسند اور بس۔

"کیا دوسرے حکمراں خوشامد پسند نہیں ہوتے؟

نہیں ــــ بالکل نہیں ــــ آزاد ملک کا ہر باشندہ آزاد ہوتا ہے۔ خوشامد پسندی بھی غلامی کی علامت ہے، جس طرح خوشامدی ہونا غلامی کے مترادف ہے۔ لو یہ خبر پڑھو نوائے وقت مورخہ ۱۵/۵/۸۱ میں ــــ آج کے اخبار میں چھپی ہے ــــ " چرچل جب وزیر تھے تو ان کی بیگم ان کو گاڑی میں چھوڑنے کے لیے انڈر گراؤنڈ

marfat.com

تک جاتی تھیں اور شام کو واپسی پر ان کو وہاں سے لیتی تھیں
ایک دن شام باغ کے قریب چند بچے گولیاں کھیل رہے تھے
کہ چرچل کی ٹھوکر سے ایک گولی آگے چلی گئی۔ بچے نے کہا کہ
وہ گولی اٹھادو، چرچل نے جواب دیا کہ تم مجھ کو نہیں پہچانتے۔
بچّے نے کہا کہ ہاں! آپ مسٹر چرچل ہیں۔

تو پھر کیا ہوا؟

چرچل نے یہ واقعہ فخر سے پارلیمنٹ کو سناتے ہوئے کہا کہ
جس قوم میں ایسے بچے ہوں تو وہ کبھی غلام نہیں ہوسکتی۔

"تمہارے خیال میں ہمارے بزرگ سیاستدانوں میں کیا خرابی ہے؟"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جو الزامات وہ ایک دوسرے پر ہر
نئی صبح لگاتے ہیں، اگر وہ درست ہیں تو وہ لوگ کس قدر بُرے
ہیں کہ انکو سربراہی کا کوئی حق نہیں ہے اور اگر وہ الزامات درست
نہیں ہیں اور اس سے مقصد صرف اپنی شخصیت کو سامنےوالے
کی شخصیت سے بلند دکھانا ہے۔ تو یہ خوشامدپسندی بالفاظ دیگر
غلامی کی شدید ترین کیفیت ہے اور غلام کو آزاد پر حکومت کا
کوئی حق نہیں۔

ان سے نجات کی کیا صورت ہے؟

صرف خداوندِ کریم سے پاکستان کے لیے دُعا مانگو۔ وقت ان غلاموں
کو خود بخود دور کردیگا، بشرطیکہ مشرقی پاکستان کی طرح کا دوسرا
سانحہ یہ سیاستدان پیدا نہ کردیں۔ ان کی زندگی میں بھلائی ممکن نہیں

marfat.com

قومی اتحاد کی صورت میں قوم کو جس امتحان سے گزارنے کے بعد یہ احسان فراموش سیاست دان جس انداز کی حرکتیں کر رہے ہیں، وہ ان کے غلام ذہن اور نفسیاتی مریض ہونے کی بد ترین مثال ہے۔

اس صورتِ حال کا مداوا کیا ہے؟

صورتِ حال اس قدر پیچیدہ نہیں جیسی اپنے اُوپر مسلط کرلی گئی ہے پاکستان ایک آزاد ملک ہے، اس کا آئین کسی بھی موجودہ لکھے ہوئے آئین سے پرانا آئین ہے، ہمارے انتخابات کسی مقننہ یا دستور ساز مجلس کے لیے نہیں، بلکہ انتظامیہ کے لیے ہونے چاہئیں، ہمارے ملک میں چونکہ کسی دوسرے ازم کی گنجائش نہیں اس لیے مختلف الخیال جماعتوں کے وجود کا بھی کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا، اگر اس مجوزہ اسمبلی یا مشاورتی کونسل کے لیے سب امیدوار آزاد کھڑے ہوں تو انتخابات میں بے ایمانی اور دھاندلیوں کا سرکاری پیمانے پر ہونا ممکن نہ ہوگا، لوگ افراد کو جانتے ہونگے اور اپنا ووٹ کسی بلند و بالا شخصیت کی لفاظی اور ناقابلِ عمل وعدوں پر اعتماد کر کے نہیں ڈالیں گے، ایسی مجلسِ مشاورت میں عوامی نمائندوں کے علاوہ ماہرینِ معاشیات، سیاسیات اور علمأ کرام کی نمائندگی بھی لازمی ہے، جو "اپر ہاؤس" کی صورت میں عوامی نمائندوں کی راہنمائی کرسکیں، کیونکہ عوامی نمائندے بے لگام نہیں چھوڑے جاسکتے، ان کی راہنمائی اور محاسبہ بھی ضروری ہے۔

میں خداوند کریم سے پاکستان کی بقاء اور سمجھدار افراد کے لیے دعا کرتا ہوں، آمین۔

marfat.com

تجربہ

کیا کر رہے ہو ؟

کار میں پانی ڈال رہا ہوں

لیکن یہ تو پٹرول کی ٹینکی ہے !

تو کیا ہوا ــــ تجربہ کر رہا ہوں

تم احمق ہو ــــ کار تباہ کردوگے

اچھا ــــ آؤ ، گھر چلیں

چلو ــــ لیکن اب کیا رہے ہو

کار چلانے کی کوشش کر رہا ہوں

تمھیں معلوم ہے کہ کار بریک دبانے سے نہیں ایکسیلیٹر دبانے سے چلتی ہے ۔

معلوم ہے ، لیکن تجربہ کر رہا تھا ۔

اُف ــــ تم گاڑی بہت تیز چلا رہے ہو ، آہستہ کرو !

marfat.com

ہُوں"

"لیکن تم بریک کے بجائے کلچ کیوں دبا رہے ہو؟"

"گاڑی آہستہ کرنے کے لیے"۔

"تم احمق ہو —— ایکسیڈنٹ ہو جائے گا"۔

"تجربے میں کیا حرج ہے"۔

"تم نے ٹائر کی ہوا کیوں نکالدی —— یہ پلگ کیوں نکال رہے ہو"۔

"مَیں اس کے بغیر گاڑی چلاؤں گا"۔

"تم کو کیا ہوگیا ہے"۔

"کچھ نہیں —— مَیں ایک تجربہ کرنا چاہتا تھا"۔

"تمھیں معلوم ہے موٹر بنانے والے نے موٹر چلانے کا طریقہ بتایا ہوا ہے، اس تجربہ کے کیا معنی"؟

"ہاں معلوم ہے، لیکن کیا ان طریقوں کو اپنانا لازمی ہے"؟

"لازمی ہے"

"لیکن مَیں نے تو تقریبًا سارے طریقے اختیار کیے، صرف ایک دو جگہ نیا تجربہ کرنا چاہتا ہوں۔ تم پھر بھی منع کرتے ہو"۔

"معمولی ترمیم سے بھی گاڑی نہیں چل سکے گی، پٹرول کے بجائے پانی نہیں ڈالا جاسکتا پٹرول ڈالنا ہوگا اور اسی خاص ٹینکی میں ڈالنا ہوگا کبھی پانی کی ٹینکی میں پٹرول ڈالدو یا پٹرول کی ٹینکی میں پانی۔ گاڑی نہیں چلے گی"۔

"وُہ تو مَیں نے مان لیا"۔

marfat.com

پانی بھی ڈالنا ضروری ہے، لیکن پانی کی ٹینکی میں
وہ بھی مَیں نے مان لیا
گاڑی کو دَوڑانے کے لیے بریک کام نہیں کرسکتے۔
وہ بھی مَیں نے مان لیا
گاڑی کے تمام پُرزے اس کی مخصوص جگہ رہنے ضروری ہیں، مثلاً پلگ
کاربوریٹر، گیربکس، بیٹری، ٹائر، سوئچ بورڈ وغیرہ
مَیں نے مان لیا
نہ صرف ان سب چیزوں کی موجودگی ضروری ہے بلکہ ان کا باہمی رَبط
اور جو جگہ ان کے لیے جس انداز سے مخصوص کی گئی ہے، اسی طرح ان
تمام کل پرزوں کا موجود رہنا ضروری ہے۔
مَیں نے یہ سب باتیں مان لیں، مَیں صرف ہَوا نکال کر گاڑی چلانا چاہتا
ہوں۔
احمق ہو — بغیر ہَوا کے بیل گاڑی چلاؤ۔
کیا مَیں کوئی تجربہ نہیں کرسکتا۔
دیے ہوئے قوانین اور اصولوں پر کوئی تجربہ ممکن نہیں۔
تم بھی تو دن رات نئے تجربے کرتے ہو
کیا مَیں سُورج کو مشرق کے بجائے مغرب سے نکالنا چاہتا ہُوں
یہ بات تو تم نے مان لی کہ سُورج مشرق سے ہی نکلے گا۔
کیا میں اِس بات سے انکار کرتا ہُوں کہ کائنات کی ہر شے مثلاً چاند،
سُورج زمین اور اس کے اجزاء ترکیبی کسی خاص فارمُولے پر کام نہیں کرہے۔

marfat.com

تم یقیناً مادی اور طبیعاتی قوانین کو اٹل سمجھتے ہو
لیکن میں پھر کیا نہیں مانتا
تم گاڑی کی ہوا نکال کر گاڑی چلانا چاہتے ہو
وہ کس طرح ؟

تم بنانے والے کے معاشی قوانین کو نہیں مانتے، معاشرتی قوانین میں ترمیم چاہتے ہو، نئے وضعداری قوانین وضع کرتے ہو، نتیجتاً خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، نظامِ سرمایہ داری وجود پاتا ہے، سوشلزم اور کمیونزم پیدا ہوتا ہے۔

ہم سوسائٹی کے حالات کے مطابق تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔
پھر مجھے گاڑی کی ہوا نکال کر چلانے کا تجربہ کرلے سے کیوں روکتے ہو
اسلام کے معاشی قوانین قابلِ عمل نہیں
کیا معاشی قوانین کو دوسرے تمام قوانین کے ساتھ عمل کرکے کبھی آزمایا بھی ہے ؟

اور کونسا قانون نہیں مانا

معاشرتی قانون —— فرض کرو کہ امریکہ میں روزانہ قتل کا اوسط ۱۰ آدمی ہیں، پاکستان میں تین آدمی، ہندوستان میں چار آدمی روزانہ قتل ہوتے ہیں —— آخر کیوں —— کس قصور پر —— قاتل کو سزائے موت کیوں نہیں دیتے۔

سزائے موت انسانیت پر دھبہ ہے بہتان ہے اس کی عظمت پر۔
کیا وہ سزائے موت نہیں جو قاتل اوسطاً ۱۰ عدد امریکہ میں روزانہ

marfat.com

دیتا ہے ، ۳ عدد پاکستان میں۔ اور ۴ عدد ہندوستان میں وہ
بھی بے قصور اور امن پسند شہریوں کو

جب افراد ساتھ رہیں گے تو اختلاف پیدا ہونگے۔
اختلاف رائے کا مطلب قتل نہیں ، آنکھوں سے پردہ ہٹاکر دیکھو کہ تم انفرادی طور پر قتل کی آزادی دیتے ہو جس طرح اظہارِ رائے کی آزادی دیتے ہو اور قاتل کو سزائے موت سے تحفظ دیکر قانون اور انصاف کے معنے تبدیل کر دیتے ہو ، اس طرح معاشرے میں مجرم کی گردن موٹی اور ہاتھ لاسنبے ہوجاتے ہیں — پھندا جس کسی کے بھی گلے میں فٹ آجاتا ہے ، وہ مجرم قرار پاتا ہے۔

وہ کس طرح

ایک آدمی بھوک سے چوری کرتا ہے ، یہ چوری کے حالات پیدا کرنے والے بھی مجرم ہیں ، محض چور مجرم نہیں ایک آدمی لالچ میں قتل کر دیتا ہے ، اُس کو معلوم ہے کہ قانون میں اس کو شبہ کا فائدہ مل سکتا ہے اور جرم ثابت ہونے پر بھی وہ چند دن سزائے قید کاٹ کر واپس آجائیگا ، قاتل کو مقتول اور اس کے لواحقین کی بے بسی کا علم ہوتا ہے ، کیا تم ان عناصر کو سزا دیتے ہو جو چوری کے حالات پیدا کرتے ہیں یا جنھوں نے ایسے قوانین ، شرح فیستے ، یا فیسیں رکھی ہوئی ہیں کہ ایک کمزور مظلوم کے لیے انصاف کا حصول ممکن نہیں۔

میرا مطلب ہے کہ چور اور قاتل کو وہی سزا دی جائے جو قوانینِ الٰہیہ

marfat.com

ہیں ورج ہے ، ان پر رحم ممکن نہیں ، لیکن چور اور قاتل کے ساتھ جو دوسرے لوگ بھی شریکِ جرم ہیں وُہ بھی قابلِ سزا ہیں تاکہ مجرم پیدا نہ ہوسکیں۔

تم کیا چاہتے ہو؟

دُنیا کو اس کے بنانے والے کے تمام ضابطوں کو پیشِ نظر رکھ کر چلایا جائے ، اس کے معاشی ، معاشرتی ، اخلاقی ، مذہبی اور فوجداری قوانین کو وُہی اہمیت دی جائے جو مادی اور طبیعاتی قوانین کو دی جاتی ہے ۔ ننانوے فی صد ضابطوں پر عمل کرکے دس فیصد پر بھی تجربہ کیا گیا تو سوسائٹی پٹاخے چھوڑ دے گی۔ جس طرح محض پلگ ڈھیلا ہونے پر گاڑی پٹاخے چھوڑ جاتی ہے ۔

اگر چور کو سزائے قید یا ہاتھ کاٹنے کی سزا دو تو اس کے ساتھ ہی حکومت وقت کو مجبور کرو کہ وُہ اسلام کے معاشی قوانین کا بھی نفاذ کرے ، روٹی ، کپڑا اور مکان ہر ذی نفس کا بنیادی حق ہے ، اسلام کے معاشی قانون کی الف ب ہے ۔

سرمایہ گن گن کر جمع کرنیوالوں کو بھی سزا دو ، وراثت نہ بانٹنے والے زکوٰۃ اَدا نہ کرنیوالے کو بھی سزا دو ، بلیک مارکیٹرز اور ذخیرہ اندوزوں کو بھی سزا دو کہ وُہ چور پیدا کرنے کے ذمّہ دار ہیں ـــــ اخلاقی ، معاشرتی اور فوجداری قوانین کا بیک وقت مکمل قوت کے ساتھ نفاذ کیے بغیر اسلامی قانون کے ناقابلِ عمل ہونے کا اعلان مت کرو ـــــ محض مادی اور طبیعاتی قوانین کو اٹل مت سمجھو ـــــ تمام

قوانینِ الٰہیہ اٹل اور لازم ہیں ۔ اسلام کے معاشی ، معاشرتی مذہبی اور دیوانی یا فوجداری قوانین بھی اسی پیدا کرنے والے نے بنائے ہیں ، جس نے زمین کی گردش ، سورج کی حرارت یا نظامِ شمسی کو تخلیق کیا ہے ۔

" کیا تم ایمان لاتے ہو کتاب کے بعض حصّے کا اور انکار کرتے ہو بعض حصّے کا ، پھر کچھ سزا نہیں اس کی ، جو کوئی تم میں یہ کام کرتا ہے ، مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن پہنچائے جائیں گے ، سخت سے سخت عذاب میں اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے کاموں سے " (قرآنِ کریم)

marfat.com

زمانے کی قسم

پانچ ہزار سال قبل جبکہ انسان مشینی طاقت سے آشنا نہ ہوا تھا
مصر کے حکمراں جوتس نے اپنی قوت اور اقتدارِ اعلیٰ کا مظاہرہ کرتے ہوئے
اپنے "غلاموں" کے ذریعے اہرام مصر تعمیر کرایا۔ کسی بھی قسم کے پہیئے کی مدد
کے بغیر قرہ کے چلچلاتے گرم ریگستان میں صرف انسانی طاقت کے ذریعے
تین سے لے کر پندرہ ٹن تک کی پتھریلی سلیں سطح زمین سے تین سو سے
لے کر چارسو فٹ کی بلندی تک اٹھائی جاتی تھیں ـــــ اس کام کے لیے ہر
تین ماہ بعد تقریباً ایک لاکھ "تازہ دم غلام مہیا کیے جاتے۔ اس طرح سالانہ
تقریباً چار لاکھ غلام اس تعمیر پر مامور تھے۔ تقریباً چارہزار مستری مسلسل ان
سلوں کو جوڑنے پر مامور تھے ـــــ ۲۰ سال بعد جوتس کا سب سے بڑا
اہرام مکمل ہوا تو اس کا انتقال ہوگیا جوتس کی حنوط شدہ لاش کو صندل
کے ایک بڑے بکس میں بند کیا گیا اس بکس کو ایک بڑے صندوق میں رکھا
گیا ان سب کو آخر میں اہرام کے شاہی کمرے کے اس خاص اندرونی

marfat.com

محفوظ حصّے میں منتقل کردیا گیا جو اسی مقصد سے تعمیر کیا گیا۔ بہت سے غلام اور لونڈیاں بے انتہا مال و متاع کے ساتھ زندہ اسی مقبرے میں جوپس کے ساتھ دفن کردی گئیں تاکہ وُہ مُردہ جوپس کی نگہبانی اور خدمت کے لیے موجُود رہیں۔

شی ہوانگ ٹی جس کو عظیم شی بھی کہا جاتا ہے، چین کا سب سے طاقت وَر بادشاہ گزرا ہے، ایک طرف اس کو تاتاری اور منگولوں کے بیرُونی حملے کا سامنا تھا اور دُوسری طرف اندرُونی خلفشار اور بے چینی تھی۔ عظیم شی نے چین کو بیرُونی حملوں سے محفوظ کرنے کے لیے چین کے شمالی سرحد کی جانب ایک دیوار تعمیر کرنیکا حکم دیا جو ۲۵ فٹ چوڑی اور ۳۰ فٹ اُونچی تھی۔ اس عظیم کام میں لاکھوں چینی باشندے چیونٹیوں کی طرح جوت دیے گئے، چین کا ہر تیسرا باشندہ اس دیوار کا مستری تھا یا مزدُور۔ ان مزدُوروں سے غُلاموں کی نسبت بدتر سلُوک کیا جاتا، جب کوئی مزدُور اپاہج ہوجاتا یا کام نہ کرسکتا، اس کو دیوار میں مصالحے کے ساتھ چُن دیا جاتا مؤرخین کے مطابق تقریباً دس لاکھ افراد نے اس عظیم دیوارِ چین کی تعمیر کے لیے اپنی جان دی، جس کی وجہ سے اس دیوار کا دوسرا مشہور نام "دیوار خُون" ہے، وُہ دیوار جس کو بظاہر چینی قوم کی تاتاریوں سے حفاظت کے لیے بنایا گیا تھا

درحقیقت چینی قوم کے لیے مَوت کا پیغام ثابت ہُوئی، جو عظیم شی ہوانگ ٹی کے اقتدارِ اعلیٰ کا نشانہ بن گئے۔

ایڈولف ہٹلر نے ۱۹۳۲ء میں ۱۳۰۴ ملین ووٹ حاصل کرکے انتخابات

میں تاریخی کامیابی حاصل کی، لیکن اپنی طاقت کا مکمل ترین مظاہرہ کرنے کی خاطر حکومت وقت کے ساتھ شرکت میں اقتدار بانٹنے سے انکار کر دیا اور مکمل بلا شرکت غیرے اختیارات کا مطالبہ کیا، بالآخر جون ۱۹۳۳ء کو بحیثیت چانسلر منتخب ہوکر اس نے اپنے ملک کو فوراً یہودیوں کی دست برد سے نکالنے کا فیصلہ کیا، اپنی طاقت کے بل بوتے پر اُس نے براہ راست کمیونسٹ اور سوشلسٹ طبقہ کے خلاف بھی راست اقدام کیا، چرچ اور پریس پر بھی پابندیاں عائد کردیں، جون ۱۹۳۴ء میں ہٹلر نے ایسے بے شمار نازی لیڈروں کو بھی نکال دیا جو حکومت کے لیے مددگار ثابت ہوسکتے تھے، اس کے بعد ہٹلر نے جرمنی کو" لیگ آف نیشنز" سے علیحدہ کر کے ملک کو مسلح کرنا شروع کردیا اسی عمل میں یکطرفہ طور پر مُعاہدہٴ واسائی سے علیحدگی اختیار کرلی۔ ہٹلر کی اس مکمل طاقت کے حصول کی خواہش پر ان اقدامات کے نتیجہ میں دُوسری جنگِ عظیم ہوئی جس میں لاکھوں بے قصور افراد ایک شخص کے حصُول اقتدار کی بھینٹ چڑھ گئے۔ ۱۹۳۴ء میں ہی ہٹلر نے صدر ہنڈنبرگ کی موت پر صدارت اور چانسلر کے اختیارات کو ضم کردیا۔

مغل بادشاہ شاہجہاں نے ہندوستان کے بہترین داعوں کی مدد سے تاج محل تعمیر کرایا جو سترہ برس میں مکمل ہوا، کہا جاتا ہے کہ تاج محل کی تعمیر میں نصف ایشیا سے بہترین سنگِ مرمر منگایا گیا، تاج محل کا دروازہ جمنا کے سامنے ایک سو فٹ اونچا ہے اس دروازے کے ہردو طرف مینار ہیں، جن میں ۲۹ ستون ہیں۔ ۹۷۰ فٹ لمبی سُرخ پتھر سے بنائی

marfat.com

گئی بارہ دری ہے جس کو ۶۴ فٹ چوڑی دیوار سے سہارا دیا گیا ہے۔
بارہ دری کے مغرب میں ایک مسجد ہے جو ایسے سنگ مرمر سے تعمیر
کی گئی ہے جس کی چمک پر شیشے کا گماں ہوتا ہے، جو مسجد کے درمیانی
مینار میں نصب ہے اس کے علاوہ ایک ۳۰ فٹ اونچا برآمدہ ہے، جو
کسی بھی عیب سے مبرا، سفید سنگ مرمر سے بنایا گیا۔ ان کے ستونوں پر
اس قدر ماہرانہ نقاشی کی گئی ہے کہ اس میں بنائے گئے پھولوں میں چھوٹی
چھوٹی پھولوں کی رگیں تک واضح ہیں۔ مقبرے کے وسط میں ملکہ کی قبر
ہے۔

۱۱۵۵ء میں مشہور منگول چنگیز خاں نے متفرق قبائل کو اس طرح
جمع کیا کہ ان کو ایک طاقت ور قوم بنا دیا، اسی اثناً میں چنگیز خاں کو
دنیا خطرناک ترین فاتح تصور کرنے لگی، اس کی موت کے وقت اس کی
حکومت ۲۸ اقوام اور ۳۲ ممالک اپنے دائرہ اختیار میں سمیٹ چکی تھی
جو ایشیا اور یورپ تک مشتمل تھے ـــــ جب اس کے بڑے بیٹے کابلی
خان (ہلاکو خان کے نام سے مشہور) نے بغداد پر حملہ کیا تو وہاں کے
۲۰ لاکھ شہریوں میں سے صرف چند اپنی جانیں بچا سکے۔ بغداد پر ہلاکو خاں
کا یہ حملہ خلیفہ مستعصم باللہ کے وزیر اعلیٰ ابن العلقامی کی شہ پر کیا گیا، جو
خود عرب خون کے اتنے بڑے ضیاع کا سبب بنا۔ ابن العلقامی نے بھی
یہ ناپاک منصوبہ حصولِ اقتدار کے لیے اختیار کیا تھا۔

سکندرِ اعظم نے ۲۰ سال کی عمر میں یونان کا تخت سنبھالا، اس
کی شدید خواہش تھی کہ وہ یونان کو دنیا کی عظیم ترین قوت بنا دے، شام

marfat.com

اور مصر کو فتح کرتا ہُوا ، وہ ایران میں آربیلا کے مقام تک پہنچ گیا اپنی فاتحانہ عظمت کے سامنے وہ ہر رُکاوٹ کو کچلتا ہوا نکل جاتا تھا ، رات کو نیند لیتے ہُوئے بھی وہ اپنی تلوار تکیے کے نیچے رکھ کر سوتا۔ اس کا خیال تھا کہ یُونانی قوم کو دُنیا پر حکمرانی کا پیدائشی حق حاصل ہے، کیُونکہ ذہانت اور بہادری میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے ، سکندرِ اعظم ارسطو کا شاگرد تھا ،

قابیل نے قوّت جتانے کے لیے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔ یہ دُنیا کا پہلا انسانی خون تھا۔۔۔ فرعون نے اپنی طاقت کو قائم رکھنے کے لیے اپنے مشیروں اور نجومیوں کے مشورے سے بنی اسرائیل میں پیدا ہونیوالی ہر نرینہ اولاد کو قتل کا حکم دیا اور عورتوں کو زندہ رہنے دیا۔۔۔ حضرت شعیبؑ کے لوگوں نے اپنی حفاظت کے لیے پہاڑوں میں بڑے بڑے محل اور قلعے تعمیر کیے۔۔۔ قارون اپنے خزانوں کی چابیاں ۹۰۰ اونٹوں پر لے کر چلتا تھا۔۔۔ ابوجہل نے طاقت کے بل بوتے پر آنحضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مکہ چھوڑنے پر مجبور کیا اور آنحضورؐ نے مدینہ میں پناہ لی

"کیا تم ان میں سے کسی کو بھی دیکھتے ہو؟۔۔۔ یا ان کی معمولی سی آواز بھی سُنتے ہو؟" (سورہ مریم ۔ القرآن)

"قسم ہے زمانے کی کہ ہر شخص خسارے میں ہے، علاوہ ان کے جو ایمان لائے اور نیک کام کیے، حق کو پھیلانے کی کوشش کی اور صبر اختیار کیا"۔۔۔ (سورۃ والعصر، القرآن)

marfat.com

اِسلام کو چھپاؤ

ورنہ بغاوت پھیل جائے گی

دوستو! مجھے سجدہ کرتے ہوئے احساسِ گناہ ہوتا ہے، مَیں محسوس کرتا ہوں کہ بُرائیوں اور جھوٹ سے بچنے کی کوشش میں ایک اور جھوٹ بول آیا ہوں۔ صرف فرض نمازوں میں سَو بار سے زائد میں غلط وعدے کرتا ہوں، وہ کچھ کہتا ہوں، جو مَیں دل سے نہیں سمجھتا، اللہ سے اس کی تمام صفات کے ساتھ اس کی بڑائی کا اقرار کرتا ہوں، قرآنِ کریم کو سچی کتاب کہتا ہوں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جو پالنے والا ہے سارے جہان کا)

مَیں اپنی نماز اللہ کی ربوبیت کی صفت سے شروع کرتا ہوں، ربُّ العالمین نے سب سے پہلے انسان کو اس کی ماں کے پیٹ میں روزی دی، پھر ماں کے سینے کے ذریعے سامانِ پرورش مُہیا کیا، پھر جب انسان بڑا ہوگیا تو کیا اس کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا؟ یا نظامِ رزاقی حاجت روائی کا مکلف نہ رہا؟ جو نظام فرد کو روٹی نہیں دے سکا، کیا اس

marfat.com

نظام کے بنانے والے کو میں "رب العالمین" کہہ رہا ہوں، یا یہ وہ نظام نہیں جو "رب العالمین" نے انسان کو دیا!!!

دوستو! مجھے سجدہ کرتے ہوئے احساسِ گناہ ہوتا ہے، میں جانتے بوجھتے ہوئے حقائق کو چھپاتا ہوں، مجھے علم ہے کہ جب انسان بڑا ہوگیا تو اللہ نے اس کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑا، شانِ رزاقی کے یہ بالکل خلاف ہے کہ ابنِ آدم اس کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق زندگی گزار رہا ہو اور نظامِ رزاقی اس کی حاجت روائی کا مکلف نہ ہو، ماں کے بعد بھی پرورش و نگہداشت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا بلکہ خدا نے انسان کی روزی ایک نظام کے تحت اپنے ذمے رکھی ہے اور اس نظام کو چلانے کی جزوی ذمہ داری بھی انسان پر ہی رکھ دی، جو اشرف المخلوقات ہے، زمین پر اللہ کا نائب ہے۔

لا نسئلك رزقا نحن نرزقك والعاقبة للتقوى،

ہم آپ سے معاش نہیں چاہتے، معاش تو ہم آپکو دیں گے، بہتر انجام تو پرہیزگاری کا ہے،

دوستو! مجھے اقرار کرنے دو کہ میں بہت سے حقائق جانتے بوجھتے تم سے چھپاتا رہا ہوں، مجھے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد معلوم ہے کہ "ابنِ آدم کا بنیادی حق ہے کہ اس کے لیے ایک گھر ہو جس میں وہ رہ سکے، کپڑا ہو جس سے وہ جسم ڈھانپ سکے، کھانے کے لیے روٹی اور پینے کے لیے پانی ہو"

marfat.com

آج جب مَیں نے قرآنِ کریم کی مندرجہ ذیل آیت پڑھی، تو میرا ضمیر مجھے اور ملامت کرنے لگا، میرا احساسِ گناہ بڑھ گیا:

"نہ لو میری آیتوں پر مول تھوڑا اور مجھ ہی سے ڈرو اور مت ملاؤ صحیح میں غلط اور یہ کہ چھپاؤ سچ کو جان کر اور قائم کرو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور جھکو جھکنے والوں کے ساتھ کیا تم حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک بات کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو؟ اور تم پڑھتے ہو کتاب، پھر کیا سمجھتے نہیں ہو؟"

دوستو! مَیں تجارت پیشہ ہوں، حقوق اللہ پر پوری نظر رکھنے کی کوشش کرتا ہوں، مجھے معلوم ہے کہ تجارت اسلام میں پسندیدہ ہے لیکن میں تجارت نظامِ اسلام کے بجائے نظامِ سرمایہ داری کے تحت پسند کرتا ہوں، نظامِ سرمایہ داری فلاحِ سرمایہ کا نظام ہے اور نظامِ اسلام میں فلاحِ سرمایہ کے بجائے فلاحِ انسانی پیشِ نظر ہوتی ہے، جس کی وجہ سے تقسیمِ دولت بہت سے ہاتھوں میں کرنا پڑتی ہے اور چند ہاتھوں میں اتنا سرمایہ جمع نہیں ہوسکتا، جو قیمتوں کو کنٹرول کرے، اسٹاک کو حسبِ ضرورت روک لے، یا اشیا کی پیدائش کو ہی حسبِ خواہش کرے۔

یہ مَیں اچھی طرح جانتا ہوں کہ زکوٰۃ کا مطلب صرف اپنی دولت اڑھائی فیصد حصّہ دینا ہی نہیں ہے، بلکہ دولت کا درست طریقوں سے حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ وہ دولت جو مَیں نے درست طریقوں سے حاصل نہیں کی، اس میں میرا کوئی حصّہ نہیں اور اڑھائی فی صد کی ادائیگی

marfat.com

اس دَولت سے کرنا محض اللہ کے بندوں کو دھوکا دینا ہے ، اسلام کی تعلیمات کو چھپانا اور اپنی جیب بھرنا ہے ، واضح حدیثوں اور قرآنی آیات کی رُو سے مجھے اچھی طرح علم ہے کہ مخصوص حالات میں بانٹنے اور اپنا مال دُوسروں کو دے دینے کی حد ضرورت سے زائد سارا مال تقسیم کر دینے کی ہے ، یہاں تک کہ تم اپنا مال بانٹنے کے لیے نکلو اور کوئی لینے والا نہ رہے ۔

اسلام میں اگرچہ تجارت کی آزادی ہے ، لیکن رُوپے کا جمع کرنا غیر پسندیدہ ہے ، سٹہ کی ممانعت ہے ، ذخیرہ اندوزی ، زائد نفع حاصل کرنے کی نیت سے منع ہے ،

وراثت اور زکوٰۃ کے قوانین ہیں اور اِن سب کے علاوہ ملازمین کے حقوق اتنے زیادہ ہیں ، جس کی وجہ سے نہ صرف ارتکازِ دَولت ممکن نہیں رہتا ، بلکہ "خوُد سری" اور "انانیت" کو بھی تسکین نہیں ہوتی ، اس کے برعکس تجارت اگر سرمایہ دارانہ نظام کے تحت کی جائے تو بینکوں سے معمولی معاوضے پر اُدھار رقومات مل جاتی ہیں ، سٹہ کی بنیاد پر پیدائش اموال کے بغیر ہی غیر معمولی منافع حاصل ہوجاتا ہے وراثت کے لازمی قوانین کے بجائے اپنی پسند کے مہرے کو دَولت سونپی جاسکتی ہے اور سب سے بڑھکر ملازمین اور مزدُوروں کی قیمت مقرر ہے ، مثلاً دایاں انگوٹھا ضائع ہونے پر ۵۰۰/- رُوپے ، بائیں ہاتھ کا معاوضہ ۲۰۰۰/- رُوپے اور جان کی قیمت دس ہزار رُوپے مقرر ہے ، یہ رقم اَدا کرکے دُوسرا ہاتھ حاصل کیا جاسکتا ہے دُوسری جان خریدی جاسکتی ہے ، جس طرح مشین کا کوئی بھی پرزہ خراب

marfat.com

ہو جانے پر دُوسرا پُرزہ مقررہ نرخ پر حاصل کیا جاسکتا ہے، جب کہ اسلام میں مزدُور کے نقصان پر اس کے اہل و عیال کی ذمہ داری تاعمر اٹھانا پڑتی ہے۔

مَیں تسلیم کرتا ہوں کہ مَیں صرف اسلام کا نام لینا پسند کرتا ہوں لیکن تجارت نظامِ سرمایہ داری کے تحت کرنا چاہتا ہوں، اسلام میرے لیے گھاٹے کا سودا ہے۔

دوستو! مَیں مسمّی آفتاب، ایک جاگیردار ہوں، زمینیں اور جائیدادیں مجھے اور میرے باپ دادا کو وراثت میں ملی تھیں، درحقیقت انگریزوں کے دورِ سلطنت میں یہ جاگیریں اور خطابات ہمیں انگریز کی وفاداری کے صلے میں ملکۂ برطانیہ نے عطا کیے تھے، انگریزوں سے پہلے بھی جاگیریں ہمیشہ بادشاہِ وقت کے بہترین درباری اور مصاحب کو ہی عطا کی جاتی رہی ہیں، مَیں ذہنی طور پر اسلام پسند ہوں، نماز کی پابندی کرتا ہوں، لیکن اسلام کے تفصیلی مطالعے کے بعد مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام کے نفاذ سے مجھے اپنا معاشی مستقبل خطرے میں محسوس ہوتا ہے۔

برصغیر میں بڑے بڑے زمیندار جن کے قبضے میں لاکھوں ایکڑ زمین ہے، عموماً وُہ لوگ ہیں، جن کو بادشاہِ وقت نے ان کی فوجی خدمات کے پیشِ نظر بطور مدد معاش جاگیردار یا تعلقدار بنایا تھا، جس کا حاصل یہ تھا کہ ایک مقدار اراضی ان کے سپرد ہوتی تھی، جس کی پیداوار یا اس کے لگان کی آمدنی سے وُہ اپنا اور متعلقہ فوج کا خرچ اُٹھائیں یہ لوگ ان زمینوں کے قانوناً مالک نہ تھے، بلکہ صرف آمدنی سے نفع اٹھانے

marfat.com

کا حق رکھتے تھے ، طوائف الملوکی کے زمانے میں یہ لوگ خود زمینوں کے مالک بن بیٹھے ، اصل زمین اس وقت بھی سرکاری ملکیت یعنی بیت المال کی زمین تھی ، اس لیے آج بھی ایسی زمینوں کو ان کے قبضے سے نکال کر حکومت کی ملکیت قرار دیا جاسکتا ہے ۔

مندرجہ بالا زمینوں کے علاوہ بھی " ارض مباحہ " جس کا کوئی خاص شخص مالک نہیں ہوتا ، اس کی تین قسمیں ہیں ؛

(۱) غیر مملوک اراضی کی قسم اول جس سے کسی بستی کی ضروریات متعلق ہوں ، ان کا حکم یہ ہے کہ کسی بھی وقت کسی بھی شخص کا مالکانہ قبضہ و تصرف ان پر جائز نہیں ، نہ سلطانِ ملک خود ان کا مالک بن سکتا ہے نہ کسی دوسرے کو مالک بناسکتا ہے ، نہ کسی دوسرے کو بطور جاگیر دے سکتا ہے بلکہ وہ ہمیشہ باشندگان بلدہ کی مشترک اور عام ضروریات کے لیے مثل وقف کے محفوظ رہیں گی ، اِس طرح نمک وغیرہ کی کان ، سونے اور ہیرے کے مدفن ، تیل اور پٹرول کے چشمے ، خواہ کسی بستی کے قریب ہوں یا نہیں ، وہ بھی کسی مخصوص شخص کی ملک یا جاگیر نہیں بن سکتے ، نہ سلطانِ مسلم خود ان پر مالکانہ تصرف کرسکتا ہے ۔

(۲) اسلام میں غیر مملوک اراضی کی قسم دوم " ارضِ موات " ہے ، یعنی وہ غیر آباد زمین جو قابلِ زراعت نہیں ، اس کا حکم یہ ہے کہ امام یعنی سلطانِ اسلام سے اجازت لے کر جو شخص اس کو آباد کرے اور زراعت کے قابل بنائے وہی اس کا مالک ہوجاتا ہے ، اسلام نے زمینوں کو بے کار چھوڑنے اور ان سے پیداوار حاصل نہ کرنے کو بنی نوع انسان کے نفع کے خلاف

marfat.com

قرار دیا ہے اور دو سال تک زمین میں پیداوار نہ کرنے والا اس زمین کے حق ملکیت سے محروم ہوجاتا ہے۔

(۳) اراضی بیت المال وہ زمین ہے، جو کسی شخص کی ملکیت نہیں اور کسی بستی کی حاجاتِ عامّہ میں بھی شامل نہیں اور قابل زراعت بھی ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ وہ بیت المال کی زمین ہے، اس کی آمدن اور منافع ان لوگوں میں خرچ ہوگا، جن کا بیت المال میں کوئی حصہ ہیں، مثلاً، فقراء، مساکین، یتیم اور بیوائیں، غریب الوطن مسافر، بیمار اور اپاہج وغیرہ۔

بہرحال اراضی کی ملکیت ہونے میں ایک بات جس پر تمام علماءِ مذاہب متفق ہیں کہ جس شخص کے قبضے میں کوئی زمین یا مکان ہے، (بغیر کسی شرعی وجہ کے) اس سے اس ثبوت کا مطالبہ جائز نہیں کہ اس کے پاس یہ مکان کس طرح اور کہاں سے آیا، کیونکہ قبضہ علامتِ ملک ہے اور اس سے ظاہر یہی ہے کہ ملک کسی جائز طریقے سے حاصل ہوئی ہے، جب تک اس کے خلاف کوئی دلیل نہ ہو، اس طرح زمینداروں اور جاگیرداروں کو ملکیت کا احساس تحفظ تو بڑی حد تک حاصل ہے کہ کم از کم زمینوں کی حد تک تو ہم محفوظ ہیں، لیکن اپنی اپنی زمینوں اور جاگیروں پر ہم عملاً حکمرانی سے محروم ہوجائیں گے، موجودہ صورتِ حال اور قانون کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پولیس اور ملکی قوانین دراصل زمیندار، جاگیردار کی مرضی کے تابع ہوتے ہیں، اگر ہماری زمین پر کوئی قتل ہوجاتا ہے، تو عملاً ہم اس قدر طاقت ور ہیں کہ پولیس ہم سے پوچھے بغیر رپورٹ نہیں کرتی، بلکہ ہم سے ڈکٹیشن لے کر اپنی کارروائی کرتی ہے اور اس کی مطابقت میں ملکی قوانین

حرکت میں آتے ہیں، عام طور پر مزارعین اور معین آبادی کی بہو بیٹیاں زمینداروں کے تصرف میں رہتی ہیں اور اس پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ اسلامی قوانین کے تحت ہم کو سنگسار کرنے کا حکم ہے، میں زندگی سے محبت کرتا ہوں اپنے اقتدار کو پسند کرتا ہوں، اپنی زمین کو بے مول جاتے نہیں دیکھ سکتا، مانا مَیں مسلمان ہوں، لیکن میں مسلمان کے گھر پیدا ہونے کی وجہ سے مسلمان ہوں، میرا اسلام اختیاری نہ تھا اور نہ اسلام کا حقیقی وجود میرے فائدے میں ہے۔

دوستو! مَیں مسمّی آفتاب ایک سیاست دان ہوں، ذہنی طور پر مذہبی ہوں، نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی پابندی کرتا ہوں، لیکن خاموشی سے جب میں اپنا تجزیہ کرنے بیٹھتا ہوں تو مجھے اپنی نماز روزہ بھی سیاست نظر آتی ہے، فیصلہ مَیں آپ پر چھوڑتا ہوں کہ مَیں حقیقتاً کس قدر مذہبی ہوں یا مذہب محض ایک لبادہ اور ڈھونگ کے طور پر مَیں استعمال کر رہا ہوں

اسلام کے مطالعے سے مجھے معلوم ہُوا کہ سیاست پیشے کے طور پر اختیار نہیں کی جاسکتی، مَیں پارلیمنٹ میں حزب اختلاف کا ممبر ہوں اور مجھے حکومت سے باقاعدہ تنخواہ ملتی ہے، سیاست میرا پیشہ بھی ہے، اگرچہ اس پیشے کو اختیار کرنے کے لیے خدمت کے نعرے لگانا ضروری ہے، لیکن ایک دکاندار بھی تو گاہک کی خدمت کرتا ہے، اسکو اشیا مہیا کرتا ہے اور اپنا نفع حاصل کرتا ہے، دکانداری اس کا پیشہ ہے، خدمت اس پیشے کا ضروری حصہ ہے، اسی طرح سیاست میرا پیشہ ہے اور خدمت کا نعرہ میرے پیشے کا ناگزیر حصہ۔ اگر سیاست پیشے کے طور پر اختیار نہیں

marfat.com

کی جاسکتی تو سیاست ہی اسلام کے نفاذ سے معدوم ہو جائے گی اسلام میں مجلس شوریٰ یا پارلیمنٹ کے انتخاب میں نمائندہ خود اپنے کو پیش نہیں کرسکتا، جب کہ مَیں نے انتخاب میں نہ صرف خود اپنے آپ کو پیش کیا، بلکہ گلی گلی اور نکڑ نکڑ اپنی تعریف کی، دُوسروں کی بُرائی کی اور اس مہم کے سلسلے میں بڑی معقول رقم خرچ کی، اسلام کے انتخابی منشور کی رُو سے نہ صرف مَیں اپنے آپ کو پیش کرنیکا حقدار نہ تھا، بلکہ اپنے مُنہ سے اپنی تعریف بھی نہیں کرسکتا تھا، اپنے مخالفین کی بُرائی بھی نہیں کرسکتا تھا کہ وُہ غیبت یا بہتان ہے اور اس مہم پر خرچ بھی نہیں کرسکتا تھا، لہذا میرا انتخاب قطعی غیرقانُونی اور اسلام کے اصُولوں کے خلاف ہے، مجھے یہ اچھی طرح علم ہے کہ میری عمومی خدمات یا علمی قابلیت اس معیار کی نہیں کہ مجھے اس طرح کے انتخابات کے بغیر محض صلاحیتوں کی بنا پر پارلیمنٹ کا ممبر نامزد کردیا جاتا، میرا انتخاب اور میرا پیشہ یعنی سیاست محض موجُودہ طرزِ حکومت کا مرہُونِ منت ہے،

مَیں نے آپکو بتایا ہے کہ میں پارلیمنٹ میں "حزبِ اختلاف" کا ممبر ہُوں آپ نہیں جانتے، بعض اوقات "حزبِ اختلاف" محض اپنا مُنہ بند رکھنے کے لیے ایسے فوائد حزبِ اقتدار سے حاصل کرلیتا ہے، جوخوُد حزبِ اقتدار والے حاصل نہیں کرسکتے، اسلام میں مستقل حزبِ اختلاف کا بھی وجوُد نہیں، اسلام میں اختلافِ رائے تو ممکن ہے بلکہ احسن ہے لیکن مشورے سے جو بات طے ہوجائے اس پر ساری مجلسِ مشاورت کا اتفاق اور یگانگت کے ساتھ عمل کرنا ضرُوری ہے، اسلام میں پیشہ ور

marfat.com

حزبِ اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے الفاظِ دیگر اسلام کسی ایسی جماعت کی ہمت افزائی نہیں کرتا، جو محض کیڑے نکالنے، عوام میں بددلی پھیلانے اور کام کرنے والے کے لیے مستقل ہمت شکنی کا باعث ہو، اسلام میں سوسائٹی کا ہرفرد حزبِ اختلاف کا ممبر ہوتا ہے، وہ قوانین کے سہارے عدالت جاسکتا ہے، خلیفہ وقت سے اپنا حق طلب کرسکتا ہے، اپنے نمائندے کو جھنجوڑ سکتا ہے، لیکن ہمہ وقت برائیاں نکالنے کا معاوضہ طلب نہیں کرسکتا، یا اسے پیشے کے طور پر اختیار نہیں کرسکتا، میں سیاست داں ہوں، مجھے علم ہے کہ نظامِ سرمایہ داری اور نظامِ اشتراکیت دونوں اسلام کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہیں، ہم نے علمائے اسلام کو ان کی کم علمی کی بنا پر اشتراکیت کے نام سے "الرجک" کرکے نظامِ سرمایہ داری کو اسلام کے ہم پلہ قرار دینے پر مجبور کردیا، کیونکہ،

(i) میں بلا سود بینکاری کے ذریعے پرانے سرمایہ داروں کو روپیہ فراہم کرنے کی پالیسیاں اختیار کرنا چاہتا ہوں، تاکہ امارت وغربت کا فرق بھی قائم رہے اور اسلام بھی۔

(ii) میں صرف عشر وغیرہ وصول کرکے زمین کے حق ملکیت کو چھیڑنا نہیں چاہتا تاکہ جاگیردار اور مزارعین بھی باقی رہیں اور اسلام بھی۔

(iii) مجھے علم ہے کہ اسلامی معیشت اجتماعی کفالت کی ذمہ دار ہے اور حکومتِ وقت کے لیے ضروری ہے کہ وہ عوام کی جملہ ضروریاتِ زندگی مثلاً روٹی، کپڑا، مکان، علاج، تعلیم اور عدل و انصاف بلامعاوضہ ہر ضرورت مند کو مہیا کرے، لیکن یہ دولت اور طاقت کا زمانہ ہے،

marfat.com

فرعون اور قارون مختلف ناموں سے سامنے ہیں ، مَیں اُن کا درباری ہوں ، مجھے میرا حصّہ مل جاتا ہے ، اگر بنی اسرائیل کو زندہ دفن کیا جاتا ہے تو میرا کیا نقصان ہے ۔ میری قوم لٹتی ہے تو مَیں کیا کروں ۔

(۱۷) مجھے علم ہے آنحضورؐ نے کس طرح زندگی بسر کی ، خلفائے راشدینؓ اور آلِ علیؓ نے کس طرح مال و خون کی قربانیاں دیں اور اس کے بعد سے ہم مستقل بنی اسرائیل کی طرح عذاب میں مُبتلا ہیں ، لیکن مَیں موسیٰ بننے کی ہمت کیسے کروں ؟ میرے زمانے کے قارون و فرعون شاید بنی اسرائیل کے قارون و فرعون سے زیادہ طاقت ور ہیں اور پھر میرا محل کس قدر خوبصورت ہے ؟ میرا گارڈ کس قدر پُررعب ہے ، عوام کس قدر میری خوشامد کرتے ہیں ۔ ! ! !

دوستو ! مَیں ایک عالمِ دین ہوں ، دُنیا کو آخرت کی کھیتی کہتا ہوں لیکن مال و اسباب کے علم ، سائنسی و تکنیکی علوم کے حصول کو دین کے لیے غیر ضروری سمجھتا ہوں ، اس کی وجہ بھی وہ طویل دورِ غلامی ہے جو ہمارے آباؤاجداد نے بادشاہوں کی زیرِ سرپرستی گزارا ، کسی پیاسے کو پانی پلادینا دونفل کے برابر ثواب ہے ، لیکن مَیں نامعلوم وجوہ کی بنا پر اس سائنسدان کو جو سمندروں کا پانی میٹھا کررہا ہے تاکہ بنی نوعِ انسان پیکس اور مجبوری سے نجات حاصل کرے کوئی اہمیت نہیں دیتا ، یہ حدیث میرے سامنے ہے کہ " علم مومن کی کھوئی ہوئی پونجی ہے ، اسے جہاں پاؤ ، حاصل کرو " یا " علم حاصل کرو ، چاہے تمھیں چین جانا پڑے " ۔

اللہ نے دُنیا کو انسان کے فائدے کے لیے مسخّر کیا ، لیکن کسطرح

مسخر کیا اور کس طرح دنیا سے فوائد حاصل کیے جائیں، اس پر تدبر کو ہم نے کوئی اہمیت نہیں دی۔ مجھے اقرار ہے کہ اپنی عبادات میں اور حقوق اللہ کی ادائیگی میں ہم گزشتہ اُمتوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے، جن کی عمریں ہزار ہزار سال ہوتی تھیں، نہ ہی ہم اپنی عبادات میں فرشتوں کے ہم پلہ ہیں، جو ہر لحظہ عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ فرشتوں اور دیگر اُمتوں سے ہماری برتری حقوق العباد کی بنا پر ہے، لیکن پھر بھی ہم بندوں کے حقوق ادا کرنے کے تمام علوم مثلاً طبیعاتی سائنس، ڈاکٹر، سرجن، انجینئر زرعی سائنسدان، جوہری ماہرین کے علوم کو یا ان خدمات کے انجام دینے والے افراد کو مذہبی اور اسلامی خدمات تصور نہیں کرتے جس کی وجہ سے دین اور دنیا میں تفریق پیدا ہوگئی ہے، مذہبی علوم اور معاشرتی علوم مثلاً سیاست، نفسیات، معیشت میں بھی حدِ فاصل قائم ہوگئی ہے، ہماری اپنی پوزیشن کو مستحکم کرنے کے لیے یہ حدِ فاصل ضروری ہے۔ مجھے اقرار ہے کہ مومن کا ہر کام جو نیک نیتی کے ساتھ کیا جائے تو اجروثواب کا حامل ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی علم الابدان، علمِ نفسیات، علمِ طب و کیمیا اور دیگر جوہری علوم کو جو خالص انسانی بقاء اور خدمت کے لیے کیے جاتے ہیں، نہ معلوم وجوہات کی بنا پر مذہب کا حصہ قرار نہیں دیے گئے، ورنہ سمندروں کے پانی کو میٹھا کرنیوالا سائنسدان اپنے زمانے کا قطب شمار ہوگا۔ اگر تدبر اور نیک نیتی بنیاد ہو۔

مَیں نے قرآن کریم میں اللہ کے رب العلمین ہونے کے وصف کے بارے میں پڑھا ہے۔ مَیں نے قرآن کریم میں یہ بھی پڑھا ہے کہ ہم

marfat.com

آپ سے رزق نہیں چاہتے ، رزق تو ہم آپ کو دیں گے اور بہتر انجام تو پرہیزگاری کا ہے" میں یہ بھی محسوس کرتا ہوں کہ شانِ رزاقی کے یہ بالکل خلاف ہے کہ کوئی حاجت مند ہو اور نظامِ رزاقی اس کی حاجت روائی کا مکلف نہ ہو ــــــ لیکن وہ نظامِ رزاقی کیا ہے اور کس طرح اس کو صحیح معنوں میں رائج کیا جا سکتا ہے ــــ

میں علمِ معیشت سے ناواقف ہوں ، اصولِ سیاست سے نو علم ، سائنس اور تکنیکی معلومات میں میرا کوئی حصہ نہیں !! ــــــ اس دور میں کس طرح میں رہنما حیثیت مُسلّم کراؤں ، ــــ میں اس حدیث شریف سے واقف ہوں کہ ابنِ آدم کا بنیادی حق ہے کہ اس کے لیے ایک گھر ہو جس میں وہ رہ سکے ، کپڑا ہو جس سے وہ تن ڈھانپ سکے ، کھانے کے لیے روٹی اور پینے کے لیے پانی ہو ــــ میں سیاست دانوں اور سرمایہ داروں سے اس قدر متاثر ہوں کہ سوشلزم کے خوف سے ابنِ آدم کے بنیادی حقوق ، روٹی ، کپڑا اور مکان کی فراہمی کا مطالبہ بھی ، جو مذکورہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کو سوشلزم قرار دے چکا ہوں ، جو غیر اسلامی ہے ، میرا قصور میری کم علمی ہے ، لیکن اس کم علمی کی کئی وجوہات ہیں ، خلفائے راشدین کے بعد بادشاہتیں ظہور میں آئیں ، بادشاہت اور موروثی اقتدار کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ، مدارس ، درباروں اور شاہوں کے مرہونِ منت ہوگئے ، علم اور تحقیق کے راستے مسدود ہوگئے اور درباری بحثیں مثلاً کیا قرآن اللہ کا کلام ہے ہمہ ــــ مسائل فقہ اور نور بشر کے بارے میں مدارس ہمہ وقت مصروف رہنے لگے ، اسلام جو ایک

marfat.com

نکتہ پر مرکوز تھا، اکھاڑ پچھاڑ کا موضوع بن گیا۔ برِصغیر میں تو مذہب اسلام کی بیخ کنی اس طرح کی گئی کہ صوبائیت اور فرقہ واریت کی بو بھی اسلام کے نام کے ساتھ پیوست کردیگئی، مثلاً دیوبندی، بریلوی، تھانوی، مظاہری ندوی وغیرہ ـــــ مدارس کی سرپرستی حکومت کے بجائے نواب اور جاگیردار کرنے لگے، مدرسے کا طالب علم اپنی دو وقت کی روٹی کے لیے کسی نواب، جاگیردار یا کم ازکم میرِمحلہ کا منتظر رہتا۔ اس طرح ذاتی ملکیت کی حدود یا جاگیردارانہ نظام کے خلاف سوچنے کا تصور بھی محال ہوگیا، زمانہ تکنیکی اور سائنسی علوم میں ترقی کرتا چلا گیا، دولت کی فراوانی نسبتاً عام ہونے لگی، لیکن مذہبی علماء کم علمی کی بناء پر اور سائنس سے دُوری کی وجہ سے وہ منفعت حاصل نہ کرسکے، جو معاشرے کے عام افراد حاصل کرلیتے تھے، انھوں نے مذہب کی مزید بیخ کنی کرکے اسلام کو صوبائیت و فرقہ واریت سے بھی نیچے گرادیا اور انتہائی پست درجے میں لاکر محلہ دار کمیٹیاں قائم کریں، ہر محلے میں مختلف ناموں سے مزار ترتیب دیے گئے جہاں سے عوام کو فیوض حاصل کرنے کی تلقین کی جانے لگی۔

مَیں عالمِ دین ہُوں، مَیں خلوصِ نیت کے ساتھ اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرتا ہوں، اپنی ان مجبوریوں اور کمزوریوں کو آپ کے سامنے ظاہر کرتا ہُوں جو معاشرے نے ہم پر ظلماً رَوا رکھی ہیں، معاشرے نے ہمارے ساتھ ظلم کیا ہے اور ہم نے دانستہ یا نادانستہ طور پر اسلام کے ساتھ ظلم کیا ہے، مَیں اپنی کم علمی کا اعتراف کرتا ہوں، باوجودیکہ اسلام کسی نہ کسی حد تک عوام میں زندہ رکھنے کا سہرا بہرحال ہمارے سَر ہے۔

marfat.com

میں مسمّی آفتاب ایک ماہر معاشیات ہوں ــــــ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی بہترین معلومات کے مطابق جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا اور سچ کے سوا کچھ نہ کہونگا، علم معاشیات کا مختصر ترین الفاظ میں نچوڑ "مکمل تحفّظ روزگار" کا حصول ہے، ماہر معاشیات نے مکمل روزگار کے حصول کے لیے یہ لازمی قرار دیا ہے کہ مکمل تحفّظ روزگار کے حصول کے لیے ایسے طریقے وضع کیے جائیں، جو سوسائٹی کے زیادہ سے زیادہ افراد کے لیے زیادہ سے زیادہ تسکین کا باعث بن سکیں علم معاشیات کا ہر محقق اور طالب علم اپنی سوسائٹی کے مخصوص حالات کے پیش نظر ایسے بہترین طریقے اور وسائل دریافت کرنے کی فکر میں رہتا ہے کہ جو زیادہ سے زیادہ افراد کو زیادہ سے زیادہ معاشی فائدہ انسانی اقدار کو پامال نہ کرتے ہوئے پہنچا سکے۔ چوری ڈاکے کے ذریعے مال حاصل کرنے کی ترکیبوں سے ماہر معاشیات بحث نہیں کرتے، کیونکہ اس سے انسانی اقدار پامال ہوتی ہیں، انسان حصولِ روزگار کے لیے روزِ اوّل ہی سے کوشاں رہا ہے، ابتداء میں صرف "طاقت" ہی اس کے لیے حصولِ روزگار کا ذریعہ تھا، وہ اپنی طاقت کو مختلف طریقوں سے بڑھاتا رہا، جسمانی طاقت کے بجائے پتھروں کے اوزار استعمال کرنے لگا۔ لوہے کی ایجاد کرلی اور زیادہ طاقت کے حصول کے ساتھ زیادہ شکار بھی ہاتھ آنے لگا، انسان زیادہ وسائل کا مالک بنے لگا۔ یہ وسائل کے حصول کے ساتھ ہی انسانوں میں طبقاتی تقسیم بھی ہوگئی، انسانوں نے جانوروں کے شکار کے ساتھ طاقت کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے اپنے جیسے انسانوں کا شکار کرکے ان کی دولت اور وسائل کو لینا چاہا ــــ اس

طرح حفاظت کا تصور پیدا ہوا ۔ قبائل اور علاقائی تنظیمیں پیدا ہوئیں ، جن میں بعض افراد نے شکار اور مادی وسائل کے حصول کی ذمہ داری لی اور بعض افراد نے محض ان لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی جو مادی وسائل پیدا کر رہے تھے اور اس ذمہ داری کے عوض ان لوگوں سے مادی وسائل لیے ۔

مادی تحقیق اور ترقی کے ساتھ خدمات اور وسائل کا تبادلہ "کرنسی" سے ہونے لگا اور مال کے بدلے مال یا خدمت بطور معاوضہ کا تصور معدوم ہوگیا کرنسی کے اجراء نے ایک نئے طبقے کو جنم دیا ، جو نہ علاقائی حفاظت کی ذمہ داری اٹھانے کے لیے تیار تھا اور نہ ہی وہ پیداوار اور شکار کے ذریعے روزگار حاصل کرتا تھا ، بلکہ اس نے معاشی پیچیدگیوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور اپنے ذہن کو شاطرانہ طور پر استعمال کرتے ہوئے ، محض " کرنسی " اور پیدا شدہ مال کا کاروبار شروع کیا ، معاشرے میں کوئی بھی ذمہ داری قبول نہ کرنے کے باوجود اور کسی بھی قسم کے پیداواری عمل میں حصہ نہ لینے کے باوجود محض اپنی شاطرانہ طبیعت کی بنا پر یہ طبقہ " بندر بانٹ " میں مصروف ہوکر بیشتر کرنسی یا عوامل پیدائش کا مالک بن گیا ، اس طبقے کا نام " سرمایہ دار " پڑگیا اور یہ طبقہ محض اپنے سرمائے کے ذریعے مزدور کو یعنی عمل پیدائش کے براہ راست طبقے کو کنٹرول کرنے لگا ۔

اس نئے طبقے کو جنم لیتا دیکھ کر انسانی حقوق کے بعض مفکرین نے ملک کے وفادار اور حفاظت کرنے والے طبقے اور سرمایہ دار طبقے کے درمیان اس طرح فرق کی وضاحت کی .... ــــــــــ ارسطو نے کہا کہ انسان اور غلام میں فرق ہے ، شہریت کا حصول صرف انسانوں کا حق ہے ، جو اس جگہ سے

وفاداری اور ہمت کی بنا پر رہتا ہے ، اگر محض رہائش کو شہریت کے حصول کی وجہ قرار دے دیا جائے تو اسی زمین پر غلام بھی آباد ہیں اور غلام شہری نہیں ہو سکتے ۔ تجارت کا حق ، پیشے کا حق ، محض ایک معاہدے کے ذریعے بھی دیا جاسکتا ہے ، لیکن حق شہریت صرف انسانوں کو حاصل ہوتا ہے ، جن میں رُوح بدن کے تقاضوں پر حاوی ہو ، تجارت پیشہ اور ہُنرمند افراد نچلی سطح کے لوگ ہیں ، انکو حق شہریت حاصل نہیں ہو سکتا ، وُہ محض کارندے ہیں ——— بہرحال انسان طبیعت سے لالچی اور خود غرض ہے ، ارسطو نے کہا ، لوگوں نے سُنا ، لیکن نظامِ سرمایہ داری اپنی مخصوص بندر بانٹ پالیسی اور تجارت پیشہ افراد کے شاطرانہ ذہن کی وجہ سے پھلتا پھولتا رہا ۔ مادی وسائل چند ہاتھوں میں محدود ہوتے چلے گئے ، زیادہ سے زیادہ وسائل کم از کم افراد کے ہاتھوں میں منتقل ہوگئے ، ایسے افراد جن کا خود کسی طرح مادہ کی پیدائش میں براہِ راست حصہ نہیں تھا ——— علم معاشیات کو نظامِ سرمایہ داری کا ایک نیا عنوان ملا ، ایک چیلنج ملا ، جس پر ماہرینِ معاشیات متفکر ہوئے کیونکہ معاشیات کی منزل کے برعکس زیادہ سے زیادہ افراد وسائل سے بہرہ ور نہیں ہورہے تھے ، مادی وسائل کم از کم ہاتھوں میں محصور ہوکر سوسائٹی میں بھوک ، افلاس ، بیماری اور جہالت کو جنم دے رہے تھے ۔ انقلابِ فرانس کی صورت میں لاوا پھٹ نکلا ، بھوک اور بیماری کے مارے ہوئے لوگ بازاروں میں اپنا حق چھیننے نکل آئے ۔ بجھتے چراغ کی آخری لَو نے تیزی سے بھڑک کر آگ لگادی ——— سرمایہ داری کا مدمقابل کمیونزم وجود میں آگیا !

marfat.com

کیمونزم بھی بنیادی طور پر معاشیات کے ابتدائی اصول یعنی "مکمل روزگار" کے حصول کے لیے "پیدا" کیا گیا۔ بھوک، بیماری اور جہالت سے آلودہ طبقہ کسی بھی آسرے کے لیے بے چین تھا۔ اس کا سب سے بڑا مسئلہ بلکہ واحد مسئلہ بھوک اور بیماری سے نجات تھی۔ سیاست اور ووٹ کا حق پلیٹ فارم کا حق، حتیٰ کہ مذہب اختیار کرنے کا حق بھی اس دم توڑتی اور سسکتی مخلوق کے لیے جو بظاہر ابن آدم تھی بالکل بے معنی اور لغو بات تھی۔ اس موقع پر "تاریخ نے اپنے آپ کو دوسرے انداز سے دُہرایا اب یک معاشرے میں صرف سرمایہ دار طبقہ تھا، جو نہ رفاہی ذمہ داریاں پوری کرتا تھا اور نہ ہی پیدائش اموال میں حصہ لیتا تھا، لیکن وسائل روزگار پر معاشرے کی معاشی پیچیدگیوں کے باعث قابض ہوگیا تھا۔ اب ایک نئے طبقے نے جنم لیا، اپنے شاطرانہ ذہن سے چند نئی چالیں چلیں —— انقلاب فرانس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اور مزدوروں کا سرپرست اور مائی باپ بن کر سامنے آیا، سرمایہ دار کے ہاتھوں پستے ہوئے طبقے کی ہمدردیاں حاصل کیں اور ان کی کم علمی، جہالت اور بھوک سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے، عوامل پیداوار کا مالک بن گیا۔ سرمایہ دارانہ لوٹ کے بعد یہ لوٹ کا ایک نیا انداز تھا۔ ایک نیا طریقہ تھا، جس میں کسی بھی معاشی سرگرمی کے بغیر ہی تمام معاشی وسائل ایک دوسرے طبقے کے ہاتھوں میں چلے گئے۔ اگرچہ علم معاشیات بنیادی طور پر لوٹ مار اور چور بازاری کا علم نہیں، لیکن یہ لوٹ مار اس بھرپور انداز سے کی گئی کہ ماہرین معاشیات اس عمل کو بھی باقاعدہ درجہ دینے پر مجبور ہوگئے، اس نئے طبقے نے مکمل روزگار مہیا کرنے کے لیے افراد سے

مشینوں کی طرح کام لیا اور ان کے تمام دیگر انسانی حقوق مثلاً سیاست کی آزادی و آزادیٔ رائے یا ووٹ کا حق، پلیٹ فارم کا حق، اور مذہبی آزادی کو سلب کرلیا۔ مدتوں بھوک اور فاقوں کا مارا ہوا طبقہ اپنے ان حقوق کے لیے سوچ بھی نہیں سکا اور پیٹ بھرنے کے بعد جب ان کو اپنے دیگر انسانی حقوق کا خیال آیا تو اپنے سامنے اس قدر طاقت ور ہاتھ کو پایا جس سے لڑنا ان کے لیے ممکن نہ تھا ـــــ نتیجتہً روزگار کا گراف نظامِ سرمایہ داری سے بہتر تھا، لیکن حقوقِ انسانی کا گراف تقریباً معدوم ـــــ مجھے اعتراف ہے کہ کمیونزم علمِ معاشیات کی منزل کے خلاف انسانی اقدار کی مکمل پامالی کرتا ہے لیکن اکثر سرمایہ دارانہ معاشروں میں نظامِ سرمایہ داری جب حقِ روزگار سے محروم کردیتا ہے، وسائل پیداوار پر قابض ہوجاتا ہے تو زندگی کا حق بھی چھن جاتا ہے اور زندگی کے خطرے میں پڑ جانے کے بعد سیاست کا حق ووٹ کا حق، مذہب کا حق بے معنے ہوجاتے ہیں!

میں ماہرِ معاشیات ہوں ـــــ مجھے اپنی کم علمی اور کمزوری کا بھی اعتراف ہے ـــ میں نے اسلام کے اصولِ معاشیات کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے، جو میں آج تک اس وجہ سے نہیں کرسکا تھا کہ ہمارے اسکول اور یونیورسٹیوں میں "اسلام کے معاشی اصول" نامی کوئی باب کتابوں ہی میں نہیں ہے اور میں اس طرح قطعاً ناواقف رہا ـــــــــ اسلام سب سے پہلے انسان کے حقِ زندگی کو تسلیم کرتا ہے اور حکومت کو مکمل با اختیار بناتا ہے کہ عادلانہ تقسیمِ دولت، رزق، روٹی مکان اور لباس کی ان امور میں عادلانہ تقسیم کے لیے تمام اختیارات استعمال کیے جاسکتے ہیں ـ!

marfat.com

اور ابن آدم یعنی رعایا میں یہ تمام حقوق تقسیم نہ کرنے والی حکومت "رب العالمین کی نیابت نہیں کرتی، اسلامی حکومت کا دائرۂ اختیار عادلانہ تقسیم وسائل روزگار کے لیے اس قدر وسیع ہے کہ اگر کوئی شخص بھوکا اور ضروریاتِ زندگی سے محروم ہے تو حکومتِ وقت دوسرے شخص سے جس کے پاس اس کی ضروریات سے زیادہ ہے اور وہ شخص اختیاری طور پر اپنی فاضل دولت ضرورت مند کو دینے کے لیے تیار نہیں تو حکومتِ وقت زبردستی ان وسائل پر قبضہ کرسکتی ہے تاکہ تمام افراد کی " زندگی کا حق" انھیں مل جائے۔ زندگی کے حق کو تسلیم کرنے اور جاری کرنے کے بعد اسلامی نظامِ معیشت، انسانی اقدار کے دوسرے پہلوؤں پر بحث کرتا ہے اور اُن کو سیاست، ووٹ مشاورت، تجارت اور مذہب کی آزادی دیتا ہے ——

اسلام میں حکومت خود بھی ایک سرمایہ دار یا پیداواری یونٹ کی بڑی صورت ہوگی ہے جبکہ آزادیٔ تجارت کے اصول کی بنا پر چھوٹے چھوٹے بے شمار آجر آزاد معیشت کے تحت کام کرتے ہیں، آزاد مارکیٹنگ کی بنا پر ایک طرف خود آجر میں، دوسرے آجر کے ساتھ پیداوار کے اضافے اور کوالٹی کی بہتری کے لیے مقابلہ ہوتا ہے۔ دوسری طرف اگر آج کوئی "مونوپلی" یا "مونوپسنی" قائم کرے تو حکومتِ وقت اپنے پیداواری یونٹوں کے ذریعے انکا فوری تدارک کرسکتی ہے —— محنت کی مارکیٹ اگر کساد بازاری کا شکار ہوتی ہے اور پرائیویٹ آجر مزدوروں کی کم اُجرتیں یا کام کرنے کی سخت شرائط اور ماحول مہیا کرتے ہیں تو حکومت پبلک سیکٹر میں مزدوروں کی بھرتی کرکے ان کو کم از کم طے شدہ ادائیگیاں کرسکتی ہے —— اسلامی حکومت اپنے

marfat.com

پیداواری یونٹوں کی پیداوار کی پلاننگ کرنے میں مکمل خود مختار اور آزاد ہوتی ہے اشیا کی افراط و تفریط پر نظر رکھتی ہے، تفریط کا شکار اشیا کی فوری پیداوار کی جاسکتی ہے، اسی طرح قیمتوں کا تعین کرتی ہے۔ اسلامی حکومت میں پرائیویٹ آجروں کے لیے نفع کا بے اندازہ حصول بھی ممکن نہیں، جو ہر وقت حکومت کے پیداواری یونٹوں سے مقابلہ کرتے ہیں۔ حکومت ضرورت کے موقع پر قیمتوں میں استحکام پیدا کرنے کے علاوہ اپنی طرف سے قیمتیں حالات کے مطابق کم یا زیادہ بھی کرسکتی ہے، اگرچہ حکومتِ وقت کے احکامات "آرڈیننس" بھی وزن رکھتے ہیں، لیکن دیرپا اور مستقل توازن تجارت محض سپلائی اور ڈیمانڈ کے مروجہ قواعد کے مطابق ہی ممکن ہے، اس لیے حکومتِ وقت کے اپنے پیداواری یونٹ ہنگامی صورتِ حالات سے نمٹنے کے لیے مکمل تیار رہ سکتے ہیں ـــــــ اس طرح پبلک سیکٹر میں اسلامی معیشت کے تحت لازمی حصولِ روزگار کی وجہ سے پرائیویٹ آجر ہمیشہ حکومت کی نسبت بہتر شرائطِ ملازمت پیش کریگا، تاکہ اس کو مزدور اور محنت کا حصول ہوسکے۔ حکومت اور آجر کے درمیان یہ کھلا مقابلہ حکومت کے کارندوں کو بھی کمیونسٹ بلاک کے برعکس ہمہ وقت بہتر کارکردگی پر مجبور کریگا، ورنہ حکومت کا پیداواری یونٹ اگر پرائیویٹ پیداواری یونٹ سے کم پروڈکشن، کوالٹی یا نفع دے گا تو اس یونٹ کے سربراہ سے آسانی سے باز پرس ممکن ہے ـــ میں مستی آفتاب جو ایک ماہر علم معاشیات ہوں اقرار کرتا ہوں کہ آج تک خلفائے راشدین کے بعد سے اصولِ معاشیات کے اسلامی اصولوں کو اپنایا ہی نہیں گیا (محض ذاتی املاک کے موہوم نقصان کے خوف کی بناپر) وگرنہ

اسلامی نظامِ معیشت کے تحت فراہمیٔ رزق اور ضروریاتِ انسانی اسی طرح مُہیا ہوسکتی ہیں، جس طرح قدرت کی فیاضی سے ہوا پانی اور روشنی مُہیا ہوتی ہے ـــــــ مَیں مسمّی آفتاب دینِ متین کے ایک مُبتدی طالب علم کی حیثیت سے اقرار کرتا ہوں کہ اپنی دانست اور مطالعہ کی بنا پر مَیں نے جو کچھ کہا ہے دُرست کہا ہے، مجھے یہ خیالات اکثر پریشان رکھتے تھے، لیکن جب میں قرآنِ حکیم کی اس آیتِ مبارکہ کو پڑھتا تو مزید پریشان ہوجایا کرتا ہ "نہ لو میری آیتوں پر مول تھوڑا اور مجھ ہی سے ڈرو اور مت ملاؤ صحیح میں غلط اور یہ کہ چھپاؤ سچ جان کر اور قائم کرو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور جھکنے والوں کے ساتھ جھکو۔ کیا تم حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک بات کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو اور تم پڑھتے ہو کتاب۔ پھر کیا سمجھتے نہیں۔"

ان خیالات کو مَیں معاشرے میں عام بد دلی اور بغاوت کے خوف سے بیان نہیں کرسکتا تھا، خود اپنی تنگ و تر دامنی اور کمزوریوں کا احساس بھی تھا، مَیں خداوندِ کریم کا اس کے وصفوں اور ناموں کے ساتھ (مع وصفِ ربوبیت) اقرار کرتا ہوں اور ایمان لاتا ہوں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے سوا تمام طریقوں کو غیر اسلامی اور ناجائز تصور کرتا ہوں ۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ۔

کیا آپ کو معلوم ہے؟

بنی آدم کا بنیادی حق ہے کہ اس کو رہنے کے لیے مکان کھانے کے لیے روٹی اور پہننے کے لیے کپڑا حاصل ہو...... (حدیث نبوی)

ان احکام کو نافذ کرنے کی ذمّہ داری حکومتِ وقت پر ڈال دی گئی لیکن بعد میں ان احکامات کو فرقہ وارانہ فسادات اور تفریق پیدا کرکے پس پشت ڈال دیا گیا تاکہ ان احکامات پر عوام کی توجہ نہ جائے اور عوام کو آپس میں لڑا کر حکومت کی جاتی رہی۔

ہر فرد کو روزگار کا حصول حکومتِ اسلامی کی ذمّہ داری ہے۔ "جس کا کوئی ولی نہیں سُلطان اس کا ولی ہے"...... (حدیثِ نبوی) ہر فرد کا یہ حق ہے کہ اس کو روزگار حاصل ہو۔ اس کو چھوٹے چھوٹے ذہن کے لوگوں کے سامنے نوکری کا سوال نہ کرنا پڑے جو عظمتِ انسانی کے خلاف ہے بلکہ اگر نجی سرمایہ کار اپنی منفعت کے لیے چاہیں تو وہ حکومت سے بہتر معاوضہ ادا کرکے انہیں حاصل کریں

marfat.com

لیکن ایک کم از کم باعزت زندگی کی حد تک ضمانت کے لیے حکومت کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں۔

مزدور کی آنکھ، کان، ناک، ہاتھ، انگلی، انگوٹھا غرض ہر عضوِ انسانی کی ایک مقررہ قیمت ہے جو نظامِ سرمایہ داری میں LAW OF COMPENSATION قانون ادائیگی معاوضہ کے تحت آجر کو ادا کرنا ہوتی ہے۔ جس طرح کسی مشین کا پُرزہ ٹوٹنے پر وہ پُرزہ پیسے دے کر دوبارہ حاصل کیا جا سکتا ہے، اسی طرح وہ قیمت ادا کرکے نیا عضوِ انسانی حاصل کیا جا سکتا ہے، جب کہ اسلام میں انسانیت کا اکرام اوّلین حیثیت رکھتا ہے اور کسی عضو کے ضائع ہونے یا ناقص ہو جانے پر اس سے متاثرہ خاندان اور افراد کی مستقل ضرورت پیشِ نظر رکھنا ہوتا ہے۔

مفکرین سرمایہ داری مزدوروں کے لیے بہتر ماحول اور حالات مہیا کرنے کے حامی ہیں اور اس کے لیے آجر کو یا سرمایہ دار کو ترغیب دیتے ہیں کہ بہتر حالات سے مزدور کی قوتِ کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے، کیونکہ مقصود حقیقی مزدور کی فلاح نہیں بلکہ بہتر قوتِ کارکردگی EFFICIENCY OF LABOUR اور حصولِ دولت ہے۔ جبکہ اسلامی معیشت میں بھی پیداوار ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن اس کا مقصد مکمل روزگار کا حصول FULL EMPLOYMENT LEVEL یعنی فلاحِ انسانیت ہے۔

اللہ نے اپنے تعارف کی ابتداً ہی اس طرح کی ہے کہ "تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا" (سورۃ فاتحہ)۔ اللہ نے پیدا کیا اور ناسمجھ کیڑے کے لیے پتھر کے اندر بھی رزق کا اہتمام کیا جبکہ انسان کے لیے ایک نظامِ تقسیم رزق بنا دیا اور اس نظام کا اجراً اپنے خلیفہ انسان کے سپرد کر دیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ بیت المال سے لوگوں کی جملہ ضروریات کی کفالت ہو رہی تھی۔

marfat.com

تجارت پر اسلام نے افراد کو آزادی دی لیکن حکومت کو انہیں چیک کرنے کا اختیار دیا۔ ارتکازِ دولت کو سود کی ممانعت، زکوٰۃ، وراثت، صدقات کے ذریعے توڑا اور حکومت کو غلط سرمایہ کاری سے بچانے کے لیے افراد کو بھی سرمایہ کاری کا حق دیا تاکہ اگر افراد MONOPLY قائم کر لیں تو حکومت سرمایہ کاری کرے اور اگر حکومت سرمایہ کاری کرے تو افراد اس سے مقابلہ کریں اور حکومت اپنی صنعتوں کی من مانی قیمتیں وصول کر کے خواہ مخواہ کا نفع نہ ظاہر کر سکے، اس طرح COMPETITION مقابلہ کی حقیقت حاصل ہو سکے گی۔

مفکرین مارکسزم نے واضح طور پر سوشلزم کے بنیادی اصول یعنی بے سود نظامِ زر اور مساویانہ تقسیم زر اسلام کے نظامِ معیشت سے حاصل کیے۔

ہر طاقت تباہ کرتی ہے اور مکمل طاقت مکمل تباہی کا باعث ہوتی ہے۔

ALL POWERS CORRUPT AND ABSOLUTE POWER CORRUPTS ABSOLUTELY.

دُنیا کی تاریخ کا نچوڑ یہ مقولہ ہے۔ طاقتوں میں توازن جب کبھی بھی نظرانداز کیا گیا انسانیت تکلیف سے دوچار ہوئی۔ نظامِ سرمایہ داری نے دیکھا کہ امریکہ میں ایک طرف اناج کے جہاز سمندر برد کر دیے جاتے ہیں، دوسری طرف خود امریکہ کے بعض حصوں میں لوگ شدید غربت کا شکار ہیں۔ سی آئی اے کا وجود ہی صرف امریکہ کی دفاعی صنعتوں کو چلانے کے لیے ہے۔

چند سرمایہ داروں کی خاطر دُنیا میں مسائل پیدا کیے جاتے ہیں۔ فلسطین کا مسئلہ پیدا کر کے اسرائیل اور عرب دُنیا دونوں میں اسلحہ کی دوڑ صرف دفاعی صنعتوں کو چلاتے رہنے کا ذریعہ ہیں۔ ویت نامیوں کا خون حقیقتاً امریکہ کی مشینوں میں گریس کا کام کرتا رہے گا۔ کشمیر کے مسئلے پر پاکستان اور بھارت کے ستر کروڑ عوام کی محنت کا حصول ان

marfat.com

دفاعی صنعتوں کی بھینٹ چڑھتا ہے اور فلسطین کے نام پر عرب ریاستوں کے تیل کے مدفن حقیقتاً امریکہ کی تجوری میں ہیں۔ کوریا، قبرص حتیٰ کہ افریقہ کی چھوٹی سی ریاست انگولا جنم لینے سے قبل ہی سرمایہ داری کی بھینٹ چڑھ گئی۔

روسو سے قبل مذہب نے بتایا کہ انسان آزاد پیدا ہوا ہے۔ وہ فطرتاً نیک ہے SOCIAL CONTRACT کی بنیاد زبردستی نہیں بلکہ مفاہمت ہے۔

سوشلسٹ نظامِ معیشت کی طرح فراہمی ضروریاتِ انسانی اسلامی حکومت کے ذریعے اگرچہ بذاتِ خود مقصد نہیں END IN ITSELF لیکن اسلامی معیشت ان کی لازمی اور مستقلاً فراہمی کو اوّل ترین حیثیت دیتی ہے۔ حدیثِ نبوی کے مطابق افلاس انسان کو کُفر کے نزدیک تر کر سکتا ہے۔ خانہ کعبہ کی بنیاد رکھتے ہوئے جب حضرت ابراہیمؑ نے اہالیانِ مکّہ میں سے جو ایمان لائیں اور نیک عمل کرنے والے لوگوں کے لیے خوشحالی، فراخی رزق اور امن کی دُعا کی تو اللہ نے ان کو اصلاح کے طور پر بتایا کہ فراہمی رزق دُنیا میں ان لوگوں کے لیے بھی ہے جو ایمان نہ لائے۔ پیدائش کے بعد فراہمی رزق میں رکاوٹ رزاق کے خلاف ہے اور نظامِ سرمایہ داری سمیت ہر ایسا نظام جو افراد کی ضروریات کے حصول میں رکاوٹ ہو اسلام کے مزاج کے خلاف ہے۔

marfat.com

خداوندانِ مذہب کے نام

اے خداوندانِ مذہب

خدا کے بجائے لوگوں کو اپنی عبادت پر مجبور نہ کرو

بریلوی ، دیوبندی ، تھانوی ، کاندھلوی ـــــ

مذہب میں یہ صوبائیت کے بُت کیسے ؟

خدا ایک ، رسول ایک ، قرآن ایک

شیعہ ، سُنّی ، حنبلی ، شافعی ، مالکی

یہ تو علم کے موتی ہیں ۔ ان سے نفرت کی دیواریں تعمیر نہ کرو

" صراطِ مستقیم " ایک ہے

ہزار اندھیرے نہ پیدا کرو کہ لوگ ان اندھیروں میں گم ہوکر تم کو خدا بنالیں !

مسجدوں کو دُکانیں نہ بناؤ

مذہب کو پیشے کے طور پر استعمال نہ کرو ۔ یہ بُرا پیشہ ہے ۔

مجھے معلوم ہے

تم بھی میری طرح مجبور ہو

marfat.com

شہرت ، جاہ اور خوشامد کے بندے ہو
دراصل ہم سب گناہ گار لیکن بے قصور ہیں —— بے قصور گنہ گار !
ہم سب غلاموں کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں ہم سب اعلیٰ نسل کے غلام تھے ہم سب اعلیٰ نسل کے غلام ہیں
ہم سب اس وقت بھی غلام تھے جب انگریز ہم پر حکمرانی کرتے تھے.
ہم سب اُس وقت بھی غلام تھے جب مغلوں کی صورت میں حکمران تھے
ہم سب اُس وقت بھی غلام تھے جب بظاہر دنیا میں ہمارا طوطی بنو امیہ اور بنو عباس کی صورت میں بول رہا تھا.
اگر ایک کا کیا سب کی تقدیر ہو تو غلام ہی پیدا ہوتے ہیں۔ ! ! ! !
ہم بہترین درباری ہیں !
ہمارے بہترین دماغ ہماری حکمرانی کے دور میں بھی وہ قرار پائے ، جو بادشاہ کی بہترین چاپلوسی کر سکے
ہم نے طبقۂ رؤسا کو جنم دیا
ہم جاگیردار رہے
ہم مصاحب بنے ، وزیر بنے
فنِ خوشامد کو ہم نے کیسے کیسے نام دیے !
مَیں آج بھی غلام ہوں ، غلام نسل سے میرا تعلق ہے
تم آج بھی غلام ہو ، غلام نسل سے تمہارا تعلق ہے
تم خدا کے بجائے اپنی عبادت کرانا چاہتے ہو تو اس میں تمہارا بہت

marfat.com

زیادہ قصور نہیں

ہمارے باپ دادا یہی کرتے آئے ہیں کہیں خوشامدی اور کہیں خوشامد پسند۔

لیکن ــــ سنو

اگر یہ مذہبی دکانیں تم نے جان بوجھ کر کھولی ہیں تو انھیں توڑ دو ــــ اب تم آزاد ہو ــــ آزادی کو سمجھنے کی کوشش کرو ــــ خوشامد پسندی بند کرو ــــ مذہب کی تجارت بُری تجارت ہے۔

اگر تم نیک نیتی سے اپنی اپنی مسجدوں پر نئے نئے جھنڈے لہراتے ہو تو سنو ــــ دانا دشمن بیوقوف دوست سے بہتر ہے

اللہ کے بندوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے سے بہتر ہے کہ کوئی دُوسری راہِ تجارت اختیار کرو ــــ شیطان تمھیں دھوکہ دیتا ہے

مَیں سوشلسٹ نہیں

لیکن

مَیں جانتا ہوں کہ روٹی کپڑا اور مکان کی لازمی فراہمی سلطان وقت کی ذمّہ داری ہے

خداوندِ کریم "ربّ العالمین" ہے

اسلامی حکومت میں کسی کا بھُوکا رہنا "رب" پر تہمت ہے وہ حکومت اللہ کی نیابت نہیں کرتی

اگر امت کا پیٹ خالی ہے اور سلطان کا پیٹ بھرا ہوا ہے تو وہ سُلطان محمد صلعم کا پیروکار نہیں۔

marfat.com

اے "رب العالمین" کے ماننے والو
اگر غلامی کے دور میں کسی نے اسلامی تعلیمات پر سوشلزم کا پردہ ڈال دیا
تو تم اس پردے کو اٹھا کیوں نہیں دیتے ۔ تم لوگوں کو کیوں نہیں
بتاتے جو حکومت عوام کو بنیادی ضروریات فراہم نہ کرے وہ "غیر
اسلامی" حکومت ہے ، قطعاً غیر اسلامی حکومت!
" رب العالمین" کی نیابت کون کریگا ؟
کیا خداوند کریم من و سلویٰ اتاریں گے ؟
تم کو سوشلزم کے نام پر اس قدر الرجک کردیا گیا کہ تم اسلام کو چھوڑ
بیٹھے ۔ حقوق العباد کو بھول بیٹھے ہو ۔
تم اور میں دونوں غلامی کے دور کی پیداوار ہیں
سرمایہ داروں اور جاگیرداروں نے حسب معمول ہمیں تختۂ مشق بنایا ہوا
ہے ۔ ہمیں سوشلزم کے نام سے الرجک کر کے ہمارے حقوق غصب
کر لیے ۔ ہمیں عجیب انداز سے لوٹا ہے کہ ہم منزل بھی بھول گئے !!!
آپ محترم ہیں
آپ اپنی تعریف کے چکر میں نہ پڑیں
بڑائی اور تعریف صرف اللہ کے لیے سزاوار ہے
آپ قرآن کریم اور احادیث میں جو کچھ پڑھتے ہیں وہی امتِ محمدیہ کو
بتا دیں کہ غریبوں کو سرکاری خزانے سے امداد ملتی ہے ۔
آپ امتِ محمدیہ کو بتاویں کہ نظام سرمایہ داری اسلام کی جڑیں کھوکھلی
کر رہا ہے ۔ اسلام نجی ملکیت کا حق ضرور تسلیم کرتا ہے ، لیکن

marfat.com

ارتکازِ دولت سے نفرت کرتا ہے۔ آپ جمعہ کے خطبوں میں امتِ محمدیہ کو یہ بتائیں کہ قرآن کریم میں دولت جمع کرنے، اس کو گن گن کر رکھنے پر کیا کیا وعیدیں آئی ہیں۔

آپ اپنے علم کے مطابق بتائیں، حالات سے سمجھوتہ نہ کریں! آپ بتائیں کہ ایک سرمایہ دار کو مزید سرمایہ کاری کے لیے حکومت کا روپیہ فراہم کرنا غیر شرعی فعل ہے اس سے قارون اور فرعون وجود میں آتے ہیں، دولت کا چند ہاتھوں میں جمع ہونا روحِ اسلام کے خلاف ہے۔

آخر حکومت مزید سرمایہ کاری کے لیے ان ہاتھوں میں روپیہ کیوں نہیں دیتی جن کے پاس پہلے سے سرمایہ نہیں، ؟

اگر حکومت ان لوگوں کے ہاتھ میں روپیہ غیر محفوظ ہونے کے خدشے سے نہیں دیتی تو خود ہی سرمایہ کاری کیوں نہیں کرلیتی!

شاید اس سے نظامِ سرمایہ داری کو زک پہنچے گی؟

اے اللہ کی نیابت کرنے والو!

میں سچ کہتا ہوں کہ ہم اور تم بے وقوف بنائے جارہے ہیں، حکومت نئے نئے انداز سے صرف سرمایہ داروں کو ہی سرمایہ کیوں فراہم کرنا چاہتی ہے۔؟

حکومت خود بھی بے قصور ہے ــــ کتنی عجیب بات ہے؟

نظامِ سرمایہ داری کے جال نے حکومت کو بھی بینائی سے محروم کردیا ہے؟

آخر غیر سودی نظامِ بینکاری کو مزید سرمایہ کاری کے لیے کیوں نجی ہاتھوں میں دینے کے لیے رائج کیا جائے؟ حکومت خود کیوں سرمایہ کاری نہ

marfat.com

نہ کرے ــــ اگر رُوس کو منظم بل سکتے ہیں جہاں خدا کا تصور نہیں تو کیا اللہ والوں کی حکومت میں منظم نہیں بل سکتے ؟

ہم ہر روز نیا دھوکہ کھا رہے ہیں

اللہ سے ڈرنے والو

آپ حکومت کو مشورہ دیں اور عوام کو جمعہ کے خطبات میں بتائیں کہ اگر حکومت سُودی یا غیر سُودی نظام پر نجی ہاتھوں کو رُوپیہ اُدھار دینا بند کردے تو اسلام کو زک نہیں پہنچے گی، لیکن نظام سرمایہ داری کی کمر ٹوٹ جائے گی۔

اگر حکومت اپنا اُدھار دیا ہوا رُوپیہ لوگوں سے واپس لے لے تو سوشلزم آئے بغیر نوّے فی صد تجارتی اِدارے حکومت کی ملکیت میں چلے جائیں گے، جس کے فائدے سے پوری امت بہرہ ور ہوگی اور نجی حق ملکیت برقرار رہے گا۔

اپنا ادھار دیا ہوا رُوپیہ واپس لینا غیر اسلامی فعل نہیں ہے، لیکن اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے سرمایہ داروں نے نجی ہاتھوں کو مزید سرمایہ کاری کے لیے اُدھار نہ ملنے کو کمیونزم کا نام دیدیا ہے!

ہمارے ذہن غلام ہیں اور ہم بغیر سوچے حکم ماننے کے عادی ہوچکے ہیں۔ صاحبو! ذرا سوچیے!!۔

مذہب کے امینو !

امانت میں خیانت نہ کرو۔ دکان چلانے کے لیے تفرقے کے بیج نہ ڈالو ـــــ اگر معاشرہ نہ بدلا تو تم خود بھی ہمیشہ ہاتھ پھیلائے رہوگے

marfat.com

خوشامدی رہوگے، غلامی کا طوق اتار پھینکو، اپنے مرتبے کو پہچانو، تم قوم
کے حقیقی لیڈر ہو، راہبر ہو۔ قوم کو اندھیروں میں نہ ڈبوؤ کاش!
کاش تم نے قوم کو تفرقہ سے دُور رکھنے کی اہمیت کو سمجھا ہوتا،
اس آیت کو پڑھا ہوتا جس میں حضرت ہارُون علیہ السلام نے وقتی طور
پر قوم میں شرک تک گوارا کیا تاکہ تفرقہ نہ پیدا ہو اور حضرت موسیٰ کے
آنے پر اصلاحِ احوال ہوسکے۔

کیا قبر میں منکرنکیر حنفی، شافعی، مالکی یا اہلحدیث کے بارے میں
میں سوال کریں گے؟

کیا پل صراط کو پار کرنے کے لیے اپنا کسی خاص فقہ سے تعلق بتانا ہوگا؟

کیا اللہ تعالیٰ حضرت ابوحنیفہ یا حضرت امام مالک یا حضرت امام
شافعی کو ان کی تحقیق کی سزا دیں گے؟

آپ کو معلوم ہے ایسا نہیں ہو گا —— ہرگز نہیں ہو گا۔

پھر اس بےمقصد مباحث اور تگ و دو کا کیا حاصل!!

لوگوں کو زندگی گزارنے کا طریقہ بتائیے کہ وہ "آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً
وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً" پا لیں۔

ان کی دنیا اور آخرت دونوں کو جہنم نہ بنائیں۔

اگر یہ تجارت ہے تو بہت بُری تجارت ہے

اگر یہ ناسمجھی ہے تو دانا دشمن نادان دوست سے بہتر ہے۔

O

marfat.com

اسلام کی حقیقت

ہر طاقت اپنا اظہار اور شناخت چاہتی ہے اور عملی طور پر کرتی بھی ہے، یہانتک کہ کوئی اس سے بڑی طاقت اس کو روک دے، اس پر غالب آجائے یا اس کو کم حیثیت ثابت کر دے۔ بلکہ یہ کہنا بہتر ہو گا کہ کسی چیز کی شناخت اور اس کی حیثیت کا تعین اس شے کی طاقت کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ کائنات کے ہر ذرہ میں یہ اُصول کارفرما ہے۔ معمولی کیڑے سے لے کر بڑے بڑے طوفان صرف اس وقت تک حرکت میں رہتے ہیں جب تک درپیش ماحول اس کے مقابلے میں کمزور ہوتا ہے۔ بڑے بڑے طوفان ہوا کے مختلف دباؤ، زمینی ناہمواریوں اور وسعت کے آگے بالآخر دم توڑ دیتے ہیں۔

انسان نے بھی اپنی پیدائش کے بعد اپنی طاقت کے اظہار اور کائنات میں اپنی حیثیت کی شناخت اور تعین کی کوششیں شروع کر دیں۔ عقل، علم اور طاقت کے زور پر وحشی جانور، پُر ہیبت پہاڑ، اندھیرے سمندر اور خلا کے طویل فاصلوں پر کمندیں ڈال دیں۔ اس نے کائنات کے ذرہ ذرہ سے اپنا لوہا منوانا چاہا، لیکن اس نے محسوس کیا کہ اس کے ارادے تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لانے کے بعد بھی ٹوٹ جاتے ہیں۔ خود اس کے اپنے وجود نے اس کو بار بار اپنی بے بسی اور کمزوری کا احساس دلایا۔ اس کی پیدائش اس کے مشورے کے بغیر وجود پا گئی۔ صرف مرضی کے بغیر وجود ہی نہیں ملا، بلکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے والدین نے وہ قوت کون سی غذا سے حاصل کی

marfat.com

جو اس کی پیدائش کے لیے لازمی تھی، وہ غذا کون سی زمین میں پیدا ہوئی جو اس کی مادرِ زمین ہے، اس کی فصل کو کس نے پانی دیا، کس نے کاٹا اور پھر جس گھر، خاندان، ملک اور زمین میں اس کی پیدائش ہوئی ہر اختیار کے باوجود بھی وہ اس میں بے اختیار تھا۔

بے بسی اور بے اختیاری صرف پیدائش تک ہی محدود نہ رہی۔ اس نے پیدائش کے بعد اپنے وجود کے ساتھ ایسے ناگزیر مسائل پائے جو دن میں کئی بار اس کی قوت، اختیار اور تشخص کو چیلنج کرتے رہے۔ بھوک کا روگ اس کا پیدائشی ساتھی بنا؟ آخر یہ کیوں ممکن نہیں کہ اگر انسان ایک دو ماہ کھانا پینا نہ چاہے تو وہ ایسا کر سکے، ہر روز بار بار کیوں اس کو ایک خواہش اور احتیاج کے ہاتھوں ذلیل ہونا پڑتا ہے؟ آخر کیوں ہر روز ایک تعفن انگیز صورتِ حال سے دوچار ہونا ضروری ہے! انسان بہت خوشی سے ہر روز صبح گندگی کا منہ دیکھنا ہرگز پسند نہ کرے اگر کوئی دوسری طاقت اس کا وجود کنٹرول نہ کر رہی ہو۔ مُردگی ہے، کمزوری کی علامت ہے، بے اختیاری اور بے خبری کی طویل کیفیت ہے۔ آخر کیوں اس سے چھٹکارا ممکن نہیں؟ ہر روز کبھی بھوک کے ہاتھوں مضلات، کبھی بدبو اور تعفن انگیز ماحول اور غیر ارادی مُردگی، بے عمل اور بے اختیاری کیفیت نے بار بار سوچنے والے انسان کو بے بسی کا احساس اور دوسری بڑی طاقت کی شناخت کرائی۔ جس انسان میں فکر اور تدبّر کا مادہ جتنا زیادہ تھا اس نے کائنات میں اسی قدر عظیم طاقت کا وجود محسوس کیا۔ کم عقل انسان، وحشی جانور اور کیڑے مکوڑے فکر کی کمی کے باعث زمانے کے ہاتھوں بغیر تشخص کے مارے جاتے رہے۔ طبعی کیفیات کا "لازمی" ہونا ان میں کمزوری کا احساس پیدا نہ کر سکا۔

marfat.com

بے چارگی اور بے بسی صرف وجود تک ہی محدود نہ رہی، بلکہ انسانی ارادے ٹوٹتے رہے۔ وقت کے ساتھ وجود کمزور پڑتا گیا۔ تمام طبی سہولتوں اور بہترین ذہنی کاوشوں کے باوجود صحت قائم نہیں رہ سکی اور بالآخر زندگی جس طرح بے اختیاری طور پر آئی تھی، اُسی طرح بے اختیاری طور پر چلی گئی۔ موت نے انسان کو ہلا دیا۔ انسانی عظمت کو پھر چیلنج دیا، چلتے پھرتے وجود کو ساکت و جامد کر دیا۔ وجود مکمل طور پر موجود ہوتا ہے، اعضاء اسی ترتیب سے اپنی اپنی جگہ لگے ہوتے ہیں لیکن آنکھ دیکھتی نہیں، کان سُنتے نہیں، زبان بولتی نہیں۔ دل کو مصنوعی طور پر مشین سے حرکت دینے اور بار بار نیا خُون دوڑانے کے باوجود آنکھوں کی روشنی پلٹ کر نہیں آتی۔ انسان کا تعلق دُنیا سے خود انسان کی مرضی کے بغیر قائم ہوا اور انسان کی مرضی کے بغیر ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔

اسلام انسان کو اس کی اپنی حیثیت کی شناخت کے ساتھ اس نہ دکھائی دینے والی طاقت کی شناخت کراتا ہے جو پیدائش، دورانِ زندگی اور موت کی بے بسی میں بار بار سامنے آتی ہے اور ایک ایسا ضابطہ مہیا کرتا ہے جو انسان کو اس ان دیکھی طاقت کے ساتھ تعلق، انسانوں کے دوسرے اشیاء یا مخلوقات کے ساتھ رابطے کی بنیاد مہیا کرتا ہے۔ یہ ضابطہ انسان کو پیدائش کی حقیقت، روزانہ زندگی کے مسائل کے حل اور موت کے بعد کے حقائق کا علم دیتا ہے۔

اسلام میں اس طاقت کو "اللہ" کے نام سے پکارتے ہیں جو انسان کی پیدائش، زندگی کے نظم اور موت کی ذمّہ دار ہے۔ اسلامی عقیدے کے مطابق اللہ وہ ذات ہے جو تنہا تمام قوتوں کی مالک ہے، جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اس کو نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ جو کچھ

marfat.com

زمینوں اور آسمانوں میں ہے سب تنہا اس کی ملکیت ہے۔ کوئی اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔ وہ جانتا ہے جو کچھ پہلے ہو چکا یا آئندہ ہونے والا ہے اور اس کے علم کو دوسری کوئی چیز متعین یا محدود نہیں کر سکتی۔"

"کہہ دو اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔ اس کو نہ کسی نے جنم دیا نہ اس نے کسی کو جنا، وہ اکیلا کافی ہے ہر کام کو۔"

اسلام الہامی مذاہب کی آخری کڑی ہے۔ اسلام کی بنیاد وہی عقیدہ ہے جو انسان کے اندر فطری طور پر ودیعت کر دیا گیا ہے، یعنی اپنے پیدا کیے جانے اور ایک پیدا کرنے والی طاقت کا اقرار کرنا۔ انسان کی اپنی ذات میں متعدد نشانیاں معمولی سے معمولی فکر والے ذہن کے لیے بھی ایسی رکھ دی گئی ہیں کہ وہ خود اپنی ذات کے پیدا کیے جانے اور پیدا کرنے والی طاقت کا اقرار کرنے پر مجبور ہو جائے۔ پاگل انسانوں اور جانوروں یا دیگر بے عقل کائنات کو اس اقرار سے مبرا قرار دیا گیا ہے۔ اس عقیدے کو درست رکھنے کے لیے مختلف اوقات میں ہر جگہ پیغمبر بھیجے جاتے رہے تاکہ انسان اپنی ضد، کمزوری، جہالت یا بھول کی بنا پر اپنی شناخت، دوسری مخلوقات کی شناخت اور اس طاقت کی شناخت کو غلط ملط نہ کر دے جو پیدائش، نظام زندگی اور موت کی ذمہ دار ہے۔

اسلام کی بنیاد وہی کلمہ اور بنیادی عقیدہ ہے جو ہر پیغمبر کو دیا جاتا رہا، یعنی "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" (کوئی بھی الٰہ نہیں سوائے اللہ کے) کلمہ کا دوسرا حصہ "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ" (محمدؐ اللہ کے رسول ہیں) رسالت سے متعلق ہے۔ تمام گزشتہ پیغمبروں اور کتابوں کو سچا مانتے ہوئے محمدؐ کو آخری

marfat.com

پیغمبر ماننا ضروری ہے۔ نظامِ زندگی کے جملہ نکات اور دستورِ حیات کو قرآنِ کریم کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام کے طور پر محمدؐ پر نازل کیا۔ قرآنِ کریم محمدؐ کی تالیف یا تصنیف نہیں، بلکہ اللہ کا کلام ہے۔ قرآنِ کریم کے ذریعے نازل کردہ احکامات کے عملی صورت میں اتباع کے لیے محمدؐ پر ایمان اور ان کی اتباع کو لازمی قرار دیا گیا۔

اسلام کی نظر میں بنی نوع انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں۔ رنگ و نسل یا جغرافیائی حدود محض پہچان کی آسانی کے لیے ہیں۔ ہر شخص زبان سے اقرار اور دل سے شہادت کے بعد دائرۂ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور مسلمانوں کے درمیان بڑائی اور بزرگی کا معیار محض "تقویٰ" یا خوفِ خدا ہے۔ امارت، غربت، بلند نسبی، رنگ، زبان، جغرافیائی حدود کسی طرح بھی انسانوں میں فرق نہیں پیدا کرتیں۔

اسلام میں بنیادی طور پر دو عبادتیں ہیں جن کا اظہار مختلف طریقوں سے کیا جاتا ہے:

۱۔ فکر کی عبادت۔

۲۔ شکر کی عبادت۔

فکر کی عبادت:

قرآنِ کریم نے سب سے زیادہ ذکر فکر کی عبادت کا کیا ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ انسانی فکر اور تحقیق کے لیے بنایا گیا ہے۔ ر علم اور فکر کا منطقی نتیجہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" انسان کے ذہن میں پیوست ہو جاتا ہے۔ ایک لمحہ کی فکری عبادت کو ہزار سال کی بدنی عبادت

marfat.com

پر افضلیت حاصل ہے۔ اسی طرح اسلام کے نزدیک ایک عالم کو ہزار زاہدوں پر فوقیت حاصل ہے۔

فکر اور تحقیق ایک طرف انسان کو کائنات کی وسعت، قوت و حرارت کے لامحدود خزانوں کے ادراک کے ساتھ خود بخود اپنی کم مائیگی اور خالق کی قوت کا زیادہ سے زیادہ احساس دلاتی ہے اور دوسری طرف انسانوں کے لیے خوشحالی، وسعتِ رزق اور آسانیوں کے دروازے کھول دیتی ہے۔ فکر و تحقیق میں کمی انسانی عقل کو حضرت موسیٰؑ کی قوم کی طرح "آواز پیدا کرنے والے بچھڑے" کی عبادت پر بھی لگا سکتی ہے۔ انسانوں میں فرعون جیسے "خداوند" پیدا کر سکتی ہے، اس لیے اسلام میں بنیادی عبادت "فکر" ہے۔ یہ فکر اللہ اور رسُول کی پہچان کی حد تک فرض ہے۔ کلمۂ توحید پر دل سے ایمان اور زبان سے اقرار لازمی ہے۔

شکر کی عبادت:

عبادت کے اظہار کا واضح طریقہ شکر کی عبادت ہے۔ شکر کی عبادت کے مختلف طریقے اسلام نے بتائے ہیں۔ ان طریقوں پر عمل سے انسان دائرۂ اسلام میں ایک واضح شناخت حاصل کر لیتا ہے۔ شکر کی عبادت کے طریقوں میں بعض اظہارِ عبادت اسلام میں فرض (لازم) ہیں۔

۱۔ **نماز** : ہر روز اللہ کے حضور پانچ مرتبہ آنحضورؐ کے بتائے ہوئے طریقے سے شکر، اظہارِ بندگی اور حصُولِ مدد کے لیے ادا کی جاتی ہے۔ مُسلم اور غیر مُسلم میں واضح تفریق کرتی ہے۔ تمام بالغ ذی ہوش مسلمانوں پر فرض ہے۔

marfat.com

۲۔ روزہ : سال میں ایک ماہ اللہ کے حکم سے حلال اشیاء کو وقتِ مقررہ میں مسلمان استعمال نہیں کرتا۔ یہ عبادت طاقت رکھنے والوں پر فرض ہے۔ یہ صحت کا شکر ہے۔

۳۔ زکوٰۃ : سال میں ایک بار مقررہ سے زائد سرمایے پر ۲½ فیصد سالانہ ادائیگی ہر اُس مسلمان پر فرض ہے۔ جو مقررہ حد سے زائد سرمایہ رکھتا ہے۔ یہ مال کا شکر ہے۔

۴۔ حج : زندگی میں ایک بار صرف اس مسلمان پر فرض ہے جو اپنے وسائل سے سفر کی طاقت رکھتا ہو۔ حضرت ابراہیمؑ کی سُنّت ہے۔

ان فرائض کے علاوہ مسلمانوں کو اپنے زیادہ سے زیادہ اظہارِ بندگی کے طور پر اور خداوند کے بے پناہ احسانوں کے شکرانے کے لیے "حُسنِ سلوک" اور عفو و درگزر کی عبادت بتائی گئی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا میں بعثت کا بڑا مقصد "اخلاق کی تکمیل" تھا اور آپؐ بہترین اخلاق پر پیدا کیے گئے۔ کسی کا حق دبانے اور زمین پر فساد مچانے والے اسلام میں ہدفِ ملامت ہیں۔

اسلامی ریاست کی ذمّہ داریوں میں اہم ترین ذمّہ داری قیامِ امن، بلاامتیاز تمام شہریوں کو ضروریاتِ زندگی کی لازمی فراہمی شامل ہے۔ اسلامی حکومت کا کوئی شہری اگر ننگا، طبی امداد سے محروم، بھوکا یا جاہل رہ گیا تو سُلطانِ وقت قابلِ گرفت ہے۔ ضروریاتِ زندگی کی لازمی فراہمی کو یقینی بنانا اسلامی حکومت کی بنیاد میں شامل ہے اور حکومت کی اپنے فرائض کی بجاآوری حصولِ طاقت کا شکر ہے جو اللہ نے عطا کی ہے، کیونکہ اسلامی حکومت میں "اقتدارِ اعلیٰ" صرف اللہ کی ذات ہے اور حکومت اللہ کی نیابت کرتی ہے۔

marfat.com

نکر اور شکر کے ذہن سے اسلام نے اللہ کی ذات سے متعارف کرایا، انسانوں کو ان کے فرائض یاد دلائے اور فرائض کی بجاآوری کو بھی شکرانے کی حیثیت سے عبادت میں بدل دیا۔

" اللہ تعالیٰ تم کو عذاب دے کر کیا کریں گے اگر تم شکر ادا کرتے رہو اور ایمان لے آؤ۔ اللہ تعالےٰ بڑے قدر کرنے والے خوب جاننے والے ہیں۔" (النساء ۱۴۷)

marfat.com

محمدؐ

"کیا تمہارے دل میں محمد (صلعم) کے بارے میں شبہات پیدا نہیں ہوتے؟"

"کیا"

"یہی کہ آنحضور واقعی پیغمبر تھے، شاعر نہیں یا قرآن پاک اُن کی اپنی تحریر نہیں؟"

"یہ فکر تمہارا حق ہے"

"حق کس طرح ہے، مجھے تو کفر کا خطرہ ہے"

"حق اس طرح ہے کہ حضرتِ ابراہیمؑ نے بھی اگرچہ وہ پیغمبر تھے، اللہ تعالیٰ سے دوبارہ زندہ ہونے کے متعلق مزید یقین دہانی چاہی"

"پھر کیا ہوا"

"اللہ نے پوچھا کہ کیا تم کو مجھ پر یقین نہیں، حضرتِ ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ یقین تو ہے، لیکن مزید تشفی چاہتا ہوں"

"پھر کیا ہوا؟"

marfat.com

"اللہ نے ایک پرندے کے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا اور وہ سارے ٹکڑے دوبارہ مل کر حضرت ابراہیم کے سامنے پھر پرندہ بن کر اُڑ گئے آنحضورؐ کے پیغمبر ہونے کے بارے میں میری تسلی کس طرح ہو سکتی ہے۔

سب سے پہلے تم اچھی طرح اپنے آپ کو ٹٹول لو کہ آیا تم کھلے ذہن سے محض تسلی کے لیے عقل سے پہچان چاہتے ہو یا تمہارے ذہن میں کوئی ضد ہے کوئی تعصب ہے یا کسی خاص مکتبِ فکر سے متعصبانہ حد تک متاثر ہو۔

"ظاہر ہے کچھ شکوک تو ہیں جو کسی مکتب فکر کا نتیجہ ہیں، لیکن میں متعصب نہیں، بات محض دلائل اور کھلے دل سے ہوگی۔

محمدؐ کے بارے میں تمھیں کیا شبہ ہے:

"وہ شاعر تھے، اپنے وقت کے ہنرمند اور ذہین آدمی بس اور کچھ نہ تھے"

"تم ان کو شاعر بلکہ اچھا شاعر مانتے ہو:

"شاعر ہی نہیں بلکہ شاہِ تغزل یا POET LOURATE مانتا ہوں ان کے ہم عصر شعرا نے شعر کہنا چھوڑ دیا تھا، سورہ رحمٰن اور دیگر کئی سورتوں کا ترنم اور روانی عربی نہ جاننے والوں کو بھی حیرت انگیز طور پر متاثر کرتی ہے:

"کیا تم نے آنحضورؐ کا کلامِ پاک سے پہلے کا کلام پڑھا ہے یا سنا ہے؟

"قرآن پاک سے قبل کا کلام؟ نہیں وہ تو اُمّی تھے"۔
"کیا یہ کبھی ہُوا ہے کہ کوئی شخص جس نے کبھی کوئی شعر نہ کہا ہو، ایک دم شاہِ تغزل بن جائے، تم مجھے ان کی شاعری کے مدارج دکھاؤ کہ یہ ان کی ابتدائی شاعری ہے، اس کے بعد یہ فصاحت اور بلاغت کا دَور ہے"؟

"واقعی یہ بات تو طے ہے کہ آنحضورؐ کسی اسکول نہیں گئے، کسی سے سبق حاصل نہیں کیا، آپ نے بکریاں چرائیں اور پھر آپ یتیم بھی تھے، آپکی پرورش بھی کسی ادبی یا عالمانہ ماحول میں نہیں ہُوئی تھی یا آپ کسی حکمران کے گھر پیدا نہیں ہُوئے تھے"۔

"تم نے تو ساری وہ باتیں دُہرادیں جو مَیں کہنا چاہتا تھا، بغیر کسی کتب میں پڑھے، ادبی ماحول میں رہے بکریاں چَراتے چَراتے یہ کیسے ممکن ہے کہ آدمی ابتداء ہی سے شاہِ تغزل ہو جائے! قرآن کریم آنحضورؐ کا معجزہ ہے فن نہیں، وہ لٹریچر یا شاعری نہیں"۔

"قرآن کریم آنحضورؐ کا معجزہ ہے، اس کے علاوہ"

"آنحضورؐ نے یتیم گھرانے میں پرورش پائی، امّاں حلیمہ آپ کو دُودھ پلانے کے لیے ایسے وقت لے گئیں جب کوئی دُوسرا پیسہ دینے والے کا بچہ نہیں مل رہا تھا، لیکن پھر بھی ایسے حالات میں پرورش پاکر آپ میں حیرت انگیز خود اعتمادی تھی"۔

"خود اعتمادی ــــــ وہ کس طرح ــــــ کیا تم اس کو بھی معجزہ سمجھتے ہو"۔

"ایک بے سہارا شخص کے لیے اپنے حالات کو سنوار لینا ہی

marfat.com

بڑا کام ہے چہ جائیکہ وُہ یوں سوسائٹی سے ٹکرلے، جس سے اس سوسائٹی کی بنیادیں ہل جائیں اور معاشرہ بھی ایسا جو عقل اور ذہن سے کام لینا حرام سمجھے، محض روایات اور اعتقادات پر وہ دُوسروں کی جان کا پیاسا ہو۔"

"لیکن آنحضور کو اچھے ساتھی مل گئے تھے جس کی وجہ سے وُہ کامیاب ہوگئے۔"

"ایسے جاں نثار ساتھی بھی ان کا معجزہ ہیں، مجھے اور تمھیں اچھے ساتھی کیوں نہیں مل جاتے، یقین کرو کہ ان کے ایسے جاں نثار ساتھی بھی انکا معجزہ ہیں، وُہ ماحول آج کل کا ماحول بھی نہ تھا کہ شخصی آزادی یا آزادیٔ رائے قسم کا حق کسی مرد کو حاصل ہو، جاہل اور ضدی لوگوں سے صحیح بات کو منوانا شریف اور پڑھے لکھے لوگوں سے صحیح بات منوانے کی نسبت بہت مشکل ہے۔"

"لیکن خوُد اعتمادی' انداز بیان اور اچھے ساتھی پیغبری کی دلیل تو نہیں چرچل، لینن اور کئی دُوسرے لیڈر چھوٹے خاندانوں کی پیدائش تھے میں کہہ سکتا ہوں کہ آنحضور اچھے شاعر اور ادیب ہی نہیں بلکہ لیڈر بھی تھے۔"

"دیکھو بات کو بدلو نہیں ـــــ اگر تم ان خصوصیات کو دُہرانا چاہتے ہو تو یوں کہو کہ اُمی سے شاہ تغزل ایک دم ہوگئے، یتیم میں خوُد اعتمادی کی معراج بغیر کسی اِدارے میں ٹرینگ لیے خود بخوُد پیدا ہوگئی، بغیر لالچ اور فائدے کے پیشِ نظر کئی جاں نثار ساتھی بھی

marfat.com

بل گئے ؟ تم یہ بات اچھی طرح جانتے ہو کہ چرچل یا لینن اور دُوسرے اس قسم کے لیڈر جو چھوٹے خاندانوں سے آئے، عام طور پر وُہ فوج سے یا کسی دُوسرے سیاسی ادارے سے منسلک رہے تھے۔"

"خیر___ لیڈر کو بھی حالات سہارا دیتے ہیں"

"لیڈر کیا ہوتا ہے":

"لیڈر اپنے وقت کی ایسی شخصیت ہوتا ہے کہ جو سوسائٹی کی کمزوریں کو ٹٹول سکتا ہے اور اس سے فائدہ اُٹھانے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے"

"کیا لیڈر ماہرِ معاشیات بھی ہوتا ہے۔ ماہر لسانیات بھی ہوتا ہے، ماہر معاشرت بھی خوُد ہوتا ہے، ماہر قانون بھی ہوتا ہے، ماہرِ سیاسیات بھی ہوتا ہے، صرف سپاہی نہیں بلکہ سپہ سالار بھی خوُد ہوتا ہے"

"آہستہ، آہستہ آنحضوؐر ماہر معاشیات کیسے تھے۔

آنحضوؐر نے مکمل نقطۂ روزگار (FULLEMPLOYMENT THEORY) کا نیا نظریہ پیش کیا، آجکل کی زبان میں ہم ان کو ماہرِمعاشیات نہیں، بلکہ ڈاکٹر آف فلاسفی (P.H.D) کہوگے، انہوں نے غیرسُودی نظامِ معیشت کا تعیس دیا، انہوں نے گردش زر (CIRCULATION OF MONY) کی اہمیت کو واضح کیا زکوٰۃ کے ذریعے اور نظامِ وراثت کے ذریعے ارتکاز زر (ACCUMULATION) کی حوصلہ شکنی کی، نظامِ سرمایہ داری کے خلاف سرمائے کو انسانی فلاح کے لیے قرار دیا، آپ نے زمین کے بارے میں "اَلْاَرْضُ لِلّٰہ"

marfat.com

کا نظریہ پیش کرکے جاگیردارانہ نظام کی بنیادیں ہلادیں، آپ نے بتایا کہ عوام النّاس کے لیے روٹی کپڑا اور مکان کی فراہمی حکومت وقت کی ذمّہ داری ہے اور نظام اسلامی میں جس طرح ہوا اور پانی فیاضیٔ قدرت کا نتیجہ ہے، اسی طرح عام آدمی کو بنیادی ضروریات کی فراہمی خود بخود ہونی چاہیئے کیونکہ اللہ رب ہے اور سُلطان وقت اللہ کا خلیفہ ہے، رب العالمین نے سب سے پہلے انسان کو اس کے ماں کے پیٹ میں روزی دی، پھر ماں کے سینے کے ذریعے سامان پرورش مہیا کیا، جب وہ بڑا ہوگیا تو اس کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑا، بلکہ پوری دُنیا کے اسباب کو اس کے لیے مسخر کرکے ان کے استعمال کے چند اصُول انسان کو بتادیے۔"

"پھر انسان کیوں بھوکا مرتا ہے؟ وہ اصُول کام کیوں نہیں کرتے۔"

اس لیے کہ انسان کے خود ساختہ لیڈروں اور منکروں نے اپنی انا کی تسکین کے لیے خدا کے دیے ہوئے اصُولوں کے بجائے حکومت کے نئے طریقوں کو اپنا لیا۔ اپنی شان و شوکت کے لیے درباری ماحول قائم کردیا، شہنشاہیت کو اختیار کیا، یا پھر سرمایہ داری کو تحفظ دینے کے لیے "آزادیٔ کاروبار" کا نعرہ ایجاد کیا۔"

"کیا آنحضورؐ نے کوئی طرزِ حکومت بھی دیا ہے۔"

"ہاں، آنحضورؐ نے "انسانی آزادی" کی قیود مُقرر کریں۔ حکومتِ اسلامی نے عدل کو اپنایا، وہ عدمِ مداخلت کی پالیسی پر عمل نہیں کرتی، لامحدود آزادی انسانی لالچ اور سرمایہ داری کو ہوا دیتی ہے، اسلامی نظام میں حکومت کو پلاننگ کے

مکمل اختیارات حاصل ہیں، لیکن وہ پھر بھی فرد کو اپنی صلاحیت کے مطابق اور دیے ہوئے اصولوں کی حد میں نجی ملکیت اور سرمایہ کاری کی اجازت دیتا ہے، لیکن اس نجی ملکیت اور سرمایہ کاری کی واضح حدود ہیں

ہم آنحضور کے پیغمبر ہونے پر بحث کر رہے تھے، شاید ہم موضوع سے دور چلے گئے۔

موضوع سے دور اس لیے نہیں گئے کہ نظام معیشت بھی آنحضورؐ کا معجزہ ہے، ایک اُمّی شخص معیشت کے رموز کو نہ سمجھ سکتا ہے اور نہ انکا حل تلاش کرسکتا ہے، اسلامی نظام معیشت ایک مکمل موضوع ہے جس پر علیحدہ گفتگو کی جائیگی، بہرحال حکومت کی مداخلت اور پلاننگ کے باعث اسلامی نظامِ معیشت میں فراہمیٔ روزگار کوئی مسئلہ نہیں رہتا۔ رب العالمین کے دیے ہوئے اصولوں پر عمل کرکے روزگار اسی طرح حاصل ہوتا ہے، جس طرح فطرت کی فیاضی سے ہوا، روشنی اور پانی حاصل ہوتے ہیں

"ہم آپ سے معاش نہیں چاہتے، معاش تو ہم آپکو دینگے بہتر انجام تو پرہیزگاری کا ہے" (القرآن)

آنحضورؐ ماہرِ معاشرت کس طرح تھے؟

آپ کا آخری خطبہ کسی بھی آئیڈیل نظام معاشرت کا نچوڑ ہے، آپ نے انسانی گروہ بندی کو ظلم قرار دیا، رنگ، نسل، زبان کو محض انسانی پہچان کا ذریعہ بتایا۔ وطنیت اور جغرافیائی تقسیم کو ہلاکت قرار

marfat.com

دیا، شادی بیاہ، طلاق اور وراثت کے نئے قوانین دیے، ہمارے
کا اتنا حق نکلا کر لوگوں کو یہ ڈر پیدا ہوگیا کہ شاید وہ وراثت
میں بھی حقدار قرار دے دیے جائیں گے، آپ نے فرمایا کہ کالے کو گورے
پر عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں، یہ وہ مسائل ہیں، جو امریکہ اور
انگلستان جیسے ترقی یافتہ ممالک ابھی تک حل نہیں کرسکے، کیا تمہارے
خیال میں کوئی شخص پیدائشی شاہِ تغزل بہترین لیڈر، ڈاکٹر آف
اکنامکس اور ماہر معاشرت ہوسکتا ہے۔

پھر آپ سپہ سالار بھی تھے،

آپ صرف نڈر، ماہرِ فنِ حرب اور بہادر سپاہی نہ تھے بلکہ سپہ سالار بھی
تھے، فوجوں کو مورچوں میں ترتیب دینا اور لڑائی کے قواعد و احکامات
جاری کرنا بھی آپ کے فرائض میں تھا، عسکری قوانین اور ترتیب
کسی شاعر کے بس کی بات نہیں، ماہر معاشیات بھی یہاں عاجز ہے
یہ لائن معاشرت اور لسانیات یا سیاسیات سے بھی مختلف ہے۔

"آپ ماہر سیاسیات کس طرح تھے"؟

"آپ نے ایک طرف حکومت کو اس قدر با اختیار ادارہ بنایا
کہ وہ شریعت کے قوانین کا مکمل عملاً نفاذ کرسکے اور فرد کو شریعت
کے نفاذ کے بارے میں حکومت کے قوانین کا پابند بنایا، حکومتِ وقت
کو شریعت کے نفاذ کے لیے بدلتے ہوئے وقت کے ساتھ ایسے
نئے قوانین بنانیکا اختیار دیا جو دستورِ شریعت کو اس کی روح کے
ساتھ وقت کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے عملاً نافذ کرسکیں، دوسری

marfat.com

طرف طریقۂ مشاورت کو فروغ دیا، حکومت کو بے لگام نہیں چھوڑا
ہر فرد کو حکومتِ وقت پر نکتہ چینی کا اختیار دیا، جس کی بے شمار
مثالیں خلافت کے زمانے میں مل سکتی ہیں۔

"کیا اس مجلس شوریٰ کو موجودہ پارلیمنٹری سسٹم سے تعبیر کر سکتے ہیں؟"

نہیں، وہ مجلس شوریٰ موجودہ پارلیمنٹ سے اختیارات میں مختلف تھی
اسلامی مجلس شوریٰ دستور سازی کا کام نہیں کرسکتی، وہ صرف دیے
ہوئے دستورِ شریعت کے بہترین نفاذ کے لیے اپنے حالات کے مدِ نظر
قانون سازی کرسکتی ہے، اسلامی نظامِ حکومت میں اختیارِ اعلیٰ اللہ
کے پاس ہوتا ہے، پارلیمنٹ اختیارِ اعلیٰ کی حامل نہیں ہوتی ——
ہاں مجلس مشاورت اس دیے ہوئے دستور کے بہترین نفاذ کے لیے
مشورے کرتی ہے، ان مشوروں کو عملی صورت میں لانے کے لیے قوانین
بناتی ہے، ان قوانین میں مشاورت سے تبدیلی ہمیشہ ممکن ہے۔

"دستور اور قانون میں کیا فرق ہے؟"

مثلاً عوام الناس کو فراہمیٔ ضروریات و روزگار دستوری ذمہ داری ہے
لیکن حکومت اپنی اس ذمہ داری کو نبھانے کے لیے یہ قانون مرتب
کرے کہ صنعتکاری نجی طور پر کرائی جائے یا سرکاری سطح پر یہ
قانون سازی ہے —— دستور میں کمی بیشی نہ کرتے ہوئے ایسی
راہِ عمل کا انتخاب جو بہترین نتائج پیدا کرے مشاورت کا ذمہ
ہے لیکن انسانی عقل اور مشاورت ناقص ہونے کے باعث
اہم ترین امور میں شریعت نے دستور دیدیا ہے، جس پر سیاسی داؤ

بیچ ممکن نہیں ہے، مشاورت ممکن نہیں، تجربہ ممکن نہیں ـــــ کیا ایک انسان کے لیے بیک وقت شاعر اعظم ہونا، عظیم ترین لیڈر ہونا، علم معاشیات، علم معاشرت، علم سیاسیات، علم نفسیات میں ڈاکٹر آف فلاسفی ہونا، بہادر، مدبر سپاہ سالار ہونا، شق القمر اور معراج کے معجزات دکھانا، آئندہ آنیوالے حالات کی پیشگوئی کرنا، مثلاً فتح روم وغیرہ کی خبریں دینا، ممکن ہے؟

"تم ٹھیک کہتے ہو، یہ چیزیں انسان کے بس سے باہر ہیں، خصوصاً جب وہ پیدائشی طور پر بے سہارا ہو، علمی طور پر امی ہو، یہ صرف اللہ کا پیغام اور حکم ہے، لیکن جب کوئی آنحضورؐ کی ازواج مطہراتؓ کے بارے میں سوال کرتا ہے تو ذرا بے چینی ہوتی ہے، کوئی جواب بن نہیں پڑتا۔"

"صاف بات یہ ہے کہ اعتراض صرف حضرت عائشہ صدیقہؓ پر ہوتا ہے ورنہ جہاں تک دوسری شادیوں کا تعلق ہے، وہ بیوہ، معمر، سیاہ نسل، مطلقہ یا ایسے طبقے کی عورتوں سے تھیں، جنھیں وہ معاشرہ اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا تھا، وہ تمام شادیاں صرف سوسائٹی کے ابہام مٹانے کے لیے فرق واریت اور نسلی امتیازات کو ختم کرنے کے لیے تھیں تمھیں معلوم ہے کہ آنحضورؐ کی خانگی زندگی اور گھریلو عادات کے بارے میں جتنے حالات اور حدیثیں حضرت عائشہ نے روایت کی ہیں کسی نے نہیں کیں، آنحضورؐ کی زندگی عوامی زندگی تھی، آپکی زندگی کے ہر شعبے پر مکمل روشنی ضروری

تھی اور حضرت عائشہؓ نے آنحضورؐ کی زندگی کے اس پہلو کو امت کے سامنے اجاگر کیا

"میں تمہارا مشکور ہوں۔"

لیکن سنو ایک بات یاد رکھنا جب تم کسی ڈاکٹر کے پاس جاتے ہو اس سے ہر ہر دوا کے بارے میں بحث نہیں کرتے، اسکو ماہر فن ماننے کے بعد اس کی تشخیص کو درست تسلیم کرتے ہو، جب آنحضورؐ پر اعتقاد ہوجائے، ایک مرتبہ دل تسلیم کرلے تو ہر حکم کو ترازو میں تولنے کی کوشش نہ کرنا۔ اپنی عقل اور دین کو اس طرح دوڑاؤ کہ وہ صرف اس حکم کی خوبیاں تلاش کرے، کیونکہ بنیادی طور پر تم اس شخص اور شریعت کو کامل سمجھ چکے ہو، اگر ذہن میں ضد ہے، فکر میں آزادی کے بجائے "درپردہ غلامی" ہے تو سمجھنا اور سمجھانا ممکن نہیں،

"درپردہ غلامی سے کیا مراد ہے؟"

"روایات اور عقائد کا پردہ ہے، سوسائٹی یا خاندان کا دباؤ ہے۔ کسی بھی شخصیت سے ذہن متأثر ہے، پیٹ کی ضروریات ہیں، خود اپنے نفس کی ضد اور بڑائی ہے جب کہ آزادیٔ فکر کے معنیٰ ہیں کہ صرف یہ دیکھو کہ بات کیا کہی گئی ہے، یہ مت دیکھو کہ کون کہہ رہا ہے۔"

"میں امتی ہونے اور آنحضورؐ کا ماننے والا ہونے کی حیثیت سے کیا کرسکتا ہوں؟"

marfat.com

"آنحضورؐ آخری نبی تھے، اگرچہ نبوت ختم ہوگئی، لیکن کارِ نبوت ختم نہیں ہُوا، آنحضورؐ جس مشن کو لے کر آئے تھے، اُس کو جاری رکھنا آنحضورؐ سے وفاداری کا سب سے بڑا ثبوت ہے"

اس کو کس طرح جاری رکھا جاسکتا ہے، غیر مسلموں سے زیادہ خود مسلمان آج آنحضورؐ کی زندگی سے دُور ہیں، خصوصًا اپنے معاملات اور رسم و رواج میں، انکی تجارت اور عمومی اخلاقیات شرمناک حد تک بگڑ چکی ہیں،

" تم ٹھیک کہتے ہو، جب امین ہی خیانت کرے تو کیا کہا جاسکتا ہے، ہم نے غیرمسلموں کے سامنے آنحضورؐ کی امت کا کردار ہی اس بے ہُودگی کے ساتھ پیش کیا ہے، جس کو انھوں نے قابل تقلید نہیں سمجھا، اس میں جستجو نہیں کی تو اس میں بڑا قصور ہمارا ہے، قیامت کے روز غیرمسلموں کا ہاتھ ہوگا اور ہمارا گریباں کہ ہم نہ صرف امانت کو ھضم کرگئے، بلکہ سونے کی جگہ پتھر پُہنچائے"

"مَیں اپنی ذات کی حد تک کیا کرسکتا ہوں؟

" آنحضورؐ کا ارشاد کچھ اس طرح ہے کہ جب کوئی شخص بُرائی ہوتے دیکھے اور اس میں طاقت ہو تو اس کو اپنے ہاتھ سے روکدے ورنہ زبان سے بُرا کہے اور کم از کم درجے میں اس کو دل سے بُرا جانے اور یہ ایمان کا کمترین درجہ ہے۔

" مَیں عملی طور پر کیا کرسکتا ہُوں "

" جو کوئی بھی شخص یا جماعت تمہارے خیال میں بہتر ہو، اس سے

marfat.com

منسلک ہو جاؤ ، اس کا ساتھ دو ، لیکن دوسرے افراد کا دوسرے
اداروں کا اور جماعتوں کا جو تم سے اختلافِ رائے رکھتے ہوں
اس طرح گریبان نہ پکڑو کہ وہ پھٹ جائے ، صرف آنحضورؐ ہی مکمل
انسان تھے ، تمام ادارے اور افراد انکی کسی ایک یا چند خصوصیات
کو لے کر چل سکتے ہیں ، پھیلا سکتے ہیں ، کسی کے لیے رکاوٹ نہ
بنو ، آنحضورؐ بہترین اخلاق پھیلانے کے لیے پیدا کیے گئے تھے۔

---

marfat.com

کیا مُسلمانوں کی ترقّی ممکن ہے

مُسلمانوں کی موجُودہ اجتماعی حالت دیکھ رہے ہو ؟

ہاں سخت اندھیرا ہے ۔

آخر کیوں ۔ ؟ یہ لوگ اس قدر نا سمجھ کیسے ہیں ۔ ایران ، عراق سے دست بگریباں ہے ۔ سعودیہ یمن سے محاذِ جنگ پر ہے ، پاکستان افغانستان سے خائف ہے ۔ شام مصر سے اور لیبیا سوڈان سے لڑ رہا ہے ، جبکہ ہر ایک اسلامی حکومت کا دعویدار ہے ۔ ان کی بظاہر ایک منزل ہے ۔

مسلمانوں کے زوال کا واحد سبب ان کی جہالت اور علم و تحقیقات سے دُوری ہے ۔ مسلمانوں کو ایک منظم سازش کے تحت جہالت کے اندھیروں میں پھینک دیا گیا ۔

اکثر مسلمان ریاستیں ہمیشہ سے آزاد رہیں ، پھر کون سی سازش تھی جو مسلمان حکومتوں کی موجُودگی میں کامیاب ہوئی ....؟ اور مسلمان جاہل رہ گئے ۔

خود مُسلمان حکومتیں ہی مسلمانوں کی جہالت کا باعث بنیں ۔

کون سی حکومت سے اس سازش کا آغاز ہوا ؟ اور یہ کیسے ثابت کر سکتے ہو کہ مسلمانوں میں موجودہ نا اتفاقیوں اور زوال کا سبب ان کی کم علمی اور جہالت ہے ۔

سب سے پہلے یہ سمجھ لو کہ انسان کو فرشتوں کے سجدے کا اہل صرف اس وقت سمجھا گیا جب آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کے

marfat.com

نام اور خواص کا علم عطا فرما دیا۔ علم کی عطا سے قبل آدمؑ کا جسدِ خاکی فرشتوں اور جنّوں کے لیے باعثِ تکریم نہ تھا۔ دراصل یہ علم کا منبع تھا جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے سجدے کا حکم صادر فرمایا۔

میں علم کی اہمیت سے واقف ہوں اور یہ بھی مانتا ہوں کہ موجودہ دور میں مسلمان دوسری قوموں کے مقابلے میں جاہل اور پسماندہ ہیں لیکن اس جہالت کے پیچھے کیا سازش تھی اور اس کی ابتدا کس طرح ہوئی؟

حضرت امام حسینؓ کی شکست اور یزید کی فتح اس المیہ کی ابتدا ہے۔

کیا تم شیعہ ہو؟

میں شیعہ نہیں لیکن صحیح بات کا انکار نہیں کر سکتا۔ میرے لیے حضرت امام حسینؓ اسلامی تاریخ کے وہ بدقسمت ہیرو ہیں جن کا مشن گروہی کشمکش کے چکر میں دھندلا گیا۔ نادان دوستوں نے ان کی شہادت کو لمحۂ افتخار کے بجائے سینہ کوبی کا وقت قرار دیا اور یزیدی طاقتوں نے حضرت امام حسینؓ جیسے ذی ہوش انسان کے کارناموں اور شہادت عظمیٰ کو شخصی اور سیاسی اکھاڑ پچھاڑ قرار دیا اور ان کی شہادت کے بعد سے اسلامی طاقت رو بہ زوال ہے۔

اسلامی فتوحات کا سلسلہ تو بنو عباس اور بنو اُمیّہ کے دور میں عروج پر تھا۔ آپ یزید کی فتح کو مسلمانوں کے لیے زوال اور جہالت کی ابتدا کیسے کہہ رہے ہیں؟

موجودہ دَور میں تم قبائلی نظام کو دیکھ رہے ہو، قبائلی نظام کی بقا کے لیے قبائلی سردار اپنے علاقوں میں سڑکیں بنوانے یا اسکول تعمیر کرنے کی ہمت افزائی نہیں کرتے، کیونکہ عام دُنیا سے رابطہ کسی قبائلی

marfat.com

باشندے کی آنکھیں کھول کر قبائلی نظام سے بغاوت پر اُکسا سکتا ہے۔ صرف اندھیرے اور جہالت کی بقاء میں ہی سرداری نظام قائم رہ سکتا ہے۔ حضرت امام حسینؓ کے بعد اس قبائلی نظام یا بادشاہت کی بنیاد پڑ گئی۔

یزید کتنا بھی بُرا سہی لیکن ایک شخص کی حکومت نے آئندہ اسلامی تاریخ کو کیسے اس قدر اثر انداز کر دیا جس کی وجہ سے مسلمان آج بھی جہل اور ذلّت کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں ؟

دراصل یزید کی فتح اسلامی ریاست کے خلاف ایک غیر اسلامی ریاست کی بنیاد تھی۔ یزید کی ولی عہدی سے مسلمانوں میں دوسرے نظام ریاست کا آغاز ہوا۔ بادشاہت، ملوکیت، ڈکٹیٹرشپ نے بیعت اور مشاورت کی جگہ لے لی۔

بیعت اور مشاورت کا سلسلہ تو بنو عباس اور بنو اُمیّہ میں بھی جاری رہا۔۔۔۔ ؟

ایسا نہیں۔ بیعت کے بعد تخت نشینی آزادیٔ رائے کی نشانی ہے، جبکہ تخت نشینی کے بعد بیعت خوشامد اور بُزدلی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یزید کے بعد سے حکومت پر قبضے کے بعد بیعت لی جانے لگی جس نے درباریوں، خوشامدیوں، بُزدلوں اور راشی افراد کو جنم دیا۔

پھر اسلامی حکومتوں کو فتوحات اور کامیابیاں کیوں نصیب ہوئیں ؟

غلط راہ پر چلنے سے فوراً منزل سے دُوری نہیں ہوتی لیکن آہستہ آہستہ دُور سے دُور تر ہوتی جاتی ہے۔ یزید نے جس غلط راہ پر قدم رکھا تھا آج ہر مسلمان مُلک اس کے نتائج بھگت رہا ہے۔ ہر اسلامی ملک میں آمریت، ڈکٹیٹر شپ، بادشاہت اور شخصی حکومت قائم ہے۔ زبردستی قبضے

marfat.com

کے بعد عوام سے بیعت یا (VOTE OF CONFIDENCE) حاصل کرکے وہ اپنے آپ کو آئینی حکومت سمجھنے لگتی ہیں۔ اب تو گویا شخصی نظامِ حکومت کو اسلامی نظامِ ریاست کا لازمی جزو قرار دیا جا سکتا ہے۔ ابتدا میں ایمان اور جذبہ کے تحت فتوحات حاصل کیں، لیکن آہستہ آہستہ مسلمان درباری نظام کا شکار ہو گئے۔

ایمان اور علم کو آمریّت یا بادشاہت سے کس طرح نقصان پہنچا؟

بادشاہوں نے اپنی حکومت مضبوط کرنے کے لیے صلاحیتوں کے بجائے خوشامدیوں کو ترجیح دینی شروع کر دی۔ ایمان اور علم مستقل درباریوں اور موقع پرستوں سے کش مکش میں مبتلا رہا۔ ایک طرف باہمی کشت و خون سے اعراض کی خاطر، دوسری طرف وسائل اور امداد میں کمی کی وجہ سے صاحبِ ہمت اور صاحبِ علم افراد ایک کونے میں سکڑ گئے۔

علم کو دربار سے کس طرح نقصان پہنچا؟

انسان بہرحال لالچ اور ضرورت کا بندہ ہے۔ جب عزّت و دولت صرف دربار اور خوشامد سے حاصل ہونے لگی۔ علم اور فن کی قدر گرتی چلی گئی، تحقیقات کے دروازے بند ہوتے چلے گئے، کیونکہ تحقیقات کے لیے نہ وسائل کی فراہمی ممکن رہی اور نہ ہی محققین کو سوسائٹی نے وہ درجہ دیا جو ان کا حق تھا۔

عوام کا یہ ذہن تو سمجھ میں آتا ہے، لیکن علمائے کرام نے کیوں ان حالات سے بغاوت نہیں کی؟

علمائے کرام دربار سے جنگ میں اس قدر مصروف رہے کہ مذہبی اور دینی شعائر میں بھی وہ اجتہاد اور تحقیقات نہ کر سکے جو وقت کے لیے

marfat.com

انتہائی ضروری تھا، بلکہ انہوں نے اپنے پیشرو علماء کی شرح اور تحقیقات کو اپنے لیے کافی جان کر یہ اعلان کر دیا کہ آئندہ کے لیے تحقیق یا اجتہاد ممکن نہیں۔

اس طرح انہوں نے شریعت، اسلامی قوانین اور بدلتے ہوئے زمانے کے ساتھ ناانصافی کی؟

ہاں۔ یہ ناانصافی مجبوراً ہو گئی کیونکہ درباری آویزشوں کی وجہ سے ان کے لیے اسلام کے بنیادی عقائد اور اُصولوں کو بچانے کا اور کوئی طریقہ ممکن نہ تھا۔

کیا اسلامی ریاست میں یہ ممکن تھا کہ شخصی حکومتیں اپنی بقا کے لیے اسلام کے بنیادی عقائد پر بھی اثر انداز ہونے کی کوشش کریں؟

یقیناً اس کا پورا احتمال تھا اور صرف اسی خطرہ کے پیشِ نظر ہمارے علمائے کرام نے اس وقت اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ ان کے سامنے عیسائی حکومتوں میں بادشاہ اور چرچ کے درمیان دباؤ کے نتیجے ظاہر تھے۔ چرچ بادشاہ کے دباؤ کا مقابلہ نہ کرتے ہوئے اپنے بنیادی عقائد میں تحریف پر مجبور ہو گئے تھے۔

آپ چرچ پر تحریف کا یہ الزام ثابت کر سکتے ہیں یا محض اسلام کے جوشِ خطابت میں یہ الزام لگا رہے ہیں؟

یہ الزام نہیں خود بائیبل کے مآخذ اور اس کی تاریخ میں درج ہے کہ یہ کتاب حضرت عیسیٰؑ سے قبل سے لکھی جا رہی ہے اور حضرت عیسیٰؑ کے بعد مدّتوں لکھی جاتی رہی۔ عیسائی عقیدے کے مطابق بائیبل مسلمانوں کے قرآن کی طرح براہِ راست اللہ کی زبان اور بیان نہیں بلکہ وہ محسوسات ہیں

marfat.com

جو عیسائیت کے مختلف پیشواؤں نے مختلف اوقات میں تحریر کیے ہیں۔

کیا کسی مسلمان دربار سے اسلام کے بنیادی عقائد کو بگاڑنے کی کوشش کی گئی؟

نہ معلوم کتنے بادشاہ اور ان کے خوشامدی اپنے علمائے وقت کی شدّت پسندی اور ایمانی قوّت کے باعث کھُل کر اسلام کے بنیادی عقائد میں تحریف کی خواہش کو دل میں لے کر چلے گئے ہوں لیکن "دینِ اکبری" کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ دربار کی خوشامدی ذہنیت کے پیشِ نظر ہمارے علماء نے مصلحتوں کی بنیاد پر اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا تھا۔

شریعت اور فقہ میں تحقیقات نہ ہونے سے اجتہاد نہ ہو سکا۔ اس سے علمِ شریعت کو کیا نقصان ہوا؟

علمائے کرام درباری ذہنیت سے اس قدر خوفزدہ تھے کہ اجتہاد کا دروازہ مصلحتاً اپنے اُوپر بند کرنے کے بعد وہ وقت کی بدلتی ہُوئی صُورتِ حال کے مطابق شرعی قوانین میں تحقیق نہ کر سکے مثلاً جب حکومت نے نظامِ سرمایہ داری اور جاگیر دارانہ نظام کو اپنایا تو کھُل کر نظامِ سرمایہ داری کے خلاف اعلانِ بغاوت نہیں کیا، اس کو غیر اسلامی نظامِ معیشت قرار نہیں دیا اور نہ ہی نظامِ معیشت کے اسلامی نکات کی تشریح و توضیح کی نتیجتہً عوام نظامِ سرمایہ داری کو اسلام کا حصّہ سمجھنے لگے۔ معاشرے کے ستائے ہوئے لوگ افلاس کے ہاتھوں تنگ آ کر سوشلسٹ معاشرے کی طرف رجُوع کرنے لگے اور اسلامک سوشلسٹ نظریہ سامنے آیا جبکہ تقسیمِ دولت کے معاملے میں اسلام کسی بھی سوشلسٹ نظام سے زیادہ شدّت پسند ہے۔ اجتہاد کا دروازہ بند کرنے سے کم و بیش یہی

marfat.com

حال ہر اسلامی حکومت میں جمہوریت کا ہُوا، سیاست کا ہوا، سائنس اور ٹیکنیکل علوم کا ہُوا۔

اجتہاد کا دروازہ بند ہونے سے مادی دنیا میں اسلامی نقطۂ نظر کو کیا نقصان پہنچا؟

ہر علمی ترقی کے لیے بنیاد اور وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ شخصی حکومتوں کا مستقبل محض جہالت اور کم علمی کا مرہونِ منت ہے۔ دربار نے شعر و شاعری، رقص و سرود یا شکار اور شطرنج کی سرپرستی تو ہمیشہ کی لیکن کیمیا، طبیعیات، سیاست اور ٹیکنیکی علوم، معاشرتی اور معاشی سائنس، سیاست یا نفسیات اور علم الارض میں کبھی دلچسپی نہیں لی، کیونکہ یہ تمام علوم نہ تفریح کا ذریعہ تھے اور نہ خوشامد کا حصہ۔ نتیجۃً عربی، فارسی اور اُردُو زبان میں حُسن و عشق کا معرکۃ الآرا ادب موجُود ہے لیکن سائنسی معاشرتی اور معاشی علوم کی کوئی بھی معیاری لغت موجُود نہیں ہے۔

کیا مسلمانوں کا کوئی مستقبل نظر آتا ہے جبکہ ہر مسلمان سلطنت میں آج بھی شخصی حکومتیں قائم ہیں۔ جہالت، علم کی کمی اور تحقیقات کی اہمیت سے مسلمان قوم انتہائی بے خبر ہے۔ باہمی نفاق، رنجشیں اور گروہ بندیاں عروج پر ہیں؟

ہاں- میرے خیال میں عجمی مُسلمانوں کی آنکھیں کُھلنی شروع ہو گئی ہیں۔ جب علم کی روشنی بڑھے گی، قبائلی سرداروں کی طرح شخصی حکومتیں بھی آہستہ آہستہ ختم ہو جائیں گی۔

آفتاب! ایک طرف تو تم علم کی اس قدر اہمیت بیان کرتے

marfat.com

ہو ، دوسری طرف تم یہ کہتے ہو کہ تمہیں لائبریری سے ڈر لگتا ہے ، جہاں کتابوں کی تیز روشنیاں لوگوں کو عمل سے دُور کر دیتی ہیں اور وہ محض کتابی کیڑا ہو جاتے ہیں ، اس بیان میں بہت تضاد ہے ؟

میرے دوست کتابیں اور علم و تحقیق بلاشبہ سرچ لائٹ ہیں ، لیکن اگر یہ سرچ لائٹ ایک خاص زاویہ سے راستے پر ڈالی جائے تو راستہ آسان اور منوّر ہو جائے گا ، لیکن محض سرچ لائٹ پر آنکھیں گاڑ دینے سے بینائی کمزور ہو جائے گی ، عمل مفقود ہو جائے گا۔ علم اور روشنی تو ضروری ہے لیکن عمل کے بغیر محض وقت کا ضیاع ہے۔ علم اور عمل میں توازن ضروری ہے۔ مثبت فکر کے بعد ہمت اور حوصلے کے ساتھ مثبت عمل انتہائی ضروری ہے۔ ایک منتظم کا قیام لازمی ہے جو فکر کو عملی جامہ پہنا سکے۔ عوام مطالعہ کے ذریعے فکرِ اقبال اور ابوالکلام سے متاثر تو ہو سکتے ہیں لیکن راہ پر ڈالنے کے لیے بھی محرک لازمی ہے۔

میرے جیسے عام فرد کے لیے ان حالات میں کیا عمل بہتر ہے کہ میں اپنے فرائض سے سبکدوش ہو سکوں ؟

جہاں تک ممکن ہو علم کی روشنی کو پھیلائیں ، شرعی علوم کی طرح مادی علوم کو مکمل عبادت سمجھیں۔ اس سے نیّت اور عمل میں واضح فرق پیدا ہو جائے گا۔ مادی علم اور تحقیقات سے بیگانگی شخصی حکومتوں کی منظم سازش کا نتیجہ ہے تاکہ جہالت کے اندھیروں میں ان کا بھرم قائم رہ سکے۔ اس کے علاوہ مادی ترقی سے مسلمانوں کو اقوام عالم میں قوت حاصل ہو سکے گی۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ یہاں کا

marfat.com

لیے مسخر کیا گیا ہے۔ ہر ذرّے سے ہم کو خُدا کی رضا اور عرفان حاصل کرنا چاہیے۔

علم کے ساتھ عمل میں کس طرح توازن پیدا کیا جا سکتا ہے؟

جب علم کو عرفان کی نیت سے حاصل کیا جائے تو مادّی ترقی کے نقصانات کم از کم ہو جائیں گے۔ مسجدیں مسلمانوں کے لیے محض پنجگانہ نماز ادا کرنے کی جگہ نہیں بلکہ اپنے حلقے کی معاشرتی، سماجی، معاشی اور اجتماعی فلاح و بہبُود کا مرکز بھی ہیں۔ اگر ہر شخص اپنے پڑوسی چالیس گھروں کی تکالیف دُور کرنے کے لیے خود میں ہمت نہیں پاتا، وہ آسانی سے اپنے حلقے کی مسجد یا مرکزی جامع مسجد سے رجوع کرکے اپنے پڑوسی چالیس گھروں کی خبر گیری اور ضروریات کی فراہمی کر سکتا ہے۔ اپنے حلقے کی مسجد کو علم اور عمل کا مرکز قرار دے کر اجتماعی ضروریات کی کفالت اور کوشش شروع کر دیجئے، ان شاء اللہ حالات بدل جائیں گے۔

سماجی اور معاشرتی علوم یا عمل کے لیے بھی مسجدوں کا سہارا لیا جائے؟

ہاں۔ مساجد فلاح کا بھی مرکز ہیں صرف صلوٰۃ کا نہیں۔ ہر اذان میں واضح طور پر فلاح کے لیے بُلایا جاتا ہے۔ دُنیا میں بھی کامیابی اور فلاح کے لیے اور آخرت میں بھی فلاح اور کامیابی کے لیے مسجد کا مرکزی حیثیت اختیار کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح صلوٰۃ یا نماز دُنیاوی اتحاد اور گروہ بندیوں سے نجات کے لیے بُلاتی ہے۔ یوم آخرت میں لائن سے کھڑا کرنے کی ٹریننگ کے لیے جماعت یا مسجد میں صف بندی نہیں کرائی جاتی۔ آخرت کی کامیابی کا تصوّر دُنیا میں ناکامی اور تحقیر و تذلیل یا

marfat.com

بے سروسامانی کے ساتھ مشروط نہیں ہے۔ آپ مسجدوں کو دینی اور دُنیاوی مسائل حل کرنے کا مرکز قرار دیجئے خداوند کریم آپ کو رزق دے گا، علم و عرفان سے نوازے گا اور انفرادی و اجتماعی مشکلات کو دُور فرما دے گا اور گروہ بندیاں ختم کرے گا۔

"اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو مَیں قریب ہی ہُوں، منظور کرتا ہُوں مانگنے والے کی درخواست جب وہ میرے حضور میں دے۔ سو وہ میرے احکام کو قبُول کریں اور مجھ پر یقین رکھیں، اُمّید ہے وہ لوگ رُشد (فلاح) حاصل کر سکیں گے۔"

(القرآن)

marfat.com

مَیں آپ کے پاؤں پڑتا ہُوں

پیدائشی مُسلمان ہونے کی بناء پر مَیں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہا، لیکن پریشان ہو گیا۔ کیا مجبوری اور جہالت مسلمانوں کو اللہ پر ایمان کے انعام میں ملی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے ماننے والوں کا، قرآنِ مجید اور شریعتِ محمدی کے پیروکاروں کا یہ کیسا اکرام کیا ہے کہ وہ دنیا کی پست ترین قوم ہیں۔ تیل کے چشموں اور کثیر سرمایے کے باوجود فاقہ کش ہیں۔ علم کا منبع قرآنِ مجید اپنے پاس رکھتے ہوئے سب سے جاہل ہیں۔ مکارمِ اخلاق کو پُورا کرنے والے کے پیروکار ہوتے ہوئے سب سے بد اخلاق اور ننگِ انسانیت ہیں۔

میری آنکھیں دیکھ سکتی ہیں اور کان سُن سکتے ہیں۔ مجھے مسلمانوں کی حالتِ زار کا بھی علم ہے اور دینِ اسلام کے صحیح ہونے کا بھی یقین ہے، لیکن یہ دو تضاد کیسے جمع ہُوئے۔ نُور تاریکی کو چھانٹ کیوں نہیں دیتا۔ یہ کیا ہے اور کیوں ہے؟

مَیں نے اپنی فکر کا دھارا دنیا کے دوسرے مکاتبِ فکر، علوم اور فلسفے کی جانب موڑ دیا تاکہ یہ معلوم کر سکوں کہ دیگر مکاتبِ فکر اور فلسفے کس طرح عملی دنیا میں اپنے آپ کو روشناس کراتے ہیں۔ مَیں نے فزیکل سائنس کی دنیا میں دیکھا کہ فزیکل سائنس کی تمام شاخیں مثلاً کیمیا، طبیعیات، علم الابدان وغیرہ اپنے چھوٹے چھوٹے مسئلے کو سمجھانے کے لیے اس کا عملی تجربہ بھی کراتی ہیں مثلاً ہائیڈروجن بنانے کے لیے صرف $Zn + H_2SO_4 = ZnSO_4 + H_2$

کا پڑھا دینا ہی کافی نہیں سمجھا جاتا بلکہ عملی طور پر طلباء سے تجربہ گاہ میں ہائیڈروجن بنوائی جاتی ہے۔ فلاسک میں ہائیڈروجن بنا کر اس کی خصوصیات مختلف تجربات کرکے دکھائی جاتی ہیں حالانکہ کلاس روم میں لیکچر کے ذریعے اور تحریری طور پر ٹیکسٹ بک میں یہ خصوصیات لکھی ہوتی ہیں لیکن کامیابی کا دارومدار تجربہ گاہ کے نتائج پر ہوتا ہے۔

مَیں نے فزیکل سائنس کے بعد اپنی نگاہ سوشل سائنس کے میدان میں ڈالی۔ علمِ نفسیات، معاشرت، معیشت، سیاسیات غرض ہر سوشل سائنس کے عملی تقاضے تھے۔ علمِ نفسیات تجربہ گاہ میں مریضوں کے ذہن ٹٹول رہا تھا معاشرتی علوم کے طلباء سوسائٹی کے مختلف طبقات میں گھوم پھر کر اپنے ذہن کو اجاگر کر رہے تھے۔ علم سیاست کے طلباء صرف کتابیں نہیں پڑھ رہے تھے بلکہ اعلیٰ تعلیم کے لیے عوامی سروے ان کے نصاب کا لازمی جزو تھا۔ معاشیات کے طالب علم اپنے گوشوارے مارکیٹ میں سپلائی اور ڈیمانڈ کی مدد سے بھر رہے تھے اور صنعتی اداروں کے لیے بہتر حالات کا جائزہ، مزدوروں کی بے چینی کے اسباب کا تعین اور آجر کے ساتھ ان کے تعلقات کا اندازہ کرنے کے لیے فرداً فرداً مزدور اور آجر سے ملاقات کر رہے تھے۔

مَیں نے دیکھا کہ وکالت کا کورس پاس کرنے کے بعد چھ ماہ کسی وکیل کے ساتھ پریکٹس کرنا ضروری ہے تاکہ وکالت کا لائسنس حاصل ہو سکے۔ صرف پڑھنے سے وکیل نہیں بنتا، ڈاکٹری کے پانچ سالہ کورس کے بعد ایک سے دو سال کا ہاؤس جاب ضروری ہے۔ صرف کتابوں اور لیکچر سے ڈاکٹر بننا ممکن نہیں۔ ڈرائیونگ، شہسواری، پیراکی، سلائی حتیٰ کہ جوتی گانٹھنے کے لیے بھی صرف سُننا اور پڑھنا کافی نہیں بلکہ سیکھنا ضروری ہے۔ سُننا اور سیکھنا دو بالکل الگ واضح اور ضروری شعبے ہیں تاکہ میدانِ عمل میں قدم رکھا جا سکے۔ بلکہ مَیں نے ایسے کامیاب افراد بھی اس دُنیائے عمل میں دیکھے جنہوں نے پڑھا یا سُنا بہت کم تھا لیکن

marfat.com

بچپن سے ہی کام کرتے کرتے اپنی لائن کے اُستاد ہو گئے تھے جبکہ کوئی بھی ایسا کامیاب آدمی مجھے دکھائی نہیں دیا جو زیادہ پڑھنے لیکن بالکل پریکٹس نہ کرنے کی بنا پر بھی سوسائٹی میں کوئی مقام حاصل کر لیتا۔ مجھے وہ ڈانٹ بھی یاد ہے جو پہلی بار پان لگانے پر مجھے پڑی کیونکہ مَیں نے پان پر کتھہ چونا سیدھی طرف لگا دیا تھا چونکہ وہ مجھے زیادہ شفاف سطح محسوس ہوئی تھی، یہاں بھی قصور نہ سیکھنے کا تھا۔

مَیں نے دیکھا ہر فن یا شعبے کی شاخیں بلکہ شاخوں کی جزئیات بھی بنا دی گئی ہیں اور ہر ہر جزو پر عملی تحقیق کا قافلہ رواں دواں ہے۔ ہر ہر جزو پر عملی تحقیق کرنے والے اس مکتبِ فکر اور فلسفے کا ڈاکٹر کہلاتے ہیں۔ یہ اعزاز ان کو عملی تحقیق کی بنیاد پر ملتا ہے۔ اگرچہ وہ اس فلسفے پر مکمل حاوی نہیں ہوتے محض اس کے کسی جزو پر تحقیق کی ہوتی ہے جس سے آئندہ اس فن کے لیے مزید بہتری اور ترقّی کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ میدانِ عمل پر تحقیق اور سیکھنے کی کوشش کی بنا پر وہ شخص اس فن کا ڈاکٹر کہلاتا ہے۔

مسلمانوں کی بدحالی کی وجہ مجھ پر واضح ہو چکی تھی۔ اسلام ضابطۂ حیات ہے، محض ایک فن نہیں۔ دُنیا میں جو کچھ بھی ہے وہ انسان کے لیے مسخر کر دیا گیا ہے۔ دائرۂ اسلام میں فزیکل سائنس کی تمام شاخیں بھی ہیں اور سوشل سائنس کا ہر ہر جزو بھی اسلام کے دائرۂ کار میں ہے۔ جو کچھ دکھائی دے رہا ہے اور جو کچھ دکھائی نہیں دے رہا وہ بھی اسلام کی تعلیمات اور دائرۂ عمل میں ہے، لیکن پھر بھی نہ معلوم بھُول کی وجہ سے مسلمانوں نے اسلام کے متعلق صرف سُننے، بولنے اور لکھنے کو راہِ نجات سمجھ لیا ہے حالانکہ سُننا، بولنا اور لکھنا فی نفسہٖ مطلوب نہیں یہ صرف عمل پر ڈالنے کا ذریعہ ہیں، صرف منزل کی طرف اشارہ کرنے والے

marfat.com

نشان ہیں خود منزل نہیں۔ علم کی روشنی نے اکثر علمائے کرام کو اس قدر چکا چوند کر دیا کہ وہ روشنی کے ہالے کو پار نہیں کر پاتے کیونکہ روشنی راہ دکھانے کے لیے ہے آنکھیں ملانے کے لیے نہیں۔ مسلمانوں کے سکولوں، یونیورسٹیوں، مساجد اور مکاتب میں اسلام کے متعلق بہت کچھ سُنایا، بتایا اور پڑھایا جاتا ہے، لیکن اس پر عمل کرنے کے لیے اور انگلی پکڑ کر سکھانے کے لیے کوئی پروگرام مرتب نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے مسلمان روزمرہ کی زندگی میں اسلامی تعلیمات کو اپنانے میں اجنبیت محسوس کرتا ہے۔ کسی بھی فن کی طرح اسلامی تعلیمات کو مسلمان کی عملی زندگی میں داخل کرنے کے لیے تعلیمات کا سکھانا بھی بہت ضروری ہے۔ نئی نسل کو عملی طور پر تعلیماتِ اسلامی کا پروگرام دیے بغیر مستقبل سے کوئی بھی اُمید وابستہ نہیں کی جا سکتی۔ پوری دیانت اور محنت کے ساتھ اگر پیراکی پر لیکچر دیا جائے لیکن عملی طور پر سکھانے کے لیے کوئی تیار نہ ہو تو وارد ڈوب جائے گا۔ مسلمان قوم کو بھنور سے نکالنے کے لیے زندگی کے ہر شعبے میں ممکنہ طور پر ہاتھ پکڑ کر سکھانا اور چلانا ضروری ہے، صرف بتانے اور سمجھانے سے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ اگر تعلیماتِ اسلامی کو عملی زندگی میں منتقل کرنے کی محنت اور تدبیر نہ ہوئی وہ محض کاغذوں یا حافظے میں محفوظ رہیں تو کتابوں کو گھُن کھا جاتا ہے یہی مسلمانوں کا مستقبل رہے گا۔

مَیں اپنی فہم اور بساط کے مطابق تعلیماتِ اسلامی کا عملی نصاب پیش کر رہا ہوں۔ یہ حرفِ آخر نہیں محض میری کوشش اور رسائی ہے۔ آپ خود اپنے حالات کے مطابق کوئی عملی پروگرام ترتیب دیجئے جو قابلِ عمل ہو، کہیں یہ تجویز بھی سُننے سُنانے اور لکھنے کے لیے نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی مدد کرے گا۔

marfat.com

عملی پروگرام برائے طلبا

ہفتہ میں کوئی ایک دن تعلیمی ادارے عملی پروگرام کے لیے وقف کریں۔

پہلا ہفتہ	پہلا پیریڈ	موضوع تقریر "لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" ہر بچّہ باری باری بیان کرے گا۔
	دوسرا پیریڈ	رپورٹ کردار از والدین اور ایک پڑوسی (ہفتہ میں پڑوسی کا کم از کم کوئی ایک کام کرنا ضروری ہو گا)
	تیسرا پیریڈ	تعلیم: طلباء آپس میں گروپ بنا کر نماز، سنّت، واجبات دہرائیں۔
	چوتھا پیریڈ	نماز: خود طلباء گروپوں میں دو رکعت صلوٰۃِ حاجت پڑھیں
دوسرا ہفتہ	پہلا پیریڈ	موضوع تقریر "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه" ہر بچّہ باری باری بیان کرے گا۔
	دوسرا پیریڈ	رپورٹ کردار از والدین اور ایک پڑوسی بابت کام ہفتہ وار
	تیسرا پیریڈ	عیادت: بچّے کسی قریبی ہسپتال یا بستی میں مریضوں کی عیادت کریں۔
تیسرا ہفتہ	پہلا پیریڈ	تقریر موضوع "مکارمِ اخلاق" سیرتِ محمدی بچے خود بیان کریں۔
	دوسرا پیریڈ	رپورٹ کردار از والدین اور ایک پڑوسی بابت کام۔
	تیسرا چوتھا پیریڈ	صفائی: بچوں کی اپنی صفائی چیک ہو اور پھر بچّے قریبی محلے کی صفائی دیکھنے جائیں خود اپنے گھر اور باہر کی صفائی دیکھیں۔
چوتھا ہفتہ	پہلا پیریڈ	موضوع تقریر: صحابۂ کرامؓ کا اخلاق اور بہادری
	دوسرا پیریڈ	رپورٹ از والدین اور ایک پڑوسی بابت ہفتہ وار کام
	تیسرا/چوتھا پیریڈ	گشت: بچّے گروپوں میں بستی کے ان بچوں کو جا کر تعلیم دیں جو اسکول یا مکتب نہیں آ سکے۔

marfat.com

عملی پروگرام برائے عامۃ المسلمین

افرادِ بستی کسی قریبی مسجد کو مرکزِ خدمت قرار دے کر ہفتہ وار اجتماع کریں۔ مرکز کسی گھر کو قرار نہ دیں، ورنہ نئے "اسلامی وڈیرے" وجود میں آجائیں گے۔ موزوں تعداد میں افراد اپنی اپنی جماعتیں ترتیب دے لیں۔ ہر مسجد کی تمام جماعتوں کا ایک امیرِ مسجد ہو اور ہر جماعت کا ایک امیرِ جماعت۔ جو نسبتاً سمجھدار ہو مشورے سے بنایا جائے۔ عملی پروگرام اس طرح ہو سکتا ہے لیکن اپنے حالات کے مطابق آپ اس میں ردّ و بدل کریں۔

پہلا ہفتہ دو گھنٹے	(۱) تقریر موضوع "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" ہر فرد سے باری باری تقریر کرانے کی کوشش کی جائے۔ (۲) رپورٹ ہفتہ وار کام از ایک پڑوسی۔
دوسرا ہفتہ دو گھنٹے	(۱) نماز: آپس میں نماز سیکھیں۔ فرائض اور واجبات سیکھیں۔ گروہوں میں تقسیم ہو کر صلوٰۃِ حاجت پڑھیں۔ اس طرح عملی نماز بھی آئے گی اور خدا سے مانگنا بھی آ جائے گا۔ (۲) رپورٹ از پڑوسی بابت ہفتہ وار کام
تیسرا ہفتہ	(۱) عیادت اور صفائی: بستی میں عیادت کے لیے اور صفائی دیکھنے جائیں۔ (۲) رپورٹ از پڑوسی بابت ہفتہ وار کام
چوتھا ہفتہ	(۱) گشت: بستی کے جو لوگ نہیں آرہے اُن کے پاس جا کر تعلیم دیجئے۔ (۲) رپورٹ از پڑوسی

marfat.com

ہم پیدائشی مسلمان ہیں۔ غیر مسلموں کے مقابلے میں ہمیں زائد انعام ملا ہے۔
انعام کا تقاضا شکر ہے اور شکر ذمہ داری لاتا ہے۔ قیامت کے دن جب
غیر مُسلم اللہ تعالیٰ سے ہمارا گریبان پکڑ کر شکوہ کریں گے کہ ہم نے مذہب
اسلام ان تک درست طریقے سے نہیں پہنچایا تو انصاف کی عدالت یقیناً ہمیں
مجرم گردانے گی۔ ہم خیانتِ مجرمانہ کے مرتکب ہیں۔ ہمارے پاس اُس دن کوئی
جواب نہ ہو گا جس دن کا وقوع لازم ہے۔ مَیں خصوصاً عُلمائے کرام کے پاؤں
پڑتا ہُوں کہ آپ جتنا وقت بتانے اور سُنانے میں لگاتے ہیں کم ازکم اتنا ہی
وقت سِکھانے اور چلانے میں لگائیں۔ ثمر آوری کے لیے بیج کے ساتھ ہل
کا چلانا بھی ضروری ہے۔ مَیں اپنے بڑوں کے پاؤں پڑتا ہُوں کہ قوم کے آج
اور کل کو مضبُوط بنیاد فراہم کریں۔ اگر آج آپ برسرِاقتدار ہیں اور عملی میدان میں
مسلمانوں کو لانے کے لیے سفارش یا محنت کر سکتے ہیں تو فوراً کریں۔ کل جب
آپ سے کُرسی چھِن جائے گی تو آپ کا سربلند رہے گا۔ مَیں اپنے بچّوں کے
پاؤں پڑتا ہُوں کہ وہ عملی پروگرام کے لیے اپنے بڑوں کو مجبُور کریں، کیونکہ
مکھی اُڑانے کے لیے بھی حرکت کی ضرورت ہے اور مستقبل کی دُنیا صرف حرکت
کرنے والوں کے ساتھ ہے، ورنہ زمانہ رُسوائی کے علاوہ کچھ نہ دے گا۔

"خدا اُس قوم کی حالت نہیں بدلتا جو خود اپنی
حالت نہ بدلیں۔"

(القرآن)

marfat.com

سائنس یا عرفان

کیا تم نے مینڈک کے بچے دیکھے ہیں ؟

ہاں ــــ ان کی پیدائش عجیب مرحلہ وار ہوتی ہے ۔

یعنی ..... ؟

یعنی پہلے انڈہ جس سے دُم دار بچے پیدا ہوتے ہیں اس کے بعد دوبارہ دُم جھاڑ کر وہ مینڈک کی صُورت اختیار کر لیتے ہیں ۔ مجھے مینڈک کی پیدائش اور انسان کی اوّلین پیدائش میں بڑی مماثلت محسوس ہوتی ہے ۔

انسان کی اوّلین پیدائش کو تم کس طرح مینڈک کی مرحلہ وار پیدائش سے مماثل قرار دیتے ہو ۔ کیا انسان کی پیدائش بھی مرحلہ وار ہے اور چند مختلف مراحل سے گزر کر موجودہ حالت میں پہنچی ہے ؟

ہاں ــــ نیوٹن کے نظریہ کے مطابق انسان کی موجودہ ہیئت لاکھوں سال کے ارتقاء یا تبدیلی کا نتیجہ ہے ۔ انسان پہلے بندر تھا ۔ اس کے بعد بن مانس کی صُورت اختیار کی ۔ پھر آہستہ آہستہ انسان نے موجودہ صُورت اور ہیئت اختیار کی ۔

نیوٹن نے یہ مفروضہ کسی قانون کی بنا پر قائم کیا ہوگا ۔ وہ قانون کیا ہے یا محض اندازاً یہ بات کہہ دی ..... ؟

نیوٹن ایک مستند سائنسدان تھا ۔ اس نے بتایا کہ اگر کسی شے کی موجودہ حالت معلوم ہو تو اس کی سابقہ یا آئندہ حالت قطعی طور پر متعین کی جا سکتی ہے اور محض قوانینِ حرکت کی بنا پر علمِ ریاضی کی مدد سے ازل سے ابد تک اس کی تمام حالتوں

marfat.com

کی پیش بندی کرنی ممکن ہے۔ میکانکس کا یہی اصول ہے جس کی بنیاد پر خالق کائنات کا تصور بھی غیر ضروری ہے، کیونکہ کائنات کی ہر حالت، ہر لمحہ متعین ہے اور وہ اس کے مطابق خود بخود تشکیل پاتی جا رہی ہے اور یہ قانون علت و معلول کی میکانکس کا قانون کہلاتا ہے۔ اس کو مطلق مکان اور مطلق زمان کا نظریہ بھی کہتے ہیں۔

کیا مطلق مکان اور مطلق زمان کا نظریہ مستند قانون ہے اور مستقل جاری ہے یا اس میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے.... ؟

یہ مستقل اور مستند قانون ہے جو کائنات کی تشکیل اور ترقی کا ذمہ دار ہے۔

کیا آج بھی یہ قانون کائنات پر لاگو ہے.... ؟

ہاں ـــــ یہ مستقل اور ازلی ابدی قانون ہے۔

اگر یہ مستقل اور ازلی ابدی قانون ہے اور تمہارے مفروضے کی بنا پر انسان بندر اور بن مانس کی ارتقائی شکل ہے تو انسانی تاریخ اور یادداشت کے ہزاروں سال اس بات کی شہادت کیوں نہیں دیتے کہ انسانی تاریخ کے کسی دور میں کسی بھی شخص نے کسی بن مانس یا بندر کو کینچلی بدل کر انسانی شکل میں تبدیل ہوتے دیکھا ہو جس طرح انڈے سے دُم دار مینڈک پیدا ہوتے ہیں جو اپنے دُم جھاڑ کر مینڈک کی صُورت اختیار کر لیتے ہیں ؟

مَیں انسانی پیدائش کی نہیں بلکہ انسان کی ارتقائی نوعیت کی بات کر رہا ہُوں کہ کس طرح انسان نے موجودہ شکل اختیار کی۔

مَیں بھی انسانی جسم کے ارتقاء کی بات کر رہا ہُوں۔ میرے سوال کو زیادہ آسانی سے یوں سمجھو کہ تمہارے کہنے کے مطابق مطلق مکان اور مطلق زمان کا نظریہ ایک مستقل قانون ہے اور اس پر آج بھی عمل جاری ہے۔ اگر دس لاکھ سال قبل

marfat.com

یہ ارتقائی عمل شروع ہوا اور آہستہ آہستہ بندر نے بن مانس کی شکل اختیار کی اور بن مانس نے انسانی شکل اختیار کی تو یہ تسلسل اب مشاہدے میں کیوں نہیں ہے؟ اب سے لاکھوں سال پہلے والے بندر بن مانس بنتے کیوں نہیں دکھائی دے رہے اور لاکھوں سال قبل والے بن مانس اپنی دُم جھاڑ کر انسانی ہیئت کیوں نہیں اختیار کر رہے۔ کیا یہ قوانین صرف اس وقت تک نافذ رہے جب تک انسان نے موجودہ صورت اختیار نہ کر لی اور انسان کو عقل ملتے ہی ارتقائی دور ختم ہوگیا۔ اگر ایسا ہوا تو یہ قوانین مطلق نہیں رہے، مستقل اور خود بخود نہیں رہے ورنہ آج بھی ہمیں ایسے بندروں کی ایک نسل ملنی چاہیے تھی جو بن مانس کی شکل اختیار کرنے والے ہوں اور بن مانس کی ایک ایسی نسل کرۂ ارض پر موجود ہونی چاہیے تھی جو چند روز میں دُم جھاڑ کر انسانی نسل میں شریک ہو جائیں ورنہ یہ قانون معدوم ہوگیا۔

تم کیا کہنا چاہتے ہو .....؟

یہ کہ انسان اشرف المخلوقات پیدا ہوا۔ ابتدا میں وہ بے شک ان پڑھ اور جاہل تھا لیکن اس کی عقل اور نامحدودیت پسندی نے اسے پتھر کے دَور سے نکال کر میزائل کے دَور میں داخل کر دیا۔ انسان اگرچہ غیب کے علم سے خود بخود واقف نہیں لیکن غیب الغیوب کو پائے بغیر انسانیت مطمئن نہیں ہوسکتی۔ ہر شے کی حقیقت کو پانے کے لیے وہ ایک مفروضہ قائم کرتا ہے اور آنے والے دن اس کو نئے تجربات اور مشاہدات کی بنیاد پر دوسرا نیا مفروضہ یا نتیجہ متعین کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ یہی صورت نیوٹن کے نظریہ مطلق مکان اور مطلق زمان کی ہے۔

نیوٹن کے نظریہ کی تردید مشاہدے اور سائنس کی بنیاد پر کر رہے ہو یا تمہاری ذہنی اختراع ہے.....؟

marfat.com

میں اس کی تردید سائنس اور مشاہدات کی بنیاد پر کر رہا ہوں۔ کوانٹم اور اضافیت کے نظریوں کی بنا پر آنے والے زمانے نے نیوٹن کی تردید کر دی۔ پروفیسر ہائی زن برگ نے ۱۹۲۷ء میں ثابت کیا کہ مظاہر فطرت میں تعین یا جبر نہیں ہے۔ انیسویں صدی میں جب نیوٹن کے نظریوں پر مبنی طبیعیات اپنے عروج پر پہنچ رہی تھی اور لوگوں نے یہ سمجھنا شروع کر دیا تھا کہ کائنات کی تشکیل خود بخود علت و معلول کی میکانکس کی بنا پر ہوتی ہے۔ عین اس زمانے میں پے در پے چند تجربے اور مشاہدات ہوئے کہ خود اس علم کی بنیادیں ہل گئیں —— مادہ اور توانائی، جوہر اور عنصر، زمان و مکاں اور علت و معلول جیسے بنیادی تصوّر سرے سے بدل گئے۔ ہائی زن برگ نے کوانٹم اور اضافیت کے نظریوں کی بنیاد پر نئے قوانین دریافت کیے۔

ہائی زن برگ نے کیا قانون دریافت کیا....؟

ہائی زن برگ نے بتایا کہ نہ صرف کائنات بلکہ اس کے کسی حصے یہاں تک کہ ایک ذرّہ کا مستقبل بھی متعین نہیں کیا جا سکتا، بلکہ وہ کئی ممکنہ حالتوں میں سے کوئی حالت اختیار کر سکتا ہے۔

تو پھر اشیاء کی حقیقت کو کیسے دریافت کیا جائے.....؟

۱۹۲۲-۲۳ء میں مختلف سائنسدانوں نے اعتراف کیا کہ اشیاء کی انتہائی حقیقت کو نہ تو دریافت کیا جا سکتا ہے اور نہ یہ چیز سائنس کے دائرۂ عمل میں ہے۔ نیلس بوہر (NELIS BOHER) کے کوانٹم نظریہ میں جب یکے بعد دیگرے متعدد خامیاں دریافت ہوئیں تو ۱۹۲۴-۲۵ء میں نئی کوانٹم میکانکس کی بنیاد رکھتے ہوئے ہائی زن برگ اور ڈیراک نے بتایا کہ غلطیوں کی اصل وجہ

marfat.com

سائنس کے مقصد اور طریقۂ کار کا غلط تعین ہے۔

پھر سائنس کا صحیح مقصد اور طریقۂ کار کیا ہے......؟

سائنس کا مقصد یہ نہیں کہ وہ اشیاء کی اصلی اور آخری حقیقت معلوم کرے بلکہ سائنس کا کام صرف یہ ہے کہ اشیاء اور مظاہر میں باہمی ربط اور تعلق کا پتہ چلائے۔ ڈیراک نے مثال کے طور پر کہا کہ سائنس میں یہ سوال کرنا بے معنی ہے کہ برق کی حقیقت یا ماہیت کیا ہے، بلکہ صحیح سوال یہ ہوگا کہ قوتِ برق کا عمل کیا ہے؟ نیوٹن کے قانون تجاذب کو اس لیے مسترد کرنا پڑا کہ اس کی بناء پر سیارہ عطارد کا جو مدار محسوب کیا جاتا ہے وہ مشاہدہ کیے ہوئے مدار کے مقابلے میں غلط ہے۔

پھر زندگی کی حقیقت تو نہیں معلوم ہو سکتی.....؟

ہاں زندگی کی اصل حقیقت کے بارے میں سوال سائنس کے مقصد اور دائرۂ کار سے باہر ہے۔

تو کیا زندگی اور جسم پر تجربات نہ کیے جائیں۔ بیمار کو سسک سسک کر مرنے دیا جائے کیونکہ یہ سائنس کے دائرۂ عمل اور مقصد سے باہر ہے...؟

نہیں۔ میں نے صرف اتنا کہا ہے کہ زندگی کی اصل حقیقت کے بارے میں سوال سائنس کے دائرۂ کار سے باہر ہے۔ جسمانی نشو و نما، نظامِ تنفس، پیدائش اور تمام اشیاء کی موجودہ حالت اور ان کے عمل سے متعلق سوال صحیح سوال ہوگا۔

زندگی سے پہلے اور زندگی کے بعد یا خود زندگی کی حقیقت کے بارے میں سوال سائنس کے دائرۂ عمل سے باہر ہے.....؟

ہاں۔ ایک مادی جسم مکمل ہیئت کے ساتھ مُردہ ہو جاتا ہے۔ اس

marfat.com

میں آنکھ موجود ہوتی ہے دیکھتی نہیں ، دل موجود ہوتا ہے دھڑکتا نہیں ، دماغ سوچتا نہیں ، جسم حرکت نہیں کرتا ۔ سائنس دان دورانِ خون رُکنے یا دل کی دھڑکن بند ہونے کے ساتھ اس کی طبعی موت کا اعلان کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر اس مُردہ جسم میں پمپنگ سیٹ لگا کر دورانِ خون دوبارہ جاری کر دیا جائے اور دل کو بجلی کے ذریعے دھڑکنے پر مجبور کر دیا جائے تب بھی انسان میں شعور یا زندگی لوٹ کر نہیں آتی کیونکہ انسان کی اصل حقیقت اور زندگی کی ماہیت سائنس کے مقصد اور دائرۂ عمل سے باہر ہے۔

سائنس کا مقصد اور دائرۂ کار محدود کرنے سے انسان میں بے چارگی اور جہالت کا احساس جنم لے گا ، کیونکہ وہ زندگی اور دُوسرے عوامل کی اصل حقیقت کے بارے میں اپنے آپ کو عاجز محسُوس کرے گا ۔ کیا ان حقیقتوں کا راز جاننے کے لیے کوئی دوسرا علم موجُود ہے...؟

سائنس کی ترقی نے ایک طرف انسان کو کائنات کی لامتناہی وسعتوں سے شناسا کیا ، دوسری طرف شعور اور فکر والے ذہن میں کم مائیگی، بے علمی اور پستی کا احساس پیدا کیا ۔ ایٹم کے متعلق ۱۸۹۵ء تک یہی سمجھا جاتا رہا کہ وہ مادہ کا سب سے چھوٹا ذرہ ہے جس کی مزید تقسیم نہیں کی جا سکتی ۔ لیکن اس کے بعد پتہ چلا کہ ہر ایٹم کے اندر بہت سے اور چھوٹے ذرے ہوتے ہیں جن کو الیکٹرون ، پروٹون اور نیوٹرون کہتے ہیں ۔ کسی ایٹم کا مادہ مسلسل پھیلا ہوا نہیں ہوتا بلکہ یہ ذرے اس کے اندر نظامِ شمسی کی طرح ترتیب دیے ہُوئے ہوتے ہیں اور چند معینہ مداروں پر حرکت کرتے رہتے ہیں ۔ ایٹم کے مرکزی حصے

marfat.com

"نیوکلیس" کی شکست سے ایٹم کی ماہیت بدل جاتی ہے اور ایٹمی توانائی بھی حاصل ہوتی ہے۔

کیا نیوٹن کے نظریہ کو ہائزن برگ کے علاوہ کسی اور سائنسدان نے بھی مسترد کیا.... ؟

ہاں۔ آئن سٹائن نے نظریاتی اور غیر تجرباتی وجوہات کی بنا پر نیوٹن کا نظریۂ مطلق زمان اور مطلق مکان یکسر مسترد کر دیا۔ آئن سٹائن نے ثابت کیا کہ وقت کوئی مطلق شئے نہیں بلکہ اضافی ہے۔ کائنات میں دو مختلف چیزیں مکان اور زمان نہیں بلکہ ایک ہی شئے "مکان۔زمان" پائی جاتی ہے۔

لیکن اس طرح سائنس کی حدود قائم کرنے سے اور دائرۂ کار کو محدود کرنے سے انسان کی نامحدودیت پسندی متاثر ہو گی اور نئے اسرار و رموز سے آگاہی میں رکاوٹ پیدا ہو گی..... ؟

کائنات کا سارا نظام اور پیچیدگیاں دراصل انسانی عقل کی راہنمائی اور راستہ دکھانے کے لیے ہیں۔ سائنس اور اشیاء کے اسرار و رموز جاننے کی خواہش اور تگ و دو حقیقتاً انسان کو کائنات کی حقیقت کے قریب تر لے جاتی ہے۔

وہ کس طرح ..... ؟

انسان کی نامحدودیت پسندی یا غیب کو جاننے کی خواہش نے اسے ہر روز نئے اسرار سے بھی آگاہ کیا اور قدیم جہالت سے بھی۔ ذی شعور انسان ہر روز نئے اسرار اور علوم کی آگاہی کے ساتھ اپنے آپ کو مزید جاہل اور عاجز محسوس کرتا چلا گیا۔ انسان نے اپنی آنکھ کی مدد سے جو ستارے دیکھے ان کی تعداد تقریباً ۱۰،۰۰۰ ہے۔ بڑی بڑی دور بینوں کی مدد سے سات کروڑ

marfat.com

تک دیکھے جا سکتے ہیں ۔ فوٹو گراف میں یہ تعداد ہزاروں ملین تک پہنچتی ہے لیکن مدہوش کر دینے والے یہ اعداد اصل میں بیرونِ خلا میں شروع ہوتے ہیں جہاں کروڑوں سحابیے اور اربوں سیارے پلئے جاتے ہیں۔ یہ ناقابلِ یقین اعداد و شمار بھی بجاتے خود ہیچ در ہیچ ہو کر رہ جاتے ہیں، جب ان کے مقابلے میں کائنات کی وسعت کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ ان اربوں، کھربوں ستاروں، کہکشاؤں کی بساط کائنات کی وسعت میں ایسی ہے جیسے اگر زمین کو ایک بالکل خالی کرّہ تصوّر کر لیا جائے تو اس میں ایک ذرّے کی ہو گی۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ سائنس اور تحقیقاتی کام دراصل انسان کو زیادہ علم کے ساتھ زیادہ احساسِ جہالت اور عجز دیتے ہیں اور کائنات کے اس پیچیدہ ترین نظام کو پیدا کرنے والے کی نشاندہی کرتے ہیں کیونکہ شاہدانی دُنیا میں انسان سب سے بڑا، طاقت ور اور ذی عقل ہے لیکن یہ سب چیزیں نہ صرف اس نے نہیں بنائیں بلکہ اس کا مشاہدہ ان کو دیکھ بھی نہیں سکا۔

ہاں۔ سائنس اور تمام تحقیقاتی علوم دراصل اس اعلیٰ ترین ذات کے قریب تر لے جاتے ہیں جس کی فنکاری، قدرت اور طاقت کو دیکھ کر انسان بے ساختہ سجدے میں گر جاتا ہے اور اپنے آپ کو واقعی عاجز محسوس کرتا ہے۔

تب تو سائنس کا نام بدل کر "عرفان" رکھ دیا جائے تو کیسا رہے گا، کیونکہ سائنس دراصل اشیاء کی حقیقت دکھا کر ان کی اصل کے قریب تر لے جاتی ہے جو خُدا کی ذات ہے۔ اشیاء کے خواص اور طریقۂ کار کی نشاندہی بھی سائنس کا کام ہے۔ اعلیٰ ترین کی طرف علم کو منسوب کرنے

marfat.com

سے علم کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوگا۔

تم ٹھیک کہتے ہو کہ جنرل سائنس کو "علمِ عرفان" کہنا بہتر ہے۔ طبیعیات، کیمیا، علم الابدان وغیرہ سب اس کی شاخیں ہیں۔ سائنس کو عرفان کہنے سے خود علمِ سائنس کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوگا کہ علم کا رشتہ مخلوق کے بجائے خالق سے بل جائے گا اور سائنس داں کو "عارف" (خدا کو پہچاننے والا) کہنے سے خود سائنس دان کی قدر میں اضافے کے علاوہ اسے اپنے کام میں زیادہ فخر اور اطمینان کا احساس ہوگا کہ وہ عوامل پر تحقیقات کے ذریعے ایک طرف اشیاء اور عواملِ قدرت کو انسانی خدمت کے لیے مسخر کر رہا ہے۔ دوسری طرف خالقِ کائنات کے حکم کو پورا کر رہا ہے اور ایک مستقل عبادت* میں مشغول ہے۔

جنرل سائنس کو علمِ عرفان کہنے کی ایک دوسری بہت بڑی وجہ انسانی ذہن کی ارتقاء بھی ہے۔ جب انسان پتھر کے دَور میں تھا جہالت کے اندھیروں میں گم تھا۔ اس وقت اس کی ذہنی سطح کے مطابق انبیاء اس کے لیے نشانیاں لاتے تھے جو براہِ راست اور انتہائی کھلی ہوتی تھیں مثلاً طوفانِ نوحؑ، پتھروں کا عذاب، اونٹنی کی نشانی، من و سلویٰ یا حضرت عیسیٰؑ کا بچپن میں بولنا وغیرہ۔ لیکن انسانی ذہن کی بلوغت نے سائنس کی ترقی کے ساتھ براہِ راست نشانیوں کی بجائے کائنات میں تخلیق کی پیچیدگیوں اور سربستہ رازوں سے پردہ اُٹھا کر پیدا کرنے والے سے قریب تر کر دیا۔ اب سائنس وہ نشانیاں رات دن انسانی ذہن کو فراہم کرتی ہے جو جہالت کے دنوں میں انبیاء پر معجزہ کے طور پر اُترتی تھیں۔ سائنس بلاشبہ علمِ عرفان ہے۔

* کیا وہ اُونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس عجیب طور پر پیدا کیا گیا ہے۔ اور آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح بلند کیا گیا ہے۔ اور پہاڑوں کو

marfat.com

نہیں دیکھتے کہ کس طرح کھڑے کیے گئے ہیں۔ اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح بچھائی گئی ہے۔ تو آپ بھی ان کی فکر میں نہ پڑیئے، بلکہ صرف نصیحت کر دیا کیجئے، کیونکہ آپ تو صرف نصیحت کرنے والے ہیں۔"

(سورۃ غاشیہ۔ ۱۸-۲۱)

marfat.com

ابراہیم کے نام

تم میرے بیٹے ہو

تمہارے اور میرے درمیان محبت اور اعتماد کا گہرا رشتہ موجود ہے۔ مجھے تم سے بات کرنے کے لیے دلیلوں اور منطق کی ضرورت نہیں۔ ہمارا ذہنی رابطہ مضبوط اور استوار ہے۔

بیٹا! میں نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ تمہیں دے دینا چاہتا ہوں تاکہ تم اپنی فکر اور زندگی کی بنیاد اس کے آگے سے اٹھاؤ۔ کام طویل ہے اور وقت کم کہ زندگی صرف ایک بار ملتی ہے۔

ابی! مادی وسائل کے بغیر دُنیا تمہیں ہیچ سمجھے گی۔ مٹی کا رشتہ مٹی سے ہے۔ وسائل کے لیے بھی ضرور محنت کرو۔ اپنے شکار کا مزا اور اپنی کمائی کا صدقہ بے مثال چیز ہے لیکن مٹی کے بُت بے جان ہوتے ہیں۔ صرف مٹی تمہاری منزل نہ ہو۔ علم انسان کی پہچان ہے۔ انسان علم کے بعد فرشتوں کے سجدے کا سزاوار بنا لیکن علم تکبّر اور اکڑ دیتا ہے۔ اکڑ اور تکبّر کے درد کا مرہم خدمت ہے۔ اس مرہم کو علم اور مٹی کے جوہر سے تیار کرو۔ دراصل آگہی اور شکر کا نام علم اور خدمت ہے۔ اس کا مستقل استعمال تمہیں لافانی کر دے گا۔

ابی! گناہ سے نفرت ضروری ہے لیکن گناہ گار سے نفرت نہ کرنا۔ گناہ کی بنیادی وجہ جہالت، لاعلمی اور ذہانت کی کمی ہے۔ تجربہ گاہوں میں یہ

marfat.com

ثابت ہوا ہے کہ ۹۵ فیصد جرائم پیشہ افراد کا ذہنی معیار ایک عام انسان کے ذہنی معیار سے کم ہوتا ہے۔ جرائم کا انسداد بیشتر وہ لوگ کرتے ہیں جو نتائج سے واقف نہیں ہوتے۔ ان کے ذہن نسبتاً کند ہوتے ہیں۔ جس طرح پاگل کی حرکات سزا سے زیادہ رحم کی مستحق ہوتی ہیں اسی طرح ۹۵ فیصد افراد جو جرائم میں ملوث ہوتے ہیں، اگرچہ مکمل پاگل نہیں ہوتے، لیکن ان کی ذہنی سطح کم تر درجے کی ہوتی ہے۔ ان کا ۱۰۵ پست ہوتا ہے۔ جس طرح کمزور اینٹینا ۳۰۷ پر صرف مقامی تصویر دیتا ہے، لیکن بہت طاقت ور اینٹینا خلاء کے باہر کے مکمل حالات بھی اخذ کر سکتا ہے، اسی طرح چھوٹے ذہن کے افراد قریبی اور فوری فائدے کو اہمیت دیتے ہیں۔ کمزور ذہن کی لڑکی وقتی لذت کے لیے گھر بار اور خاندان چھوڑ دیتی ہے۔ چور ڈاکہ ڈالتا ہے۔ اس سے بلند مگر پست ذہنی سطح کے لوگ لوہا لکڑی یا اینٹ اور پتھروں کے تودوں کے عوض بک جاتے ہیں۔ ان کی نظر میں بڑی بڑی بلڈنگیں اور صنعتی زندگی کا حاصل ہوتی ہیں۔ وہ مقامی ۵۰ - ۶۰ سالہ زندگی کو ہی زندگی کی ابتدا اور انتہا سمجھتے ہیں۔ بلند ذہنی سطح کے لوگ بلند عمارات میں ملبہ کے بڑے بڑے ڈھیر دیکھتے ہیں اور اپنی ذات کے لیے علم، عرفان، امن، محبت اور رواداری کا انتخاب کرتے ہیں۔ بلند ذہنی سطح کے افراد خلا سے باہر کی تصاویر بھی اخذ کر سکتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ کائنات کا بنانا نہ کھیل اور مشغلہ ہے اور نہ ہی اتفاق سے یہ سب کچھ ہوگیا۔ وہ لایعنی بحث کے بجائے اپنے حالات کے مطابق اپنی آئندہ نہ ختم ہونے والی زندگی پر بھی توجہ دیتے ہیں، کیونکہ حکمت اور دانائی کی کنجی صرف عرفان ہے۔

marfat.com

ابراہیم! آنحضور صلعم کے آخری پیغمبر ہونے کے باعث جہاں اُمّت کو مرتبہ بلا ہے، وہاں ذمّہ داریاں بھی بڑھی ہیں، بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ مرتبہ ملنے کی وجہ ہی اضافی ذمّہ داریاں ہیں۔ اُمّتِ محمدیؐ کے ہر فرد کے ذمّے کارِ نبوت بھی ہے۔ یعنی بُرائیوں سے حتی الوسع دوسروں کو بھی روکنا اور راہِ مستقیم کی ترغیب دینا۔

میری ذاتی رائے ہے کہ تم خطبات اور درس سے زیادہ جہد اور میدانِ عمل میں حصّہ لینے والوں کے ساتھ رہو۔ میدانِ عمل کا مطلب جوش سے زیادہ ہوش ہے۔ اگرچہ خطبات بھی بہت ضروری ہیں لیکن عمل کے بغیر کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ آج دنیا میں جس قدر مدرس، کتابیں اور علمار موجود ہیں پہلے کبھی نہ تھے اور آج سے زیادہ بے عملی بھی تاریخ میں کم رہی ہے۔ ہمارے ادارے صرف راہ بتا کر آگے چل دیتے ہیں۔ راہ پر چلنا سکھانے والے افراد اور ادارے نسبتاً بہت کم ہیں۔ ہمارے معاشرے میں وکیلوں کا کوئی ایسا ادارہ نہیں جو مظلوم کو بلا معاوضہ قانونی مدد دے، حالانکہ خُدا ترس وکلار موجود ہیں۔ ہمارے یہاں ڈاکٹروں کی کوئی ایسی جماعت نہیں جو ضرورت مندوں کا علاج مفت کرے۔ اور ہر روز کم ازکم ایک گھنٹہ تمام ڈاکٹر حضرات کے لیے مُفت معالجے کا لازمی کر دے حالانکہ ہمارے معاشرے میں نیک دل ڈاکٹروں کی کمی نہیں لیکن ان کے پروگرام کو مربوط کرنے کے لیے کوئی مضبوط شخصیت چاہیے۔

ہمارے طلبار رضاکارانہ مسافروں کی مدد کر سکتے ہیں، مریضوں کی عیادت کے لیے ہسپتال جا سکتے ہیں، تعلیم بالغاں کو فروغ دے سکتے ہیں۔ ہفتے میں صرف ایک دن اگر طلبار کے نصاب میں سوشل سروس کا لازمی قرار دے دیا جائے تو ان کو زندگی قریب سے دیکھنے کا موقع ملے گا۔ ان کے لیے

marfat.com

دین پر چلنا آسان ہو جائے گا۔ اگر ممکن ہو تو تم ایسی جماعتیں بنانے میں مدد دو۔ اگر ایسے ادارے موجود ہوں تو نئے ادارے نہ بناؤ بلکہ ان سے منسلک ہو جاؤ۔

والدین اور پڑوسیوں کے حقوق بتانے والے ہزاروں علماء ہیں لیکن ان حقوق پر چلنے کے لیے راستہ بتانے والا کوئی نہیں۔ مسافروں کے حقوق، یتیموں اور بیماروں کے حقوق ہمیں ہر روز سُنائے جاتے ہیں لیکن ان کی ادائیگی کیلئے کوئی انگلی نہیں پکڑتا۔ اس طرح روزانہ نصیحتیں سُن کر اور ان پر عمل نہ کرکے دل سخت ہو جاتے ہیں۔ تعلیمات کا صرف سُننا کارِ ثواب بن گیا ہے' حالانکہ ثواب والدین اور پڑوسیوں کے حقوق کا صرف سننا ہی نہیں بلکہ دراصل حقوق کی ادائیگی ہے۔ عیادت کی زبانی فضیلت مریض کی تشفی کا باعث نہیں بلکہ مریض کی عملی دلجوئی مریض کے حقوق کی ادائیگی کی ضامن ہے۔

ابی — ایک بہت ضروری بات — کسی مسئلے کا حل بھی جدوجہد ہے اور پھل بھی جدوجہد — میں دوبارہ بتانا چاہتا ہوں کہ مسئلے کا پھل بھی جدوجہد ہے۔ کامیابی اور ناکامی پر نہ تم کو اختیار ہے اور نہ ہی تم سے سوال کیا جائے گا۔ نتیجے کے تم نہ مکلّف ہو نہ مسئول۔ پھر یہاں کی کامیابی اور ناکامی بھی تو عارضی ہے، ابتدائی ہے۔ کسی سیریز میں ابتدائی میچ جیتنے والی ٹیم ممکن ہے کہ فائنل تک پہنچنے کے لیے اہلیت (QUALITY) ہی حاصل نہ کر سکے۔ کامیابی صرف آخری کامیابی ہے۔

"HE LAUGHS THE BEST WHO LAUGHS THE LAST."

ایک بات اور — ابی — تم کو صرف میری محبت اور عقیدت اس بات پر مائل نہ کرے کہ تم فکر اور استدلال کے بغیر میری بات مان لو۔ مجھ سے غلطیاں یقیناً ہوئی ہوں گی۔ جہاں کہیں تم خلوصِ نیت، فکر اور

marfat.com

حالات کی بنا پر میرے تجزیے میں نقص دیکھو بلا تردد اس کو تبدیل کر دینا۔

"بیٹا۔ اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو یا وہ آسمان کے اندر ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اس کو حاضر کر دے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور باخبر ہے۔ بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور بُرے کاموں سے منع کیا کر یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے اور لوگوں سے اپنا رُخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبّر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر اور اپنی آواز کو پست کر بیشک آوازوں میں سب سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔"

(سورہ لقمان ۱۵۔ ۱۹)

marfat.com

اشتہار

آپ کے خیال میں اشیأ کا وجود ہی زندگی کے حسن کو نکھار بخشتا ہے یا اقتدار و قوّت کو آپ زندگی کی دلفریبیوں کا باعث سمجھتے ہیں؟

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ حصولِ خدمات کا مطلب عزّت و حشمت ہے؟

کیا زندگی میں کامیابی صرف وراثت اور اعلیٰ خاندان کی مرہونِ منت ہے؟

کیا آپ عمر اور صحت کو خوشیوں کے ساتھ لازم خیال کرتے ہیں؟

دکھوں اور غموں کی وجوہات آپ کے نزدیک کیا ہیں؟

اشیا کی کمی یا وسائل کی کیابی یا اقتدار سے محرومی آپ کے نزدیک ذلت و رسوائی کا باعث ہے یا کم تعلیم یافتہ ہونے کے باعث آپ زندگی میں وہ مقام حاصل نہ کر سکے جو آپ کرنا چاہتے ہیں!

کیا آپ کے خیال میں زندگی کا منحوس ترین دن آپ کی پیدائش کا دن ہے کہ آپ نے ایک ایسے گھرانے میں جنم لیا جو آپکو مصائب اور آلام کے سوا کچھ نہ دے سکا۔

ممکن ہے آپ حادثات و اتفاقات یا بالفاظِ دیگر اپنی قسمت سے شاکی

marfat.com

ہوں کہ انسان مجبورِ محض ہے، ہر تکلیف کا ذمّہ دار خدا ہے کہ اس کے ہاتھ میں آپ کے نصیبے کی لوح و قلم ہے۔

ایک پل کے لیے ذہن کو پُر سکون کیجیے اور اس امر پر غور کیجیے کہ آپ بیک وقت علم، اقتدار، امارت، اعلیٰ خاندان اور جوانی کو مستقل رکھ کر جمع کر سکتے ہیں؟ کیا آپ تفکّرات اور مصائب سے نجات حاصل کرنے کے لیے افلاس، جہالت، بیماری، بڑھاپا، جائے پیدائش یا خاندان یا حادثات و اتفاقات یا دوسرے لفظوں میں اپنے مقدر پر قابو پا سکتے ہیں؟

ایک آپ ہی نہیں کوئی بھی ان سب چیزوں کو بیک وقت حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ یقین کیجیے آج کے دَور میں ہر شخص تکلیف میں مبتلا ہے اور ان سب سے بڑھ کر تکلیف دہ حقیقت یہ ہے کہ جن عوامل کو سکون کا باعث سمجھا جاتا ہے، بعد ازاں وہ تکلیف کا باعث بن جاتے ہیں۔

اگر آپ ان تمام عوامل کو بیک وقت حاصل کرنا ناممکن سمجھتے ہیں جو زندگی میں خوشیوں کا باعث ہیں اور اپنے آپ کو اتفاقات اور حادثات یا تقدیر کے ہاتھوں بے بس سمجھے جاتے ہیں لیکن پھر بھی خوشیوں اور سکون کے متلاشی ہیں تو سُنیے۔

خوشیاں صرف حصول کا نہیں قربانی کا مطالبہ بھی کرتی ہیں۔

خوشیوں کے حصول کے لیے "لینے" کے ساتھ ساتھ "دینا" بھی پڑتا ہے۔

لینے اور دینے، حصول اور قربانی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

marfat.com

قربانی صرف مال کی نہیں ہوتی، قربانی علم کی بھی ہوتی ہے۔
جان اور صحت کی بھی ہوتی ہے، قربانی وقت کی بھی ہوتی ہے

یہ قربانیاں احساس محرومی سے آشنا نہیں کرتیں بلکہ ان قربانیوں سے آدمی لٹا کر حاصل کرتا ہے، کھو کر پاتا ہے۔ صحت، جان اور علم کی قربانی انہیں جلا کا احساس دلاتی ہے اور قربانی کرنے والا انسان حادثات اور تقدیر کے ہاتھوں بھی غمگین نہیں ہوتا۔ ان گنت اندازے خوشیاں اس کا استقبال کرتی ہیں۔

یہ خیال غلط ہے کہ تمام تکالیف اور مشکلات کی وجہ محض غربت اور مادی افلاس ہی ہے۔

فاضل مالی وسائل ہوتے ہوئے دوسروں کو نہ دینا برا ہے۔

لیکن یہ بھی اس قدر قابل ملامت ہے کہ کسی کے پاس علمی ذخائر ہوں، تکنیکی معلومات ہوں اور وہ ان کو دوسروں کے فیض کا ذریعہ بنائے۔

علم کو بانٹنا اور عملی زندگی میں اس کو کام میں لانا نہ صرف غربت اور مادی کمی کو دور کرنے کا ذریعہ ہے بلکہ اخلاقی اقدار اور انسانیت کے حصول کے لیے بھی لازمی ہے۔

فاضل سرمایہ رکھنے والے اگر بخیل ہیں اور سرمایہ دار ایک گالی کے طور پر ان کے لیے استعمال ہوتا ہے تو علمی اور تکنیکی معلومات کو بنی نوع انسان کی فلاح کے لیے نہ بانٹنے والے بھی کسی گالی کے مستحق ہیں۔

بخل یہ بھی ہے کہ آپ کسی کی مالی امداد کر سکیں اور نہ

کریں، چند الفاظ دوسروں کو سکھانے کی صلاحیت ہو اور نہ سکھائیں کسی شخص کی بیماری کی تشخیص کر سکیں اور نہ کریں۔ کسی کا کیس عدالت میں لڑ سکیں اور نہ لڑیں یا محض کسی کی تکلیف میں اس کو دو میٹھے بول کہہ سکیں اور نہ کہیں تو یہ بھی بخل ہے۔

یقین کیجیے کہ آپ اپنی سطح پر مظلوم یا ضرورت مند کی ہمیشہ امداد کر سکتے ہیں اس کے لیے محض ذرا ہمت کی ضرورت ہے۔

عملی زندگی میں چونکہ انسان تنہا کچھ نہیں کر سکتا، تیزوتند مخالف ہوائیں اس کا حوصلہ ختم کر دیتی ہیں، وہ اپنے آپ کو کلیتاً فنا کر کے بھی معاشرے کی نو کے آثار محسوس نہیں کر سکتا۔ اسی بات کو پیشِ نظر رکھ کر چند دوستوں کے ساتھ مل کر مسائل کے لیے وسائل کی تلاش کیجیے۔

خواہ وہ مسائل کسی قدر بڑے کیوں نہ ہوں اور ان کی سعی اس کے مقابلے میں کسی قدر حقیر کیوں نہ ہو۔

خواہ وہ مسائل اجتماعی ہوں یا ذاتی ان کا تعلق دُکھ بیماری سے ہو یا واہمہ سے ہو، لیکن دکھ بہرحال دُکھ ہے جن دوستوں سے اس ادارہ کو تشکیل دیا جا سکتا ہے اس میں ڈاکٹر، وکیل، بزنس مین، سرکاری ملازم اور صحافی بھی شامل ہیں۔

آپ بھی سوچیے اور مزید سوچیے اگر اس یقینی اور بیمثال خوشیوں کے راستے کو آپ پسند کریں تو عملی زندگی میں انفرادی اور اجتماعی بنیاد پر قربانی کا عزم کیجیے۔

marfat.com

کانٹے پر کلی آنے تک

اگرچہ خطوط اور ڈاک کو بحیثیت مستقل مضمون اختیار کرنا ہمارے پروگرام کا حصہ نہیں، لیکن ہم جب سنجیدہ ہوتے ہیں تو کیا سوچتے ہیں اور کس قدر، معاشرے کی تڑپ اور درد ہمارے اندر موجزن ہے اس کا خاکہ سامنے لائے بغیر کوئی درست قدم اٹھانا ممکن نہیں۔ ذیل کے چند اقتباسات اور فلوریڈا سے جناب راؤ عبدالرشید صاحب کا خط ہمارے معاشرہ کی دردناک منظر کشی کرتے ہیں۔

"دھنک میں آپ کے اشتہار کا اپنا ہی رنگ تھا۔ جدا جدا دلکش اور شاید پُرفریب بھی۔ پہلے خیال آیا یہ بھی کوئی ریسرچ ہو گی ورنہ آج کے دور میں یہ جذبہ یہ سرفروشی چہ معنی۔۔۔"

(م۔سین۔اختر۔سیالکوٹ)

"خط کو پھاڑ کر پھینک دیجیے اور اس بات پر فخر کیجیے کہ آپ کے الفاظ میں اتنی طاقت اور ظاہری خلوص ضرور ہے کہ اشتہار پڑھ کر میرے جیسا پریشان حال کوئی بھی شخص بڑی امید

marfat.com

سے آپ کو خط لکھنے کی غلطی کر سکتا ہے ۔" (محمد شفیق)

• دھنک میں صفحہ ۳۳ پڑھا تو ایسا لگا جیسے آفتاب نہیں ویسم بول رہا ہے لیکن لفظ "اشتہار" دیکھ کر مایوسی بھی ہوئی کہ یہ کسی بازاری حکیم، مولوی، ڈاکٹر یا نجومی کی طرف سے دیا گیا ہے۔

(ویسم احمد۔ جہلم)

• الفاظ کی اصنام گری میں تو بے شک آپ کو ملکہ ہے لیکن اگر آپ واقعی مخلص بھی ہیں —— تب بھی کیا آپ دیوانے کا خواب نہیں دیکھ رہے؟" (احمد حسن۔ پشاور)

• درد بانٹنے کا عزم کس قدر خوش کن ، لیکن یہ صرف لفاظی تو نہیں۔ ابھی حضرت آج کل اللہ تعالیٰ کی رضا کی کسے پڑی۔ خواہ مخواہ آپ لوگوں نے یہ کھڑاگ رچایا۔ کوئی اور نفع مند کاروبار کریں۔ کس کس کا دکھ بانٹیں گے ؟ (سجاد احمد۔ ربوہ)

• السلام علیکم ! آپ کا اشتہار دھنک اپریل ۵ ، ۹۱ء "دوست کون" نظر سے گزرا۔ تجسس انسانی فطرت ہے اور مجھے یہ شک ہوا آپ الفاظ کا استعمال (شاید) جانتے ہیں۔ بہرحال لفظوں میں رکھا ہی کیا ہے۔ نہ جانے کتنی خوبصورت تحریریں، کتنے جذباتی الفاظ روزانہ دنیا میں چھپتے ہیں۔ میں آپ کو بددل نہیں کرنا چاہتا، لیکن آپ جانتے ہی ہوں گے کہ مداری ہر نئی صبح بھیس بدل کر آتے ہیں اور وہی اقتدار کا پرانا کھیل۔ پاکستان وہ بدنصیب خطہ ہے جہاں مخلص لوگوں کا قحط ہے۔ یہاں ناامیدی کفر کے مترادف ہے،

اس لیے لکھ رہا ہوں۔

نہ ہو نومید، نومیدی زوال علم و عرفاں ہے

امید مرد مومن ہے خدا کے رازدانوں میں

آپ نے جو کچھ لکھا درست۔ سب کچھ سہی، لیکن ذرا یہ تو بتلائیں وہ لوگ ہیں کہاں جن کی بات آپ نے کی ہے۔ اور اگر وہ سب پاکستان میں بستے ہیں تو پاکستان، پاکستان کیوں نہیں ہے۔ ہم سب جھوٹ اور افسانوں کی دنیا میں رہتے۔ ہم پدرم سلطان بود پر یقین رکھتے ہیں لیکن جب اپنی بات آتی ہے تو پھر تمام باتیں ختم، جو لوگ ذہین ہیں وہ لیڈر بن جاتے ہیں۔ پھر کچھ اور لوگوں کا لکھ پتیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور بس۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ برصغیر کے پچیس کروڑ مسلمان انہی حالات سے دوچار ہیں جن سے کبھی اسپین کے مسلمان دوچار تھے۔ سیاست کو چھوڑیے۔ کیا ہمارے پاس رشوت اور سفارش کا کوئی علاج ہے! غداری کا کوئی علاج ہے؟ اقربا پروری کا علاج ہے! کیا ہمارے پاس بدکردار سیاست دانوں کے لیے کچھ ہے، شراب خانے، جوا خانے، چکلے، کون یہ سب چلا رہا ہے؟ اسلامی جمہوریہ پاکستان، رشوت، رشوت، رشوت، ہزار بار رشوت، لاکھ بار رشوت۔ جب ہم بیچنے کو تیار ہیں تو کیوں نہ پاکستان خریدا جائے—— میرا ایمان ہے کہ مرض کے بچنے کی ایک ——اور۔ صرف ایک صورت ہے۔ ایسے افراد ہر خطہ (صوبہ) سے ایک ساتھ مل کر جدوجہد کریں جو وسیع النظر ہوں۔ ان کی اپنی کوئی

marfat.com

خواہش نہ ہو۔ صرف رضائے الٰہی کے لیے کام کریں۔ بانگ دہل وہ باتیں کہیں جن کے کہنے سے زبانیں کٹتی ہوں، ہر شعبہ کے افراد ہوں۔ ڈاکٹر، انجینئر، وکیل، تاجر، سرکاری ملازم، تمام سیاستدان نہ بن جائیں بلکہ اپنے اپنے شعبے میں دیانتداری سے کام کریں۔ بڑے آپریشن کے لیے کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ بجائے چھ کروڑ لوگوں کے کشتے کے چند ہزار غدار اور راشی افراد نہ رہیں۔

(ڈاکٹر عبدالرشید۔ فلوریڈا)

ہماری تمام ڈاک اور موصولہ تحریریں شک اور اُمید سے پُر ہیں، لیکن ناامیدی اور یاس کی کیفیت ان پر غالب ہے۔ معاشرے پر سے اعتماد اٹھ جانے کی ایک تکلیف دہ مثال اس وقت سامنے آئی جب ایک روزنامے نے جس میں فلم خان زادہ اور خطرناک کے اشتہار چھپتے رہے ہیں میرے مذکورہ مضمون کو بطور اشتہار بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ان کا ادارہ اس کے "پوشیدہ زہر" کو سمجھنے سے قاصر رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ اعتماد کو اس اس انداز سے مجروح کیا جاتا رہا ہے کہ لفظ اعتماد، بھائی چارہ اور تعاون کو لغت میں سے نکال دینے کو جی چاہتا ہے یا کم از کم اس خطے سے نکل جانا ہی سکون کا باعث ہوتا ہے جو شک اور ظلم کا گھر ہو۔ لیکن کیا اس سے مسئلہ حل ہو جاتا ہے؟ کتنے لوگ فرار حاصل کر سکیں گے اور آخر کیوں کریں؟ مسئلہ پر گہری نظر ڈالیے۔ مسئلہ اس قدر پیچیدہ نہیں ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ شرافت اور خلوص

معدوم ہو گئے "انسان فطرتاً نیک پیدا ہوا ہے" ہمیں یہ مژدہ روسو
ROSSEAU سے قبل رسول اکرمؐ کی زبانی اسی طرح معلوم ہو گیا
تھا جس طرح شکاگو کی بغاوت اور انقلاب فرانس یا انقلاب روس
سے قبل نظام سرمایہ داری کے خلاف قرآن پاک کھلا اعلانِ جنگ
کر چکا تھا "مومنو! خدا سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا
سُود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار
ہو جاؤ خدا اور رسول سے جنگ کرنے کے لیے" (البقرہ) شرافت
انسان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے، ورنہ جو تکالیف معاشرہ اسے دے
رہا ہے اگر وہ بغاوت پر آمادہ ہو جائے اور گالی کا جواب گالی
اور گولی کا جواب گولی سے دینا شروع کر دے تو دنیا چند گھنٹے بھی
نہ چل سکے۔ یہ شرافت ہی ہے کہ جو ظلم کی چکی میں پس رہی
ہے لیکن کراہنے کے علاوہ کچھ نہیں کرتی، کیونکہ انسان فطرتاً تکلیف دینا
نہیں چاہتا، ورنہ چند ہزار ظالموں کو کروڑوں کی گرفت سے کون بچا
سکتا ہے۔ شرافت معدوم نہیں خوفزدہ ضرور ہے۔ درندگی اور ظلم
کی آواز کے سامنے بزدلانہ انداز پسپائی اختیار کر چکی ہے۔ ضرورت
شرافت کو ہمت دلانے اور اس کی حیثیت اور طاقت کو تسلیم کرانے
کی ہے۔ ظالم ایک ساتھ مل کر اپنے اپنے محاذ سے حملہ کر رہے
ہیں، لیکن وہ بے بنیاد اور بے حقیقت ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے
کہ شرافت کی عظیم ترین قوت جو ظلم کے طاری کردہ سراب میں اپنے
آپ کو بھول چکی ہے اس کو بیدار کیا جائے اور باہمی رسہ کشی اور

marfat.com

اختلاف کی جگہ ان میں عمل ایکائی پیدا کیا جائے، کیونکہ بالآخر یہی ان سب کا مقصد ہے۔ آپ چاہیں تو شرافت کو ہمت دلانے کی کوشش میں حصّہ لے سکتے ہیں۔ اگر چھوٹا منہ بڑی بات کی گستاخی نہ ہو تو چند تجاویز پیشِ خدمت ہیں جو صرف بے لوثی کا مطالبہ کرتی ہیں روپے پیسے کی محتاج نہیں۔ مثلاً:

صحتِ عامہ

چند دوستوں سے تشکیل کردہ جماعتیں مختلف ہسپتالوں کے گشت پر مامور کر دی جائیں جو اپنی ہمت کے مطابق روزانہ، ہفتہ وار یا کم ازکم ماہانہ ایک گشت کر کے اپنے متعلقہ ہسپتال سے متعلق مریضوں کی تکالیف کا جائزہ لے کر خود دور کریں یا متعلقہ حکام تک جائیں۔ اس کے علاوہ پرائیویٹ ڈاکٹروں سے روزانہ کم ازکم ایک مریض دیکھنے کا وعدہ لیا جائے اور ضرورت مندوں کو وہاں بھیجا جائے۔

قانون کا تحفظ

آج کل وکلا صاحبان خود بھی معاشرے کے مظلوم ترین افراد ہیں۔ وہ اچھی طرح معاشی اور معاشرتی تکالیف سے آگاہ ہیں۔ ان کے لیے ہرماہ کم ازکم ایک کیس کسی ضرورت مند کا کرنا خود اس کے احساس کمتری اور پسپائی کو کم کرے گا اور ان کا یہ معاشرہ پر عظیم احسان ہوگا۔ اگر وہ افراد کو قانونی تحفظ کا یقین دلاسکیں۔

marfat.com

روزگار

آپ یقین کیجیے کہ آپ کسی کو روزگار سے لگا کر اس کی زندگی میں ایک عظیم مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کی سفارش کی بنا پر (بشرطیکہ مطلوبہ قابلیت موجود ہو) مستحق شدہ افراد کی مدد کر سکیں یا کم از کم ضرورت مند افراد کے لیے اخبار میں اپنے اطمینان کے بعد "ضرورت ہے" کے کالم میں ضرورتمندوں کی نشاندہی کر دیں تو یہ بے نفسی اور شرافت کی آواز ہو گی۔ آپ کو ان اشتہارات کے لیے کوئی خاص خرچ بھی نہ کرنا پڑے گا۔ آپ کے ارد گرد کئی لوگ اسی مدد پر راضی ہوں گے۔

یتیموں اور مسافروں کی مدد

یتیم خانے جو معاشرے سے بھاری رقوم وصول کرتے ہیں آپ ان میں جا کر اندازہ لگائیے کہ وہ بچوں سے ناانصافی تو نہیں کر رہے آپ ایک ایسی جماعت ترتیب دیں کہ وہ یتیم خانوں کو گناہ کی تربیت گاہ نہ بننے دیں۔ اسی طرح آپ اپنے قریب ترین اسٹیشن پر کسی فرد کو مامور کیجیے کہ مسافروں کی راہنمائی کر سکے۔ ان کو منزل کا صحیح راستہ اور تانگہ ٹیکسی والوں کے شر سے بچا سکے۔ شاید ۲۵۰ روپے ماہوار پر آپ کئی عصمتیں بچا سکیں گے۔

---

marfat.com

یہ صرف چند تجاویز ہیں، حرفِ آخر نہیں۔ آپ بھی سوچیے، اپنے ماحول اور حالات کے مطابق مل کر بیٹھیے۔ سوچیے اور کیجیے۔ صرف بحث میں حصہ مت لیجیے۔ کافی ہاؤس کی بحث دماغی عیاشی ہے مسائل کا حل نہیں۔ جو کوئی بھی آپ سے قریب ترین انفرادی یا اجتماعی پُرخلوص کوششوں میں مصروف ہوا اس کی معاونت کیجیے، نام پر مت جائیے۔ شخصیت اور دبدبے سے متاثر نہ ہوئیے۔ ہر شخص اور ادارہ سے تعاون کیجیے۔ ٹانگ نہ کھینچنا بھی تعاون ہے کوئی شخص یا ادارہ ابتدائی مدارس قائم کرتا ہے۔ وہ عظیم کام کی بنیاد رکھتا ہے۔ کوئی یونیورسٹی میں فصاحت اور بلاغت کے ذریعے نیکی میں مدد کرتا ہے۔ کوئی مختلف انداز سے سیاست میں دخل دیتا ہے۔ اگر معاونت ممکن نہیں تو کم از کم برائی سے احتراز کریں کہ اس سے مقصد مجروح ہوتا ہے۔ شرافت، اتحاد اور اعتماد کے لیے کام کیجیے، ورنہ آپ کے شکوک حقیقت نہ بنتے جائیں۔

---

marfat.com

دوست کون

چند دوستوں نے محسوس کیا کہ ہمارے بے شمار قومی، انسانی، اجتماعی اور ذاتی مسائل ایسے ہیں جن کا حل ہمارے اپنے وسائل میں موجود ہے، لیکن عظیم تر مسئلہ ان وسائل کی تلاش اور صحیح رخ پر ان کا تصرف ہے۔ کوئی بیماری یا مسئلہ ایسا نہیں جس کا حل موجود نہ ہو جس کی دوا اللہ تعالیٰ نے نہ اتاری ہو، لیکن اس سے استفادہ، کوشش اور جستجو کا مرہونِ منت ہے۔ رب العالمین نے انسان کی پیدائش کے ساتھ اس کی ساری ضروریات زندگی اتار دیں، لیکن اس کی تقسیم کو ایک نظام کے تحت کر دیا اور اس نظام کو چلانے کی ذمہ داری خود انسان کے سپرد کر دی اور یہی انسانیت کا امتحان قرار پایا کہ کون اس نظام کو کس حد تک اپنے انفرادی اور اجتماعی نظم میں جگہ دیتا ہے۔ غلط تقسیم دولت کے نتائج، بھوک، جہالت، افلاس اور سرمایہ داری، کیمونزم، ڈکٹیٹرشپ یا بادشاہت کی صورت میں سامنے آتے۔ لوٹ انفرادی سطح پر بھی کی گئی اور قومی یا بین الاقوامی سطح پر بھی اس

marfat.com

کا میدان گرم رہا۔

انسان کے علاوہ دوسری مخلوقات کی ضروریات نسبتاً فطری طریقہ پر پوری ہو جاتی ہیں۔ ہر مخلوق کو اس کی جسمانی نشوونما اور آسائش کے لیے اس کی غذائی ضروریات، ان کے حصول کا طریقہ اس کے رہنے کے لیے گھر بنانے کا طریقہ اس کی مخلوق میں رب العالمین نے عام کر دیے ہیں۔ مثلاً چڑیا اپنا گھونسلہ بغیر سیکھے بنا سکتی ہے اس کو پیٹ بھرنے کے لیے دانہ چگنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔ مچھلیاں پانی میں، حیوان جنگلوں میں، کیڑے بلوں میں غرض ہر مخلوق اپنی ضروریات کی تسکین اللہ کی طرف سے ودیعت کردہ فطری تعلیم سے پوری کر لیتا ہے۔ انسان کا معاملہ دوسری مخلوقات سے مختلف ہے۔ اگر انسانیت کے لیے وضع کردہ اصولوں مثلاً ہمدردی، تعاون اور قربانی کو اپنایا جائے تو انسانی ضروریات کی تسکین کوئی معمولی سا مسئلہ بھی نہیں رہتیں۔ لیکن اس سے ہٹ کر بلاشبہ نسل انسانی اس حد تک مجبور ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے پیٹ کو بھرنے کے لیے اپنی عصمتوں کو بیچے اور اپنے بدن کو ڈھانکنے کے لیے چوری کرے، ڈاکے ڈالنے والوں کی ذمہ داری اور گناہ ان لوگوں کے سروں پر عائد ہوتا ہے جو بچا بچا کر رکھتے ہیں یا دوسروں کی مدد کا اہل ہونے کے باوجود ان کی مدد نہیں کرتے۔

یہ خیال غلط ہے کہ تمام تکالیف اور مشکلات کی وجہ محض غربت اور مادی افلاس ہی ہے۔ فاضل مالی وسائل ہوتے ہوئے دوسروں کو

marfat.com

نہ دینا بھی برا ہے لیکن یہ بھی اسی قدر قابل ملامت ہے کہ کسی کے پاس علمی ذخائر ہوں، تکنیکی معلومات ہوں اور وہ دوسروں کے فیض کا ذریعہ نہ بنائے۔ علم کو بانٹنا اور عملی زندگی میں اس کو کام میں لانا نہ صرف غربت اور مادی کمی کو دور کرنے کا ذریعہ ہے بلکہ اخلاقی اقدار اور انسانیت کے حصول کے لیے بھی لازمی ہے۔ فاضل سرمایہ رکھنے والے اگر بخیل ہیں اور سرمایہ دار ایک گالی کے طور پر ان کے لیے استعمال ہوتا ہے تو علمی اور تکنیکی معلومات کو بنی نوع انسان کی فلاح کے لیے نہ بانٹنے والے بھی کسی گالی کے مستحق ہیں۔ بخل یہ بھی ہے کہ آپ کسی کی مالی امداد کر سکیں اور نہ کریں۔ لیکن چند الفاظ دوسروں کو سکھانے کی اہلیت ہو اور نہ سکھائیں۔ کسی شخص کی بیماری کی تشخیص کر سکیں اور نہ کریں۔ کسی کا کیس عدالت میں لڑ سکیں اور نہ لڑیں یا محض کسی کی تکلیف میں اس کو دو میٹھے بول کہہ سکیں اور نہ کہیں تو یہ بھی بخل ہے۔ یقین کیجیے کہ آپ اپنی سطح پر کسی مظلوم یا ضرورت مند کی ہمیشہ امداد کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے محض ذرا ہمت کی ضرورت ہے۔

اسی جذبے اور اعتماد کی بنا پر چند دوستوں نے ایک محنت کا آغاز کیا ہے جس کا بنیادی مقصد درد کو بانٹنا ہے۔ مسائل کے لیے وسائل کی تلاش ہے خواہ وہ مسائل کسی قدر بڑے کیوں نہ ہوں اور ان کی سعی اس کے مقابلے میں کسی قدر حقیر کیوں نہ ہو۔ خواہ وہ مسائل اجتماعی ہوں یا ذاتی، ان کا تعلق دکھ، بیماری سے ہو یا محض

marfat.com

واہمہ سے ہو، لیکن دکھ بہرحال دکھ ہے۔ جن دوستوں نے اس ادارہ کو تشکیل دیا ہے اس میں ڈاکٹر، وکیل، بزنس مین، سرکاری ملازم اور صحافی بھی شامل ہیں۔ ان سب کا نصب العین ایک ایسی مستقل محنت کا آغاز ہے جو کہ وسائل کو وسائل سے یکجا کر سکے۔ اس محنت کا واحد مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔

طریق ہائے کار

ہمارے طریق ہائے کار کا اہم ترین پہلو یہ ہے کہ ہمارا ادارہ حتی الامکان مالی وسائل قبول نہیں کرے گا۔ ہمارا کام حاجت مند کو حاجت روا سے ملانا ہے۔ مالی وسائل ضرورت مند کو براہِ راست پہنچانے ہوں گے۔ اس کی اہم ترین وجہ یہ ہے کہ آپ کے مال کے ساتھ آپ کی جان کا بھی خرچ ہو۔ آپ خود اپنی نگاہوں سے اپنی نسل اور خون کی تکلیف دیکھیں اور محسوس کریں۔ سننے اور مشاہدے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ بعض حالات پتھروں کو بھی پاش پاش کر دیتے ہیں۔ زمانہ بعض اوقات ایک لمحہ میں کیسی کروٹ لیتا ہے۔ حساس ذہن اس کے مشاہدے سے پھٹ جاتے ہیں اور یہیں انسانیت کی آزمائش ہوتی ہے۔

اگر آپ اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہونا چاہیں جو اللہ تعالیٰ نے شرفِ انسانیت کا باعث رکھے ہیں تو ہم آپ کو خوش آمدید کہیں گے آپ مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کسی بھی طرح ہمارے ساتھ شامل

marfat.com

ہو سکتے ہیں۔

① **معاون:** اگر آپ کسی ٹیکنیکل پیشے سے تعلق رکھتے ہیں تو اس میں سے تھوڑا سا وقت نکالیں مثلاً اگر آپ ڈاکٹر ہیں تو چند مریض جو آپ آسانی سے دیکھ سکیں دیکھ لیں۔ اگر آپ وکیل ہیں اور کسی نادار مظلوم کا مقدمہ لے سکیں۔ اگر ماہر نفسیات ہیں اور کسی کی ذہنی پریشانی کو دور کر سکیں، کسی کی سفارش کے اہل ہوں سفارش کر سکیں کسی طالبِ علم کو حصولِ علم میں مدد دے سکیں، کسی بیوہ کی امداد، کسی یتیم کی سرپرستی، کسی قرض دار کی ادائیگی قرض میں مدد دے سکیں یا کوئی بھی دوسری قربانی اور خدمت انجام دینے پر آمادہ ہوں۔ تو آپ ہم سے تعاون کریں۔ ہم ان ضرورت مندوں کی نشاندہی کر دیں گے جن کی آپ براہِ راست مدد کر سکیں۔

② **رفیق:** دوسری صورت ہمارے ساتھ تعاون کی ایک مخلص کارکن کی ہے۔ حاجت مندوں اور دردمندوں کو آپس میں ملانے کے لیے ایک مستقل محنت اور تنظیم کی ضرورت ہے۔ اگرچہ ہر مانگنے والے کو دینا اچھی بات ہے لیکن فی زمانہ حاجت مند کی تلاش ایک ضرورت بن گئی ہے۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ حاجت مند کو محض پہچان کر بے مانگے دیا جائے۔ ہم کون ہوتے ہیں کہ لوگ ہمارے سامنے اپنا سینہ چاک کریں اور اپنی عزتِ نفس کے چہرے پر سے نقاب اٹھائیں کہ ہم ان کی خودداری کو بے نقاب دیکھیں، لیکن پیشہ ور مانگنے والوں نے تکلیف دہ ماحول پیدا کر دیا ہے جس کا ازالہ ضروری ہے۔

marfat.com

آپ جہاں اور جن حالات میں بھی رہتے ہوں، اگر اجتماعی طور پر ایسی محنت کا آغاز کر سکیں۔ کسی کمزور کو محبت، ہمدردی اور تعاون کا یقین دلایا جا سکے تو یہ معاشرے پر آپ کا احسان ہو گا۔ اجتماعی محنت کی بنیاد آپ کے لیے خداوند تعالیٰ کے یہاں لامحدود خزانوں کی بنیاد کا ذریعہ ہوں گے، اگر آپ کے ملک شہر یا گاؤں میں ایسی تنظیم موجود نہیں، تو آپ چند مخلصین کو جمع کر کے اس کا آغاز کیجیے اور اگر کوئی تنظیم موجود ہو تو اس سے منسلک ہو جائیے۔

(۳) **ہمدرد**: اگر آپ کسی بھی وجہ سے اجتماعی عمل میں شریک نہ ہو سکیں اور نہ ہی مالی وسعت اور علمی قابلیت ہو کہ کسی کی ضرورت پوری کر سکیں تو کسی مصیبت زدہ سے زبانی ہمدردی، بیمار کی مزاج پرسی اور سب سے بڑھ کر ذاتی طور پر کسی کو تکلیف نہ پہنچانے کا عہد چاہے وہ زبانی ہو یا جسمانی، آپ کو ذاتی ذمہ داری سے عہدہ برآ کر دے گا جو اللہ تعالیٰ نے بحیثیت مسلمان اور انسان کے آپ پر عائد کی ہیں۔

خوشبو ہی خوشبو

○ "اور لوگوں سے بے رخی اختیار نہ کر، زمین پر اکڑ کر نہ چل، یقیناً اللہ تعالیٰ کسی متکبر، شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا۔ اپنی رفتار درمیانہ رکھ اور اپنی آواز پست کر، سب سے بُری آواز گدھے کی ہے۔" (سورۃ لقمان)

marfat.com

○ اے پیغمبر! اللہ تعالیٰ کی بڑی مہربانی ہے آپ پر کہ آپ ان کے ساتھ نرم دل رہے اور اگر آپ تندخو اور سخت طبیعت ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔ (آل عمران)

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں آپ کے ساتھ تھے ہم میں سے بعض لوگ روزے سے تھے اور بعض نے روزہ نہیں رکھا تھا۔ ہم نے ایک جگہ قیام کیا۔اس دن شدید گرمی تھی روزہ دار تو لیٹ گئے اور دوسرے لوگوں نے خیمے لگائے اور اونٹوں کو پانی پلایا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"آج بے روزہ دار ثواب لے گئے۔"

○ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ آسانی کرو اور تکلیف میں مبتلا نہ کرو اور تسکین دو نفرت پیدا نہ کرو۔

○ نبی اکرمؐ نے فرمایا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا۔

○ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مَیں تمہیں وہ آدمی نہ بتاؤں جس کو آگ پر حرام کیا گیا اور جس پر آگ حرام ہے۔وہ نرم کلام، نرم مزاج اور نرم خُو آدمی ہے۔

○ سرور کائناتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خوش اخلاق اور شریف آدمی پر رحم فرمائے گا جو خریدتے، بیچتے اور قرض کا تقاضا کرتے وقت خوش اخلاقی اور شرافت سے کام لیتا ہے۔

○ حضورؐ نے فرمایا کہ مومن اپنے اچھے اخلاق سے راتوں کو جاگ کر

marfat.com

عبادت کرنے والوں اور دن میں روزہ رکھنے والوں کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

○ نبی کریمؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک دوسرے کے جان و مال کو ایسے ہی حرام قرار دیا ہے جیسا تمہارا یہ دن، یہ شہر اور مہینہ حرمت والا ہے۔ سنو کیا میں نے تم تک پہنچا دیا۔ لوگوں نے کہا۔ حضورؐ آپ نے پہنچا دیا۔ آپ نے تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے "اے اللہ! گواہ رہنا۔ یاد رکھو میرے بعد دوبارہ اس طرح کفر نہ کرنے لگنا کہ تم ایک دوسرے کی گردن اڑانے لگو۔"

○ سرکارِ دوعالمؐ نے فرمایا مومن، مومن کے لیے ایک عمارت کی طرح ہے جس کا ہر حصّہ دوسرے حصّہ کو مضبوط کرتا ہے۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر کے بتایا کہ یوں۔

○ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ تم مومنوں کو آپس میں رحم، محبت اور مہربانی کرنے میں یوں دیکھو گے گویا وہ ایک جسم ہیں اور جسم کے کسی ایک حصّہ کو تکلیف ہو تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں اس کا ساتھ دیتا ہے۔

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جو ہاتھ اور زبان سے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچائے اور مومن وہ ہے جس سے لوگوں کی جان اور مال امن میں رہیں۔

marfat.com

مگر اسلامی ....

○ اسلام میں حکومت، اقتدار یا عہدے کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا امّیدوار کی نا اہلی تصوّر ہوتی ہے۔ جو فرد نہ صرف خود کو حکومت کے لیے پیش کرے بلکہ اس حکومت کی بنیاد طاقت اور بندوق کی نالی ہو وہ طرزِ حکومت کوئی بھی ہو سکتا ہے مگر اسلامی .....

○ عوام النّاس کو ضروریاتِ زندگی مثلاً روٹی، کپڑا، مکان، طبّی امداد اور تعلیم کی لازمی فراہمی اسلامی معیشت کی بنیاد ہے۔ جس طرزِ معیشت میں فراہمیٔ روزگار حکومتِ وقت کی ذمّہ داری نہ ہو وہ نظامِ معیشت کوئی بھی ہوسکتا ہے مگر اسلامی .....

○ تفکّر، تدبّر اور تجسّس کی دعوت کا ذکر قرآنِ کریم میں کسی بھی دوسرے مضمون سے زیادہ ہے۔ جہاں اجتہاد پر مستقل قانوناً بندش لگا دی جائے تو یہ قانون کوئی بھی ہوسکتا ہے مگر اسلامی .....

marfat.com

دیوانے کے خواب

○ وہ کیسا نظامِ معیشت ہوگا جہاں فراہمیٔ روزگار سلطانِ وقت کی لازمی ذمّہ داری ہو اور نجی سرمایہ کار کو مزدور کے حصول کے لیے نہ صرف حکومت سے بہتر معاوضہ ادا کرنا پڑے بلکہ اس کے دل میں مزدور کے لیے جذبۂ شکر اور احسان بھی ہو کہ اس کی محنت کے بغیر سرمایہ بے کار تھا۔

○ وہ کون سا وقت ہوگا جب نظامِ سرمایہ داری کو اسلام سے کم از کم اتنا ہی بعید سمجھا جانے لگے جس قدر دُور اشتراکیت کو سمجھا جاتا ہے۔

○ وہ کیسی جمہوریت ہوگی جہاں مشاورت اور کثرتِ رائے کے بعد تمام افراد طے شدہ فیصلوں کی کامیابی کے لیے ہاتھ ملا کر کام کریں گے، جہاں کسی پیشہ ورانہ حزبِ اختلاف کا وجود نہ ہوگا، بلکہ افراد اختلافِ رائے اور حزبِ اختلاف میں واضح فرق محسوس کریں گے۔

○ خودی کا کیا معیار ہوگا جب انسان کائنات میں خود کو سب سے بلند اور قیمتی سمجھ کر مادہ کے عوض بکنا بند کر دے گا۔

○ علم کس قدر بلندی پر ہوگا جب خالق اور مخلوق کا فرق عام ہو جائے گا اور انسان خالق کو سجدے میں اپنی بڑائی محسوس کرے گا۔

○ انسانیت کس قدر عروج پر ہوگی جب موروثی جاہ و جلال یا نیچ خاندان کو فرد کی ذاتی کمزوری یا بڑائی کا درجہ نہ دیا جائے گا۔

○ روحانی اور مادی ترقی کی کیا رفتار ہوگی جب زندگی کے ہر پہلو پر تحقیق کو عبادت کا لازمی جزو سمجھ لیا جائے گا۔

○ اقتدارِ اعلیٰ (اللہ) کی وہ کیسی نیابت ہوگی جب تمام اسلامی ریاستیں اپنا دفاع "متحدہ ریاستہائے اسلامیہ" کے تحت کریں گی۔

marfat.com

؟ ؟ ؟

۱۷ دسمبر ۱۹۸۳ء

مَیں نے ڈائری کبھی نہیں لکھی، لیکن ۱۷ دسمبر ۱۹۸۳ء کو میرے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اسے مَیں زمانے کے ہاتھوں بھلانا نہیں چاہتا۔ مجھے ایسا علم نہ مکتب میں ملا، نہ اسکول، کالج اور یونیورسٹی سے حاصل کر سکا۔ ایسا تجربہ اور مشاہدہ نہ دنیا کی خاک چھانتے ہوئے کسی سفر میں ملا نہ ہی کسی ادارے، انجمن یا فرد کی مدد سے اس قدر ذاتی اور اہم حقیقت کو حاصل کر سکا۔ مجھے وقت سے ڈر لگتا ہے مبادا اس واقعہ کو بھلا دوں اور بڑی محرومی کا شکار ہو جاؤں۔

تقریباً گزشتہ تین سال سے میری دائیں ٹانگ میں تکلیف تھی۔ ابتدائی دنوں میں درد کافی شدید رہا لیکن آہستہ آہستہ مختلف علاجوں سے درد تقریباً ختم ہوگیا، لیکن معمولی سی لنگڑاہٹ باقی رہ گئی۔ مَیں نے علاج کسی نہ کسی پیمانے پر جاری رکھا اور لاہور کے تمام معروف ڈاکٹر صاحبان سے وقتاً فوقتاً مشورہ لیتا رہا لیکن وہ معمولی لنگڑاہٹ دُور نہ ہوئی۔ میرے دوست بریگیڈیئر محمد اقبال نے سی ایم ایچ لاہور کے مشہور نیورو لوجسٹ سرجن گل بادشاہ سے ملوایا جنہوں نے کسی حتمی نتیجے پر پہنچنے کے لیے مائیلوگرافی کا مشورہ دیا۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۳ء کو میری مائیلوگرافی کی گئی۔ ریڑھ کی ہڈی میں انجکشن کے ذریعے رنگدار سیال دوائی داخل کرکے ایکسرے مشین پر میری نسوں (NERVES) کا جائزہ لیا گیا۔ میری دو نسیں شدید متاثر پائی گئیں۔ ۱۴ دسمبر کو مجھے ہسپتال میں آپریشن کے لیے داخل کر لیا

marfat.com

گیا اور ۱۸، دسمبر آپریشن کی تاریخ مقرر ہوئی۔

پونے بارہ بجے دوپہر مجھے آپریشن کی میز پر لٹا دیا گیا اور جنرل انستھیسیا (مکمل بے ہوشی) کے لیے ڈرپ لگا دی۔ مجھ سے کہا گیا کہ آپ کچھ دیر آرام سے سوئیں گے۔ نہ معلوم کتنی دیر بعد مجھے ایکا ایکی آوازیں سُنائی دینا شروع ہوگئیں۔ مجھے کسی آرا مشین کی سی آواز آ رہی تھی۔ مجھے یاد آیا کہ میں اس وقت آپریشن تھیٹر میں ہوں اور یہ آری یا چُھریاں میری ہڈیوں اور گوشت کو کاٹنے کے لیے استعمال ہو رہی ہیں۔ مَیں دفعتاً خوفزدہ ہوگیا کہ شاید جنرل انستھیسیا کا اثر ختم ہونا شروع ہوگیا اور اب مَیں تکلیف سے چلّانے لگوں گا لیکن مجھے کسی قسم کی تکلیف کا احساس نہیں ہوا۔ مَیں نے چاہا کہ میں اپنی ٹانگ، ہاتھ یا کم از کم انگلی کو ہلانے کی کوشش کروں تاکہ انستھیسیا کے اثر کا جائزہ لے سکوں لیکن میں نے اپنے آپ کو بالکل مجبور محسوس کیا۔ جسم اور ذہن میں کوشش کے باوجود رابطہ پیدا نہ کر سکا۔

بے ہوشی ختم ہوسکنے کے امکانی خوف سے آزاد ہو کر مَیں نے اِرد گِرد بار بار پیدا ہونے والی پاؤں کی چاپ سُننا شروع کی۔ پھر مجھے ڈاکٹر گل بادشاہ کی آواز آئی کہ معلوم کرو مریض سگریٹ پیتا ہے۔ قدموں کی آوازیں آتی رہیں۔ پھر ڈاکٹر صاحب کی آواز آئی کہ گہرا نیچے کی طرف کاٹو۔ پھر آواز آئی کہ دیکھو نروز کے یہ کیسے گچھے بنے ہوئے ہیں۔ اور نیچے کاٹو۔ "یہ نروکس قدر موٹی ہے۔ کسی نے اس قدر موٹا یہ نرو پہلے دیکھی ہے"۔ کسی مددگار نے جواب دیا "سر! نہیں دیکھی۔ یہ باتیں سُنتے ہوئے میرا ذہن اس حدیث کی طرف منتقل ہوگیا کہ مُردہ قبر میں باہر کی آوازیں سُنتا ہے۔ ان کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ لوگوں کے قدموں کی آہٹ سے ان کو پہچان لیتا ہے۔ میں نے ...

marfat.com

ذہن اور جسم کا رابطہ ڈھونڈنے کی کوشش کی لیکن بے سُود۔ مذکورہ حدیث اور اپنے اُوپر گزرنے والے مشاہدے کے باعث مجھے اپنے بعض بزرگوں پر بہت رحم آیا جن کے عالیشان مزارات بنا کر رات اور دن ان کے سرہانے ڈھول بجائے جاتے ہیں۔ اپنے محسنوں کو ہم کیسا بدلہ دے رہے ہیں۔ مَیں کانپ گیا۔

میرا وہ ذہن جو جسم سے رابطہ نہ ہوتے ہوئے بھی ارد گرد کے ماحول سے آوازوں کی حد تک باخبر تھا ان آوازوں سے دوبارہ بے خبر ہو گیا اور مَیں نے خود کو شعوری حالت میں فضاؤں کی انتہائی بلندیوں پر پایا۔ مجھے اس بلندی پر یہ اچھی طرح احساس تھا کہ اس مقام پر فی نفسہٖ جسمانی طور پر موجود نہیں ہوں بلکہ محض میرے ذہن اور شعور کا وجود ہے۔ مَیں نے بہت دُور ایک معمولی سا دائرہ دیکھا جو چمک رہا تھا۔ جس کا حجم اس فضا کے مقابلے میں جسے میں دیکھ سکتا تھا [illegible] ہی حقیر اور بے حقیقت تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ حقیر سا دائرہ دنیا [illegible]۔ مجھے اپنے اُوپر بہت ہنسی آئی کہ مَیں اس دُنیا بلکہ اس کے کسی حقیر ترین [illegible] کے لیے زندگی بھر لڑتا رہا۔ اس موقع پر میرے ذہن میں ایک اور سوال اُبھرا کہ [illegible] بھی تین طاقتیں موجود ہیں۔ اول میرا یہ ذہن جو سوچ رہا ہے زندہ ہے، دوسری یہ کائنات جو مَیں دیکھ رہا ہُوں موجود ہے اور تیسرے اللہ تعالیٰ کی ذات زندہ اور موجود ہے۔ مجھے فوری جواب ملا کہ اللہ تعالیٰ جب چاہیں گے اس شعور کو جو اب بھی سوچ رہا ہے اور اس سطوت و دُنیا کو جو دکھائی دے رہی ہے اسی طرح بے جان کر دے گا جس طرح تمھارے جسم کو بے جان کر [illegible] ہے۔ اس دن صرف اللہ کی حکومت ہو گی۔

مجھے دوبارہ آوازیں سُنائی دینا شروع ہو گئیں۔ ڈاکٹر صاحب کہہ رہے

marfat.com

تھے کہ " It is very frustrating " لیکن میں اس مایوسی کی کوئی وجہ محسوس نہ کر سکا۔ ایک بار آواز آئی کہ "بند کریں"۔ جب میری آنکھ کھلی تو میں "انتہائی توجہ" کے وارڈ میں تھا۔ میرے والد، والدہ اور ڈاکٹر گل بادشاہ سرہانے کھڑے تھے۔ میں نے فوراً ڈاکٹر صاحب کو بے ہوشی کے دوران ان کی گفتگو کی روئیداد سنائی۔ وہ اور متعلقہ مددگار نرس مجھے حیرت سے سن رہے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ آج تک یہ شکایت پہلے کسی مریض سے نہیں سنی اور یہ صرف تمہارے والدین کی دعاؤں کا اثر ہے کہ تم اس قدر ہوش میں رہے۔ ڈاکٹر صاحب اس کی کوئی دوسری توجیہہ نہ دے سکے۔ معاون نرس نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ نہ صرف یہ سب کچھ صحیح بتا رہے ہیں بلکہ بے ہوشی کے عالم میں سنی ہوئی بات یاد بھی رکھی ہے۔

آپریشن سے گھر آنے تک تقریباً دس دن ہسپتال میں رہا۔ اس دوران میرے سب سے بہترین رفیق وہ خیالات رہے جو آپریشن کے دوران پیش آنے والے واقعات کا تجزیہ کرنے میں گزرے۔ شاید کوئی وقت ایسا گزرا ہو کہ میرا ذہن کسی دوسرے مسئلے یا بات میں لمبے عرصے کے لیے منتقل ہوا ہو۔ چونکہ یہ ایک خالص ذہنی تجربہ تھا، اس لیے محض علم نفسیات اور مذہب کی روشنی میں ہی ادھیڑ بن کرتا رہا۔

میں نے محسوس کیا کہ مفکرین نفسیات نے اپنا دائرہ کار بہت مختصر کیا ہوا ہے۔ یہ درست ہے کہ ذہن پر تجربات آسان نہیں خصوصاً تحت الشعور اور لاشعور پر تجربات بہت مشکل ہیں لیکن پھر بھی ذہن کے مدارج کو محض شعور، تحت الشعور اور لاشعور میں تقسیم کر دینا علم نفسیات یا ذہنی سائنس کی حدود کو

marfat.com

بہت تنگ کرنے کے مترادف ہے۔ مجھے ان حدود سے سخت اختلاف ہے۔ اور میں نے ذہنی مدارج کو مندرجہ پانچ درجات میں تقسیم کیا ہے۔ میرے تجزیے کے مطابق شعور (ذہن) جمادات، نباتات اور حیوانات میں بھی ایک خاص درجہ میں موجود ہے لیکن صرف ان کی صلاحیت میں فرق ہے۔ کوئی بھی شے یا ماحول جب کسی دوسری شے یا ماحول سے مل کر متاثر ہو تو یہ تبدیلی یا ردِّ عمل ذہن اور شعور کی دلیل ہے۔ ذہن ایک مستقل اور ٹھوس حقیقت ہے جس کا وجود زندگی، اجسام یا ظرف سے مشروط نہیں۔ یہ مختلف ماحول اور اجسام میں آہستہ آہستہ ترقی کی منزلیں طے کرتا رہتا ہے۔

عدمِ شعور

عدمِ شعور اس مکمل مُردگی کا نام ہے۔ جب کسی شے یا ماحول پر کوئی دوسری شے یا ماحول کسی طرح اثر انداز نہ ہو سکے۔ غیر اثر اندازی یا جمود کی ایسی مکمل کیفیت بظاہر عدم (نہ ہونے) کے علاوہ شاید کسی موجود چیز میں نہیں پائی جاتی۔ پہاڑ گھٹتے بڑھتے ہیں، لوہا پگھل جاتا ہے۔ زمین بار آور کرتی ہے۔ غرض ہر ایک چیز یا ماحول کسی دوسری چیز یا ماحول سے مل کر کوئی ردِّ عمل ظاہر کرتا ہے۔ اس میں اثر پذیری ہوتی ہے۔ اس طرح عدمِ شعور کی کیفیت اس میں نہیں ملتی۔

مذہب کی رو سے کائنات ایک وقت عدم تھی جس کو وجود بلا، مکمل، مُردہ، ناقابلِ اثر انداز ماحول اور اشیاء کو اللہ نے اپنے حکم سے پیدا کیا۔

"بھلا تم کیوں کر اللہ کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم کچھ نہ تھے سو تم کو جاندار کیا۔ پھر تم کو موت دیں گے، پھر زندہ کریں گے، پھر

marfat.com

ان ہی کے پاس لے جائے جاؤ گے۔ وہ ذات ایسی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے فائدے کے لیے جو کچھ بھی زمین میں موجود ہے سب کا سب، پھر توجہ فرمائی آسمان کی طرف، سو درست کر کے بنا دیے سات آسمان۔ اور وہ سب چیزوں کے جاننے والے ہیں۔"
(البقرہ : ۲۹)

نیم شعور

شعور کی یہ سب سے نچلی منزل ہے جو جمادات، نباتات اور حیوانات میں ملتی ہے۔ یہ تمام چیزیں اپنے اندر شعور کا ایک واضح درجہ رکھتی ہیں۔ ان میں احساس اور تغیر پذیری کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ نیم شعوری اجسام محسوس کر سکتے ہیں، احساس کے نتیجے میں ردِّعمل ظاہر کر سکتے ہیں لیکن اپنے احساسات، مشاہدات اور تجربات کو دوسروں میں منتقل نہیں کر سکتے۔ اشیاء کے اس احساس اور ردِّعمل کو فزیکل سائنس میں اشیاء کی خصوصیات اور حیوانات کے مستقل کردار کو جبلت (INSTINCT) کہتے ہیں۔ نیم شعوری درجے میں احساس کے نتیجے میں ردِّعمل مخصوص اور لازمی ہوتا ہے۔ اس ردِّعمل پر اختیار نہیں ہوتا۔ اشیاء جب کسی مخصوص ماحول کے نتیجے میں احساس کرتی ہیں تو ان کا نیم شعور مخصوص ردِّعمل ظاہر کرتا ہے۔

دراصل فزیکل سائنس اشیاء کے خواص اور ردِّعمل پر بحث کرتے ہوئے نیم شعور کی بحث کرتی ہے اور فزیکل سائنس کی تجربہ گاہیں نیم شعوری تجربہ گاہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یعنی ایسے ماحول اور اشیاء پر تحقیق کرتی ہیں جن میں قوتِ احساس (ذہن) ہے لیکن اس ذہن میں اتنی قوت نہیں کہ وہ اپنے

marfat.com

اس خاص ردِّعمل کو چھپا لے یا بدل دے۔ مثلاً بئے نسل کی چڑیا ایک خاص انداز سے گھونسلہ بنانے پر جبلی طور پر مجبور ہے۔ اسی طرح زنک جب گندھک کے تیزاب سے ملے گا تو ہائیڈروجن گیس بنانے پر مجبور ہے۔ یہ اس کی جبلت ہے، مخصوص نیم شعوری ردِّعمل۔ ان میں ذہن کا نچلا درجہ موجود ہے۔ بہرحال زندگی کا وجود صرف نباتات اور حیوانات میں ہے جبکہ جمادات میں صرف نیم شعور ہے لیکن زندگی موجود نہیں کیونکہ زندگی کے لیے سانس کی آمدورفت اور حرکت ضروری ہے۔ شعور اور زندگی دو قطعی مختلف حس ہیں جن میں سے زندگی کا وجود شعور کے کسی نہ کسی درجہ کے ساتھ مشروط ہے لیکن شعور کا وجود زندگی کے ساتھ یا مادہ کے ساتھ مشروط نہیں ہے۔

مذہب کی رو سے ذہن کی اس انتہائی نچلی منزل یعنی نیم شعور کی حالت میں بھی اشیاء اور ماحول بعض دوسری اشیاء اور ماحول کے شعور (اثرپذیری یا ردِّعمل) کے علاوہ اپنے پیدا کرنے والے کا بھی شعور رکھتے ہیں۔ پہاڑ خُدا کی تسبیح بیان کرتے۔ جمادات، نباتات اور حیوانات کی کوئی قسم ایسی نہیں جو اپنے بنانے والے سے واقف نہ ہو۔ ہر نیم شعوری مادہ یا ماحول کا شعور اس قدر بیدار ضرور ہے کہ وہ اپنے بنانے والے کو پہچان سکے اور اس کی حکم برداری کر سکے۔ اللہ نے پیدائش کے بعد ہر وجود کو اپنی ذات کا شعور عطا فرمایا۔" اور جب کہ آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان ہی کی ذات کے بارے میں اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں، ہم سب گواہ بنتے ہیں، تاکہ تم لوگ قیامت کے دن یوں نہ کہنے لگو کہ ہم اس (توحید) سے بے خبر تھے۔" (۷ - ۱۷۲)

marfat.com

ابتدائی شعور

علم نفسیات میں جہاں شعور کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے اس کو میں نے ابتدائی شعور کہا ہے۔ ابتدائی شعور صرف زندہ انسانوں میں پایا جاتا ہے جو نیم شعوری حالت سے ترقی کرتا ہوا انسانی ڈھانچے میں ابتدائی شعور میں ڈھل گیا۔ یعنی غذا کا کوئی حصہ جس کو کھا کر والدین میں قوت پیدا ہوئی، بالفاظِ دیگر غذا ترقی پا کر انسان کے سانچے کی مخصوص اثر پذیری قبول کرتے ہوئے "ابتدائی شعور" کے درجے میں پہنچ گئی جبکہ وہی غذا (نیم شعور) انسان کے علاوہ حیوان اور نباتات کے دوسرے سانچوں میں وہ اثر پذیری نہ پا سکا کہ ابتدائی شعور کی منزل کو پہنچ سکتا۔ جس طرح پانی سردی کی اثر پذیری سے جم جاتا ہے اور گرمی کی اثر پذیری سے بھاپ بن جاتا ہے اسی طرح نیم شعور انسانی ڈھانچے کی اثرپذیری سے ابتدائی شعور میں بدل جاتا ہے اور دیگر سانچوں میں نیم شعور ہی رہتا ہے۔

نیم شعور اور ابتدائی شعور میں مندرجہ ذیل واضح فرق پایا جاتا ہے:

ابتدائی شعور میں ماحول، اشیاء اور خود اپنے ذہن یا دوسرے ذہن کا تجزیہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے جب کہ نیم شعور میں صرف ردِّ عمل ممکن ہے تجزیہ کی صلاحیت سے نیم شعور محروم ہوتا ہے۔ ابتدائی شعور اپنی قوت کے ذریعے تمام اشیاء کے حقائق اور ماحول سے صحیح واقف نہیں ہو سکتا لیکن تجربات اور مشاہدات کے ذریعے اپنی قوت کی حدود، کمزوری اور درپیش مسائل کی حقیقت کا تجزیہ کر سکتا ہے۔ یہ تجربات اور مشاہدات خود اس کے اپنے ذہن سے حاصل بھی ہوتے ہیں یا وہ کسی دوسرے ذہن کے تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں بھی مسائل کا تجزیہ کر سکتا ہے۔ بالفاظِ دیگر ابتدائی

marfat.com

شعور کی حالت میں ذہن خود اپنی قوت نہ ہوتے ہوئے بھی خارجی دُنیا سے علم حاصل کرنے کی اہلیت حاصل کر لیتا ہے مثلاً چاند جتنا بڑا نظر آتا ہے دوسروں کے تجربات کی روشنی میں ذہن اپنے مشاہدے کو قبول نہیں کرتا، خارجی علم سے چاند کی حقیقت اور اپنی قوت کی کمزوری ذہن پر واضح ہو گئی۔ فضا میں آوازیں موجود ہیں، سنائی نہیں دیتیں لیکن دوسروں کی محنت اور خود اپنے تجربات کی بنا پر ذہن یہ تسلیم کرتا ہے کہ سُنائی نہ دینے کے باوجود آوازیں موجود ہیں، دکھائی نہ دینے کے باوجود تصویریں ہوا میں گھوم رہی ہیں۔ ذہن اپنی قوت کی کمزوری تسلیم کرتا ہے۔ دوسرے شعور اور ذہن کے تجربات کو صحیح صورتِ حال کے لیے ماننے پر مجبور ہوتا ہے۔

ابتدائی شعور کی دوسری بڑی خصوصیت کسی ماحول، مادہ یا ذہن سے متاثر ہو کر ردِّعمل یا اثر پذیری کے طور پر جبلی اور لازمی ردِّعمل کے بجائے آزادیٔ عمل کی صلاحیت ہے۔ ابتدائی شعور میں ذہن کسی دوسرے ماحول، مادہ یا ذہن سے متاثر ہو کر نیم شعور کی طرح جبلی ردِّعمل ظاہر نہیں کرتا بلکہ ردِّعمل پر بڑی حد تک اختیار رکھتا ہے۔ تکلیف کے احساس سے چیخ بھی سکتا ہے، خاموش بھی رہ سکتا ہے۔ بھوک کے احساس میں دوسروں سے چھین بھی سکتا ہے۔ خود بھی بھوک کی شدت برداشت کر سکتا ہے۔ کسی جذبہ پر جان بھی دے سکتا ہے، جان لے بھی سکتا ہے یا محض تماشائی بھی بن سکتا ہے جبکہ نیم شعور میں ردِّعمل قطعی ہوتا ہے، اختیار اور ممکنات کو دخل نہیں ہوتا۔ پانی ڈھلان پا کر ردِّعمل کے طور پر لازمی نیچے جائے گا، ڈھلان پر اپنی مرضی سے اُوپر نہیں جا سکتا۔ کشش ثقل سے پتھر زمین کی طرف آئے گا، آسمان کی طرف نہیں جا سکتا۔

marfat.com

مذہب کی روشنی میں ابتدائی شعور کو بھی دنیا میں بھیجنے سے قبل نیم شعور کی طرح اپنے بنانے والے کی پہچان اور ادراک کرا دیا گیا ہے۔ ابتدائی شعور کتنا بھی تعصبات اور ماحول کے زیر اثر ہو جائے لیکن اپنے بنانے والے کے ادراک سے محروم نہیں ہوتا، حتیٰ کہ فطرت کی آواز کو ضد اور خواہشات کی بنیاد پر بار بار دبا کر سُلا نہ دیا جائے۔ انسان کے لیے خدا کی پہچان کی سب سے بڑی نشانی خود اس کی زندگی اور نظام ہے۔ اس کے علاوہ وہ کوئی ذات اللہ کے علاوہ ایسی نہیں پاتا جو کسی معمول سے معمول مادہ کو پیدا کر سکے۔ مادہ محض شکلیں بدلتا ہے لیکن پیدائش سے نگاہ موڑنا شعوری طور پر ممکن نہیں محض ہٹ دھرمی اور تن آسانی کی بنا پر ممکن ہے۔ نہ صرف اللہ نے پیدائش کے وقت ہی اپنی ذات کا ادراک کرا دیا بلکہ اللہ کے سوا کوئی دوسری ذات کائنات کی تخلیق اور اس کے نظام کو چلانے کی دعویدار تک نہیں کہ انسانی شعور آسانی سے بھٹک سکے۔ محض اپنی خواہشات اور تن آسانیوں کی بنا پر انسان ایسے خالق تراشتا رہا ہے جن کو خود خالق ہونے کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔

ابتدائی شعور چونکہ دوسروں سے حاصل شدہ شہادات اور تجربات کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے انسان ہی بھیجے تاکہ پیغمبر کی ذات اور اس کے عمل انسانوں کے لیے اجنبی اور ناقابلِ عمل نہ ہوں۔ ممکن ہے انسان یا ابتدائی شعور اپنے گرد پھیلے ہوئے ماحول، درست راہنمائی کی کمی، مشاہدات کی کمزوری اور خود اپنے شعور کی محدود طاقت کی وجہ سے جزئیات یعنی پیغمبر اور کتابوں کا علم صحیح حاصل نہ کر سکے، لیکن خدا کے ایک ہونے، مکمل اور ناقابلِ تسخیر ہونے کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ انسان پر اللہ کی حقیقت واضح ہونے پر یہ فرض عائد کیا گیا ہے کہ وہ علم حاصل کرے یعنی ابتدائی شعور کی لازمی خصوصیت

marfat.com

خود اپنے ذہن کے تجزیے، دوسروں کے تجربات اور اشیاء و ماحول کے مشاہدے کے نتیجے میں فکر کرے. اس طرح اس کو جزئیات تک یعنی پیغمبر اور کتابوں تک بھی آسانی سے راہنمائی ہو جائے گی، اگر شعور میں سچی طلب کی خواہش ہے.

مذہب کے مطابق اللہ نے ابتدائی شعور کو لازمی ردّعمل کے بجائے اختیار کی قوت دے کر اس کو تمام کائنات یا نیم شعوری اجسام میں سب سے بلند مقام دیا. اختیار کی قوت کے ساتھ تمام کائنات انسانی شعور کی زد میں کر دی گئی اور اس کی تسخیر یا اشیاء اور ماحول کا تجزیہ اس کی شعوری قوت کے ماتحت ہو گئے لیکن یہ اختیارات اور قوتیں محض بے مصرف یا شغل کے طور پر نہیں دی گئیں بلکہ اختیار اور فکر کو اللہ کی بندگی اور عبادت کے لیے بنایا گیا ہے. نیم شعور عبادت پر مجبور ہیں. ان کو اختیار کی قوت نہیں دی گئی، لیکن ابتدائی شعور کو نشانیاں دکھا کر راہنمائی والے انسان بھیج کر اور تحریری منشور ہدایت دیکر یہ کہا گیا کہ اختیار کا استعمال اللہ کے منشور کے مطابق کرنے والے اس ابتدائی شعور یا زندگی کے بعد بڑے انعامات سے نوازے جائیں گے جب کہ اختیار کو اللہ کے حکم کے بجائے اپنی خواہشات پر استعمال کرنے والے زندگی کے بعد حکم عدولی کے نتیجے میں عذاب پائیں گے.

اللہ نے قرآنِ پاک میں سب سے پہلے فکر کی دعوت دی کیونکہ انسانی فکر ہی انسان کی حقیقت ہے ورنہ وہ بھی نیم شعور ہوتا جس طرح دوسرے جمادات، نباتات اور حیوانات ہیں. "پڑھ رب کے نام سے جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا. جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا. پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے تعلیم دی. ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو انسان نہ جانتا تھا." (سورۃ علق) یہ شعور اور علم اور اختیار عمل انسان کو زبردستی اس کی مرضی کے بغیر نہیں دیا گیا. انسان کے لیے یہ عذر باقی نہیں رکھا گیا کہ وہ

marfat.com

کہہ سکے کہ میری مرضی اور منشا کے خلاف مجھے اس دنیا کے امتحان میں کیوں پھنسا دیا گیا۔" اور ہم نے امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی سو انہوں نے اس کی ذمّہ داری سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اپنے ذمّہ لے لیا۔" (السبا۔ ۷۲) اگر انسان کو اپنا یہ عہد یاد نہیں تو اس کو حمل کی دنیا بھی یاد نہیں صرف سچے ذریعے سے یہ بات اس تک پہنچی ہے کہ وہ ماں کے پیٹ میں رہا ہے۔ اس کا شعور اس حقیقت کو قطعاً بھلا چکا ہے۔ اسی طرح انتہائی سچے ذریعوں سے انسان کے یہ عہد اس تک پہنچا دیے گئے اور اس کے شعور کی کمزوری اور بھول بھی۔ اس پر متعدد مشاہدات سے واضح کر دی گئی۔ اللہ نے اپنے عہد کو پورا کرنے والے انسانوں کے لیے انعامات کا وعدہ کیا ہے اور عہد توڑنے والوں کے لیے سزا رکھی ہے۔ یہ جزا اور سزا ابتدائی شعور کی حالت سے گزر کر ملے گی جب شعور اپنی بلوغت احساس اور علم کے اعلیٰ ترین درجے پر ہوگا۔

تحت الشعور

تحت الشعور ذہن کی وہ بلند تر منزل ہے جب شعور حصولِ علم کے لیے دوسروں سے حاصل کردہ تجربات کے بجائے اپنے مشاہدے پر زیادہ انحصار کر سکتا ہے۔ ذہن اپنی منزلیں طے کرتا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہتا ہے۔ ابتدائی شعور کی نسبت قوّتِ مشاہدہ اور احساس بہت ترقی کر جاتا ہے۔ وہ اشیاء اور ماحول کی حقیقتوں کو آسانی سے سمجھ سکتا اور اس کا تجزیہ کر سکتا ہے۔ وقت اور فاصلے کی حقیقت ترقی یافتہ ذہن کے لیے کم تر ہو جاتی ہے۔ آسائش اور تکلیف کا احساس ترقی یافتہ شعور میں بہت زیادہ ہو جاتا ہے جس طرح ایک

marfat.com

سوئے ہوئے جسم (سُن) یا فالج زدہ عضو کی نسبت تندرست جسم تکلیف اور آسائش کا زیادہ احساس کرتا ہے، اسی طرح تحت الشعور ابتدائی شعور سے نکل کر زیادہ حساس ہو جاتا ہے۔

تحت الشعور کی کیفیت ابتدائی درجے میں بعض اوقات ماحول کی شدید خارجی یا جسمانی رکاوٹوں کی وجہ سے عارضی طور پر انسانی سانچے میں مقید زندگی میں بھی عود کر آتی ہے لیکن تحت الشعور کا یہ ظہور عارضی ہوتا ہے اور اپنی پوری صلاحیت اور وسعت کے ساتھ ظاہر نہیں ہوتا۔ اسی طرح بعض اوقات شدید خارجی یا جسمانی رکاوٹوں کی وجہ سے انسانی ذہن ابتدائی شعور سے نیم شعوری حالت کی طرف بھی پلٹ جاتا ہے، جب اس میں مسائل کے تجزیہ اور اختیار کی صلاحیت سُست ہو جاتی ہے جس کو عام حالات میں "پاگل" کہتے ہیں۔ ایسے انسان میں زندگی ہوتی ہے اور اثر پذیری بھی ہوتی ہے، لیکن اس کا ذہن، تجزیہ، مشاہدے اور اختیارِ عمل کی قوت کھو دیتا ہے۔

شعور اپنے ارتقار یا وجود کے لیے مادہ، جسم یا زندگی کا محتاج نہیں۔ وہ بے جان جمادات میں اور جاندار نباتات اور حیوانات میں نیم شعوری درجے میں موجود تھا۔ انسانی سانچے کی اثر پذیری نے اسے ابتدائی شعور کا درجہ دیا اور انسانی سانچے سے آزاد ہو کر اپنی نئی ارتقائی منزل "تحت الشعور" کو مستقل حاصل کر لیتا ہے۔ انسانی جسم زندگی کے خاتمے پر دوبارہ نیم شعوری حیثیت اختیار کر لیتا ہے جب کہ اس کا شعور زیادہ حساس اور ذہن زیادہ قوی ہو جاتا ہے۔ وہ ان باتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے جن کا مشاہدہ ابتدائی شعور میں ممکن نہ تھا وہ فاصلے کم حقیقت ہو جاتے جو ابتدائی شعور کے دور میں جسم کی وجہ سے پابہ زنجیر تھے آسائش اور تکلیف کی حس بڑھ جاتی ہے۔

marfat.com

اسلام میں کسی مردہ انسان کی قبر پر جا کر اس کو سلام کرنے کا حکم ہے جس کو اس کا شعور سُنتا ہے اور جواب دیتا ہے لیکن اس شعور یا ذہن کو عمل کا اختیار نہیں۔ وہ کسی کا کوئی کام کرنے یا بگاڑنے کی اہلیت نہیں رکھتا، اس لیے مُردہ انسانوں کے لیے صرف دُعا کی جا سکتی ہے لیکن کوئی خواہش پُورا کرنے کا ان کو بالکل اختیار نہیں ہوتا، اس لیے قبر والے سے منت مانگنا بُت کو پوجنے کے مترادف ہے۔ کسی چیز کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار صرف اللہ کو حاصل ہے جس کی مرضی کے بغیر کوئی اس کی خدمت میں سفارش تک پیش نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر اللہ سفارش کی اجازت دے تو سفارش پیش کی جا سکے گی۔ قبر کسی انسان کے لیے آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ یہ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ اسلام نے اپنے پیرووں کو عذابِ قبر سے بچنے کے لیے مستقل دعا کا حکم دیا ہے۔

لاشعور

لاشعور کو لامنتہائی شعور یا UNCONSCIOUSNESS کے بجائے UNLIMITED CONSCIOUSNESS کی اصطلاح استعمال کرنے سے شعور کی یہ منزل آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے۔ انسانی ذہن کی بلوغت کا یہ آخری درجہ ہے جب انسانی ذہن اپنی قوّت سے مادہ، ماحول اور اشیاء کی حقیقتوں کو سمجھ سکے گا۔ اس کی قوّتِ سماعت فضا میں موجود آوازوں کو سُن سکے گی۔ ابتدائی شعور کی طرح فضا کی آوازوں کو سُننے کے لیے آلات کی ضرورت نہ پڑے گی۔ اس کی بصارت فضا میں تحلیل تصویروں کو خود نفسِ نفیس دیکھ سکے گی۔ اس کو ٹیلی ویژن اسٹیشن کا سہارا درکار نہیں ہوگا۔ اس کی یادداشت ماں کے پیٹ

marfat.com

کی دنیا کو اور نیم شعوری حالت میں گزرے ہوئے حالات اور واقعات کا احاطہ کر سکے گی۔ اس کو دوسروں کے تجربے سننے، یہ فیصلہ نہیں کرنا ہوگا کہ وہ ماں کے پیٹ میں بھی رہا ہے۔ وہ حقائق کا مشاہدہ کر رہا ہوگا۔ اشیاء کا فاصلہ وہ اپنے ادراک سے معلوم کر سکے گا۔ اگرچہ سورج اور چاند کے زمین سے فاصلے میں بے انتہا فرق ہے لیکن ابتدائی شعور اپنے ذاتی ادراک سے اس کو ایک جیسا محسوس کرتا رہا۔ دن میں چاند اور ستارے نظروں سے موجود ہونے کے باوجود اوجھل ہو گئے۔ یہ تمام کمزوریاں لاشعوری منزل میں ختم ہو جائیں گی۔ ذہن ممکنہ علم اور حس کے انتہائی درجہ پر ہوگا۔

مذہب کی رو سے قیامت کے بعد انسان کو دوسری زندگی دی جائے گی جس میں ابتدائی شعور میں کیے گئے اختیارات اور اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ وہ اس حقیقت کو جھٹلا نہ سکے گا کہ ابتدائی شعور کی حالت میں اس کو بار بار اللہ کی حقیقت سامنے آئی لیکن ضد یا ذاتی منفعت کی خاطر دبا دی گئی۔ ابتدائی شعور میں اللہ سے انکار کے علاوہ انسانوں سے کی گئی بداعمالیاں بھی واضح ہوں گی۔ وہ کسی عمل کا انکار نہ کر سکے گا کیونکہ خود اس کے اعضاء اور نفس شعور کی انتہائی بلوغت کی بنا پر اپنے کیے ہوئے اعمال پر گواہ ہونگے۔ اس کو اللہ سے کیا ہوا عہد بھی یاد آ جائے گا جو اوّلین پیدائش پر کیا تھا۔ اور اللہ نے اس کو اپنا رب ہونا بھی جتا دیا تھا۔ انسان کو ذہنی بلوغت کے اس اعلیٰ ترین درجے میں جب آسائشات اور تکالیف کا احساس بے انتہا بڑھ جائے گا، اس کی نیم شعوری اور اعضاء کے سوئے ہونے کی کیفیت بالکل ختم ہو چکے گی اس کو اپنے اعمال کی سزا یا انعام ملے گا۔ یہ انعام یا سزا بھی مستقل ہوگی کیونکہ پھر موت نہیں آئے گی یعنی شعور کسی نیچی کیفیت کی طرف

marfat.com

نہیں لوٹے گا۔ اس وقت حاصل ہونے والا آرام بھی اصل آرام اور عظیم سہولتوں سے آراستہ ہوگا۔ اس وقت کی تکلیف بھی مستقل اور شدت کے لحاظ سے اپنی انتہا پر ہوگی۔

جب میں آپریشن کے دوران اپنے اوپر گزرے ہوئے واقعات کا تجزیہ کر رہا ہوں۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میں شدید جسمانی رکاوٹوں اور تبدیلیوں کے باعث عارضی طور پر تحت الشعور کی منزل میں چلا گیا جہاں جسم اور ابتدائی شعور کا واسطہ عارضی طور پر منقطع ہو گیا جس طرح کوئی معمول عامل کے ذریعے تحت الشعور میں غیر معمولی باتوں کا اظہار کرتا ہے اور عارضی طور پر ابتدائی شعور سے اس کا رابطہ کٹ جاتا ہے۔ ذہن کا ابتدائی شعور سے تحت الشعور میں داخل ہو جانا کسی طرح کی ذہانت، بڑائی، بزرگی یا کمزوری کی علامت نہیں محض ان رکاوٹوں کی عکاسی کرتی ہے جو ماحول یا جسم کے ذریعے سے ابتدائی شعور کے آڑے آگئیں۔

مذہبی نقطۂ نظر سے میں اس آپریشن کو اپنے لیے اللہ کا بہت بڑا انعام سمجھتا ہوں۔ مجھے بہت شدت سے یہ خواہش تھی کہ میں حقیقتاً مرے بغیر موت کے بعد کی کوئی جھلک دیکھ سکوں۔ یہ خواہش ناممکنات میں سے تھی۔ محض اپنی یاد دہانی کیلئے مجھے یہ لکھنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہو رہی کہ اللہ تعالیٰ نے شرح صدر کے طور پر مجھے قبر کی حقیقت سے ہلکا سا متعارف کرایا ہے، جب انسان اپنے جسم پر قدرت نہیں رکھتا، لیکن اس کی قوتِ احساس بہت بڑھ جاتی ہے اور دُنیا کی کم مائیگی واضح ہو جاتی ہے۔

والدین کی محبت کا کون انکار کر سکتا ہے۔ خرابیٔ صحت کے باوجود میرے اور میری بیوی کے والدین کراچی سے فوری آ گئے اور میرے لیے دعائیں کرتے رہے۔ ڈاکٹر کرنل گل بادشاہ کا اپنے پیشے سے لگاؤ اور ہنرمندی کے علاوہ ان کی

marfat.com

خدا خوفی بھی سامنے آئی۔ میری عیادت کے لیے آنے والوں میں سب سے زیادہ فی صد مسجد کے ملاقاتیوں کی رہی اور سب سے کم فی صد میرے کاروباری دوستوں کی تھی۔ نرسنگ کے پیشے کی اہمیت اور تقدس واضح ہوا کتنی بڑی عبادت اور بے نفسی ہے۔ بھائی اقبال کی محبت اور جذبہ مَیں نہیں بھول سکتا۔ نعیمہ واقعی میری شریکِ حیات ہے۔ میرے سے زیادہ اس پر گزرتی رہی۔" اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے"

آفتاب احمد شمسی

marfat.com

ریزہ ریزہ خواہش

خواہشات پر پابندی نہیں۔ کسی نے دولت کی خواہش کی اور اپنی خواہش کی تکمیل کے لیے صنعت، زراعت، نوکری یا دولتمندوں کے اپنائے ہوئے مروّجہ اور غیر مروّجہ طریقوں سے دولت کے حصول کی کوشش شروع کر دی۔ قارون، فرعون، فورڈ اور برلا بھی بنے لیکن اگر دولت خواہش کے مطابق حاصل نہ ہوئی تو کم از کم حصول کی کوشش اور عمل نے خواہش کو ایک گونہ تسکین دی۔

خواہشات پر پابندی نہیں۔ کسی نے شہرت اور بقائے دوام کی خواہش کی اور اپنی خواہش کی تکمیل کے لیے علم و فن، سپہ گری، عدل و نیکی یا شہرتِ عام پانے کے دوسرے مروّجہ اور غیر مروّجہ طریقوں سے بقائے دوام کی کوشش شروع کر دی۔ سکندرِ اعظم، لقمان، سقراط، چنگیز خان اور ہٹلر وجود میں آئے، لیکن جن کو بقائے دوام خواہش کے مطابق حاصل نہ ہوئی ان کی خواہش کو بھی اپنی کوشش، علم اور سعی سے اطمینان ضرور ملا۔

خواہشات پر پابندی نہیں۔ کسی نے صحت اور طاقت کی خواہش کی اور اپنی خواہش کی تکمیل کے لیے فنِ کشتی، تن سازی، پیراکی اور شہسواری یا صحت مند لوگوں کے مروّجہ اور غیر مروّجہ طریقے اپنائے۔ رستم، گاما، الزکی اور محمد علی وجود میں آئے، لیکن اگر صحت اپنی خواہش کے مطابق حاصل نہ ہوئی، پھر بھی لوگوں نے صحت کے حصول کی کوشش علم اور سعی سے اپنی خواہش کی پیاس کو کسی حد تک دبا لیا۔

marfat.com

خواہشات پر پابندی نہیں۔ مَیں نے بھی خواہش کی۔ انتہائی معصومانہ اور بے ضرر خواہش۔ ہر دن کی ابتدا مجھے ایک بدبودار اور کریہہ ماحول سے کرنا پڑتی ہے۔ مَیں نے چاہا کہ جسم کے اس بدبودار اخراج سے نجات حاصل کرلوں تاکہ دن کی ابتدا اچھی ہو۔ عقلمند میری اس خواہش پر حیران رہ گئے۔ تقلید کے لیے مجھے کوئی ذات نہ ملی۔ میری خواہش تکمیل کے لیے سعی اور علم کا خیال تک دل میں نہ لا سکی۔ میری خواہش پُرزہ پُرزہ ہوگئی۔

خواہشات پر پابندی نہیں۔ مَیں نے بھی خواہش کی۔ انتہائی معصومانہ اور بے ضرر خواہش۔ مَیں نے جمع کرنے سے احتراز چاہا۔ مجھے بھوک نے ستایا تو خوراک کے حصول کی مجبوری سامنے آئی۔ آخر بھوک کی ذلالت سے نجات کیوں ممکن نہیں؟ دن میں چار وقت بھوک کی بے حالی اور کھانے کی تلاش میرے وقار کو مجروح کرتی ہے۔ میری خواہش چھینا جھپٹنا نہیں بلکہ بے نیازی ہے۔ عقلمندوں نے میرا مذاق اُڑایا۔ خواہش کی تکمیل کے لیے مَیں سوچ بھی نہ سکا۔ میرے سامنے علم نہ تھا یا کوئی ذات نہ تھی جس کی تقلید کر سکتا۔ میری خواہش ریزہ ریزہ ہوگئی۔

خواہشات پر پابندی نہیں۔ مَیں نے بھی خواہش کی۔ انتہائی معصومانہ اور بے ضرر خواہش۔ مَیں کسی کو ستانا یا مارنا ہرگز ہرگز نہیں چاہتا، لیکن کسی ایسی غفلت کو پسند نہیں کرتا کہ دشمن میرے تمام سازو سامان کے باوجود مجھے مدافعت کا موقع تک نہ دے اور مَیں سوتا رہ جاؤں۔ مَیں نیند کی مجبوری سے کیوں دوچار ہوں؟ نیند بے کسی اور لاچارگی کا شاہکار ہے۔ سوتے ہوئے شیر کی ناک میں چوہا بھی دُم ڈال سکتا ہے۔ مَیں کسی قدر بھی طاقت کے باوجود سوتے ہوئے بالکل بے حیثیت ہوتا ہوں۔ پُوری دُنیا ہر روز بے خبر سوتی ہے، بالکل محتاج اور مُردہ۔ عقلمندوں نے

marfat.com

میری خواہش کا مذاق اُڑایا۔ مجھے کوئی ذات نہ ملی جس کی تقلید کر سکوں۔ کسی کتاب سے مجھے علم نہ ملا۔ میری خواہش ریزہ ریزہ ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں۔ زندہ ہے اور سنبھالنے والا ہے (تمام عالم کا) اس کو نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ اسی کی ملکیت ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ ایسا کون ہے جو اس کے پاس سفارش کر سکے بغیر اس کی اجازت کے۔ وہ جانتا ہے اس کے تمام حاضر و غائب حالات کو۔ اور وہ موجودات اس کے معلومات میں سے کسی چیز کو اپنے احاطۂ علمی میں نہیں لا سکتے مگر اللہ جس قدر علم دینا چاہے۔ اسی کی کُرسی نے سب زمین اور آسمان کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ کو ان کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہ عالیشان اور عظیم الشان ہے۔

(البقرۃ ۲۵۵)

marfat.com

کس سے دل کی بات کروں

بلند ہوٹل کے کمرے میں تنہا
دیواروں نے جب مجھ کو پایا
مدت پیچھے درد کا لاوا
دوست کو دیکھ کر بہہ نکلا

نرم بستر کی سنگلاخ سلوٹوں نے
کتنی عصمتوں کا حساب دیا
جو کریہہ الجثہ توند والے
سرمایے کی بھینٹ چڑھیں

میز پر سجے چھری کانٹوں نے
مزدور دوست لیڈر کے ہاتھوں
روٹی، کپڑا، مکان کے نام پر
خونِ انسان کے دھبّے دکھائے

ٹپ کو دیکھ کر ویٹر نے
مُلا کی طرح چندے کے لیے

marfat.com

ایک خدا کی مسجد میں
ہرکس و ناکس سلام کیا

اوندھے کانٹے، کند چھُریاں
گریہ دیواریں، پھٹتے پتھر
رندے قالین، خشمگیں بستر
ہر سمت مجھ کو دوست ملے

جلتے پھکتے بلبوں نے
جب بھی اپنا سینہ کھولا
چکا چوند اندھیروں سے
مجھ کو ساری رات جگایا

کیا وہ کمرے کی تنہائی تھی!
پتھروں کی آہ و بکا نے
انسانوں کی سخت دلی پر
مجھ کو کتنی بار رُلایا

آج بھری محفل میں تنہا
"زمِ دل" انسانوں میں (سے)
(کیسے) کس سے دل کی بات کروں۔
کوئی بھی میرا دوست نہیں

marfat.com

marfat.com